۱

انہ لقول فصل و ما ھو بالھزل

اہل سنۃ کے مذہب کے احقاق اور امامیہ مذہب کے ابطال میں

رسالہ موسومہ بہ

آیات بیّنات

مؤلفہ

مولوی سید محمد مہدی علی صاحب تحصیلدار مرزاپور

مرزاپور

فی سنہ ۱۳ ہجری مطابق سنہ ۱ عیسوی

کو چھاپا گیا

MIRZAPORE ORPHAN SCHOOL PRESS,

اعلام

چونکہ باہم شیعوں اور سنیوں کے ایک عرصہ دراز سے مذہبی مباحثہ چلا آتا ہی اور صدہا کتابیں فریقین کے علما نے تالیف کی ہیں اسلیئے مولف نے چاہا کہ اُردو میں ایک کتاب جامع تالیف کی جاوے اور فریقین کے دلائل تفصیل کے ساتھہ ہر بحث میں بیان کی جاویں تا کہ دیکھنیوالے کو کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہ جاوے اور فریقین کے سوال و جواب کو دیکھکر اِنصاف کرنیکا موقع ملجاوے اِسیواسطے مولف نے اِس کتاب کو لکھا ہی *

یہہ کتاب چار ہزار صفحے سے زیادہ کی ہی اور مولف نے چاہا کہ اول بحث فضایل صحابہ کی پوری چھپوا کر یہہ کتاب مشتہر کی جاوے مگر شائقین نے اصرار کیا اور جسقدر چھپ گئی تہی اُسیکے مشتہر کرنے پر مجبور کیا اِسلیئے بہایت لاچاری سے ایک حصہ فضایل صحابہ کا مشتہر کیا جاتا ہی اور عنقریب باقی حصہ اِس بحث کا بعد چھپنے کے شائقین کے ملاحظہ سے گذریگا *

فہرست اور غلط نامہ اور تقریظات وغیرہ سب دوسرے حصہ کے اخیر میں شامل کیجاویںگی *

دوسرے حصہ سے صرف فضایل صحابہ کی بحث کا حصہ مراد ہی ورنہ بہ لحاظ اور بحثوں کے اِس کتاب کے تیس ۳۰ حصے ہیں فقط *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ و حبیبہ سید المرسلین محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و امتہ اجمعین ۔ **بعد** حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیئے کہ خدائے عز و جل نے ہمارے ہدایت کے واسطے انبیاء مبعوث فرمائے اور اپنا خاص کلام اُن پر نازل کیا اور حضرت رحمانی کا اُسکے خاتمہ میں کیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک اور کفر کے تاریکی سے نکالکر ہمارے دلوں کو نور ایمان سے روشن کیا پس ایمان اور اسلام ایک ایسی اُس کی نعمت ہے کہ ہم اُس کا شکر ادا نہیں کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان کے بہت مسلمانوں کو بہکایا اور اُنکے دلوں کو باطل عقیدوں سے پھر تاریک کر دیا اور مسلمانوں میں ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ ۷۲ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جیسی نسبت ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پس ہم لوگوں کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپ کو ناجی سمجھنا نہ چاہیئے بلکہ ہر عقیدہ کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تصدیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے کرنا ضرور ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اسے سچے اور خالص دل سے صرف اپنی نجات کی اُمید پر خدا کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور ضد کو دخل نہ دے وہ حق اور باطل میں تمیز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی میں پڑا رہنے دے جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب ہو اور مذہبی تعصب میں گرفتار نہ ہو اور سوائے ہدایت اور نجات کے اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین و مذہب کو خدا سے جدا اور نہ جدا کرنا چاہے اُمید وار تعالیٰ ارحم عقیدوں پہلا ہو وہ بیشک اُنکی گمراہی میں پڑا رہتا اور اپنے دل کو باطل عقیدوں سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکتا ✻

بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار **مہدی علی** ابن سید ضامن علی عفی اللہ عنہ اپنے بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانوں کے دو مذہب زیادہ جاری ہیں ایک اہل سنت و جماعت دوسرا امامیہ دونوں اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہیں اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہیں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں اور صدہا رسالے تحریر ہوئے مگر یہ جھگڑا اب تک طے نہ ہوا جیسا جو عقیدہ تھا وہ اُسی پر قائم رہا اب تک ایسے کم شخص ہیں جنہوں نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لئے اختیار کیا ہو لیکن میں اپنے خدائے عز و جل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ میں اُن چند آدمیوں میں سے ہوں جنہوں نے اپنی نجات کی اُمید پر دونوں مذہب کے اصول پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ و حبیبہ سید المرسلین محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و امتہ اجمعین **بعد** حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیئے کہ خدای عز و جل نے ہمارے ہدایت کے واسطے اپنا محبوب پیغمبر بھیجا اور اپنا خاص کلام اُس پر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اُسکے ہاتھہ میں دیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک اور کفر کے تاریکی سے نکالکر ہمارے دلوں کو نور ایمان سے روشن کیا پس ایمان اور اسلام ایک ایسی اُس کی نعمت ہی کہ ہم اُس کا شکر ادا نہیں کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانونکو بہکایا اور اُنکے دلوں کو باطل عقیدوں سے تیر تاریک کر دیا اور مسلمانوں میں ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ ۷۲ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جنکی نسبت ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پس ہم لوگوں کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپ کو ناجی سمجھنا نہ چاہیئے بلکہ ہر عقیدہ کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہی اور یہہ ممکن نہیں ہی کہ جو شخص ایسے سچے اور صاف دل سے صرف اپنی نجات کی اُمید پر خدا کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور عناد کو دخل نہ دے وہ حق اور باطل میں تمیز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی میں پڑا رکھے ہاں جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب نہو اور مذہبی تعصب میں گرفتار ہو اور سوائے مجادلہ اور مناظرہ کے اُسے اور کچھہ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین و مذہب کو بلا تحقیق سچ جانتا اور انا وجدنا آباءنا علیٰ اُمۃ و انا علیٰ آثارہم مقتدون کہتا ہو وہ بیشک ایسی گمراہی میں پڑا رہیگا اور اپنے دل کو باطل عقیدوں سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکیگا *

بعد اِس تمہید کے بندہ گنہگار **مہدی علی** اِبن سید ضامن علی عفی اللہ تعالی عنہ اپنے بھائیوں کی خدمت میں اِلتماس کرتا ہی کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانوں کے دو مذہب زیادہ جاری ہیں ایک اہل سنت و جماعت دوسرا امامیہ دونوں اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہیں اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہیں ہزاروں کتابیں تالیف ہو گئیں اور صدہا رسالے تحریر ہوئے مگر یہہ جھگڑا اب تک طی نہ ہوا جسکا جو عقیدہ تھا وہ اُس پر قائم رہا بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لیئے اختیار کیا ہو لیکن میں اپنے خدائے عز و جل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ میں اُن چند آدمیوں میں سے ہوں جنہوں نے اپنی نجات کی اُمید پر دونوں مذہب کے اصول پر

آپ کے دشمن ہو گئے تھے اور آپ کی تکذیب کرتے تھے کوئی مجنون کہتا تھا کوئی دیوانہ بتلاتا تھا
و نعوذباللہ من ذلک اور چھہ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو
چالیس سے کم تھے مسلمان ہوئے مگر ۶ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانوںکی ہو گئی اور
دعوت عام اسلام کے علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا
تب اہل مکہ نے یہاں تک تکلیف اور ایذا دینی شروع کی کہ آخرکار مکہ چھوڑنا اور مدینہ کو ہجرت
کرنا پڑا اور بعدہ آہستہ آہستہ دین اسلام کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اس قدر جلد اسلام پھیلا کہ
چند سال کے عرصہ میں سیکڑوں سے ہزاروں کی اور ہزاروں سے لاکھوں کی نوبت آ گئی اور جماعت
کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین میں داخل ہو گئے پس غور کرنیکا مقام ہی کہ جن لوگوں
نے ابتداء دعوت میں اسلام قبول کیا اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول ہی
اول آپ کی نبوت کو تصدیق کیا اور بلا توقف بلا تامل کلمہ شہادت پڑھا اور بغیر صلاح اور مشورہ
اپنے عزیزوں اور رشتہ داروںکے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ دیا اور اپنے بھائی بندوں سے علحدہ ہوکر اول ہی
اول آپکا دامن رحمت پکڑا اور اپنے دوست آشناؤں سے مخالفت کرکے غاشیہ اطاعت نبوی اپنے دوش
پر رکھا تو ایسے لوگوں کے اسلام کا جو ایسے نازک وقت میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑکر نئے دین
میں آئے کوئی نہایت قوی سبب ہو گا ورنہ یہہ بات سب جانتے ہیں کہ اپنے قدیمی دین کا چھوڑنا
اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہی اور اپنے عیش و آرام کا ترک کرنا اور مصیبت اور
ایذا میں پڑنا اور تکلیفیں اُٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہیں ہوتا پس اگر ہم اُن اسباب
کو سوچیں جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تو صرف دو سبب معلوم ہوتے ہیں یا دین کی
خواہش اور نجات کی اُمید یا دنیا کی طمع اور مال دولت کا لالچ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کریں
اور اس امر کو مانیں کہ صحابہ نے اپنے نجات کی اُمید پر دین اسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی
رضامندی کے لیئے اپنے گھر بار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم میں بھی یہہ بات نہیں آتی کہ پھر ایسے
لوگ کسی وقت میں اُس دین سے پھر گئے ہوں اور کبھی اُنہوں نے اُس محبت کو جو اُنکو ایمان
اور اسلام کے ساتھہ تھی دل سے نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے صرف خدا کی
رضا حاصل کرنیکے لیئے اسلام کو مصیبت اور تکلیف کے وقت میں اختیار کیا ہوگا اور برسوں اُس کے
پیچھے رنج اور دکھہ اُٹھائے ہونگے وہ کبھی اُس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اُس پر ویسے ہی
ثابت قدم رہے ہونگے اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کریں کہ وے لوگ دنیا کی طمع اور مال دولت
کی لالچ سے مسلمان ہوئے ہوں تو یہہ ایسی بات ہی کہ جسکی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہیں کر
سکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا اس امر کو خیال کر سکتا
ہی اس لیئے کہ ابتداء اسلام میں جو کچھہ دنیا کی طمع بھی وہ ظاہر جو کچھہ دولت اور مال کی
حرص بھی وہ معلوم پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی اُمید
پر تھا اور جب اُس اُمید پر ایمان لانا اُن کا ثابت ہوا تو پھر اُس سے پھرنا اُن کا غیر ممکن تھا *

انصاف سے غور کیا اور مذہب اہل سنت کو مطابق کلام الہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اُس کے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے میں اور تمام کنبہ قبیلہ سے جدا ہونے میں کچھ کسیکا لحاظ و خیال نہیں کیا اور امامیہ مذہب کو جو بمصداق برعکس نہند نام زنگی کافور کے مخالف عقاید ائمہ کرام علیہم السلام کے ہی چھوڑکر سچا مذہب اہلسنت و جماعت کا اختیار کیا چونکہ میرے عزیز و قریب اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہیں اور مجھے گمراہ جانتے ہیں اِس لیئے میں اُن پر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہوں جنہوں نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہوں جنکے سبب سے میں نے مذہب اہلسنت و جماعت کو اچھا جانکر اختیار کیا اِسی واسطے میں یہہ رسالہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کی خوبیوں میں لکہتا ہوں خدا کرے کہ میرے عزیز و بھائی اِس کو نظر اِنصاف سے دیکھیں اور اپنے باطل عقیدوں کو چھوڑیں اللہم آمین *

تمہید

یہہ سب پر ظاہر ہی کہ دونوں مذہب کا اصل اِختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا ہی کہ اہل سنت اُن کو اچھا جانتے ہیں اور شیعہ اُنکو برا سمجھتے ہیں بلکہ جسطرح پر اہل سنت اُن کو تمام اُمت سے مرتبہ میں اعلٰی اور افضل اور اِیمان اور اِسلام میں سب سے بہتر اور کامل جانتے ہیں اُسیطرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتٰی کہ کافر اور مرتد کہتے ہیں پس درحقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہی جسپر دونوں مذہب کے حقیت اور بطلان کا مدار ہی یعنے اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا اِیمان اور اِسلام میں کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا اُس پر ثابت قدم رہنا ثابت ہو گیا تو بلا شبہہ سنیوں کا مذہب حق اور شیعوں کا مذہب باطل اور اگر برخلاف اُسکے اُن کا کافر اور مرتد ہونا و نعوذباللہ من ذلک معلوم ہوا تو شیعوں کا مذہب سچا اور سنیوں کا مذہب جھوٹھا ہی اِسواسطے ہم اول صحابہ کی فضائل بیان کرتے ہیں پہر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پہر جواب مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کرتے ہیں دینگے *

دلایل عقلی صحابہ کے فضیلت میں *

پہلي دلیل

یہہ بات سب جانتے ہیں کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کو خدا نے عرب میں مبعوث کیا اور مکہ معظمہ میں اول اول حضرت کو اِظہار نبوت کا حکم دیا تو اُس وقت میں سب لوگ کافر اور مشرک تہے اور آپ کے عزیز اور قریب اور رشتہدار اور بہائي بند اِس خبر کو سنتے ہی

شخص اِس دنیا میں ایسا هی که اب اُن کے مرتبه پر پهنچے اور اُن کے سا درجه پا سکے کہاں هیں اب رسول خدا که وه دعوت کریں اور اُنکے کنبے قبیلے کے لوگ اُنکو جھٹھلاویں اور هم میں سے کوئی سامھنے آکر صدقت یا رسول‌الله کہکر آپ کے دل کو خوش کرے کہاں هی وه وقت که پیغمبر خدا هجرت کریں اور غار میں جاکر چھپیں اور کوئي هم میں سے اُسوقت ساتھه هووے اور یار غار کہلاوے کہاں هی وه زمانه که فقراء مہاجرین کو لیکر حضرت مدینه میں پهنچیں اور مدینه والے اپنے اُپر مصیبت گوارا کر کے اُنکو اپنے گھروں میں ٹھہراویں اور انصار کہلاویں کیا اب پھر وه دن مل سکتے هیں که پیغمبر خدا بدر کي لڑائي پر جاویں اور هم لوگ حضرت کے ساتھه هوں اور همارے مدد کے لیئے خدا ملائکه کو بھیجے اور لقد رضي الله عنهم کہکر اپنے رضامندی ظاهر فرماوے ای بھائیو وه زمانه گذر گیا وه وقت باقی نهیں رها جنکو یهه نعمت ملنے والي تھي اُنکو مل گئي جنکو یهه دولت حاصل هونیوالي تھي اُنکو حاصل هوچکي جو لوگ مہاجرین میں داخل هونیوالے تھے وه مہاجرین میں داخل هوگئے جو انصار میں شامل هونیوالے تھے وه انصار میں شامل هو چکے اب هزار جان و مال کو کوئی نثار کرے مگر والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار کي فضیلت پا نهیں سکتا تمام جهان کی دولت کوئي لٹاوے مگر اصحاب بدر یا داراں بیعت الرضوان میں داخل نهیں هو سکتا اِن دونوںکو لینیوالے لیگئے اِن نعمتوںکو لوٹنیوالے لوٹ لیگئے *

جرعه‌دان بادها خوردند و رفتند ‎ ‎ ‎ تهي خمخانها کردند و رفتند

ای یارو جن لوگوں نے بلا واسطه پیغمبر خدا سے تعلیم پائي اور جن شخصوں نے خود صاحب شریعت سے هدایت حاصل کي کیونکر تمهارے دل میں اُنکي محبت اور تمهاری نظر میں اُنکي قدر و منزلت نهیں هی کیا تمهاري عقل اِسکو قبول کرتي هی که اُن هزاروں لاکھوں آدمیوں میں جو برسوں پیغمبر صاحب کي صحبت اور رفاقت میں رهے کسي کے دل پر ایمان کا کامل اثر نهوا اور اُن بیشمار آدمیوں میں جو نمازوں اور جهادوں میں حضرت کے شریک رهے کوئي اِسلام پر ثابت قدم نرها باوجودیکه حضر اور سفر میں آپ کے همراه رهے شب و روز اپنے کانوںسے وعظ و نصیحت سنتے رهے اپنے آنکھوں سے جبرئیل کا آنا وحي کا لانا دیکھتے رهے لیکن اپنے نفاق اور کفر سے (والعیاذ بالله منه) باز نه آئے گو که حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُن کو دکھلائے انواع انواع کي دعائیں اُنکے حق میں فرمائیں لیکن نه کسي معجزه کا اُنپر اثر هوا نه کوئي دعا اُنکے حق میں مقبول هوئي بھلا اِنصاف کرو که کوئي مسلمان ایسا عقیده رکھیگا اور اپنے پیغمبر کی شان کو داغ لگاویگا اور اُسکے تمام شاگردوں اور کل مُریدوں کو کافر اور مرتد کهیگا ذرا تو سوچو که اگر کسي عالم کے تمام شاگرد جاهل رهیں اور کسي امیر کے مصاحب سب کے سب بد چلن هوں اور کسي ولي کے مرید کلهم اجمعین فاسق فاجر هوں تو کیا اِس سے کچھه بد ظني اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولي کی نسبت لوگوں کو نهوگی بیشک ضرور هوگي پس اِسی طرح پر تمام صحابه کے کفر اور ارتداد پر اعتقاد رکھنا در پرده حضرت کے نبوت میں داغ لگانا هی و نعوذ بالله من ذلک*

تیسري دلیل

اِس کا کوئي اِنکار نهیں کر سکتا که پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم ایسے وقت میں مبعوث هوئے

دوسری دلیل

جب که هم خلفاء راشدین اور مهاجرین وانصار کے حالات پر نظر کرتے هیں اور اُن کی حال چال پر خیال کرتے هیں تو اُس سے هم کو یقین کامل هوتا هی که وه قدم به قدم اپنے پیغمبر کے چلنے تھے اور حرص و هوا کو کسی کام میں دخل نه دیتے تھے اور شب و روز خدا اور اُس کے رسول کی رضا کے طالب رهتے تھے اُن کے دشمن بھی اِس سے اِنکار نهیں کر سکتے که اُنهوں نے حضرت کی رفاقت کا حق نهایت خوبی سے ادا کیا اور اپنے جانوں اور مالوں کو نهایت خوشی سے حضرت پر فدا کیا کون سی مصیبت ره گئی که جو کفار نے اُن کو نهیں دی کون سی تکلیف باقی ره گئی که مشرکین نے اُن کو نهیں پهنچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستانا اور ایذا دینا شروع کیا اُسوقت اصحاب هی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اِسلام میں کیسی سعی بلیغ فرمائی جب عرب عامةً اور قریش خاصةً حضرت صلی‌الله علیه و سلم کے ایذا دهی پر مستعد هوئے اُس وقت یاران وی خود را سپروی ساخته از مشرب عشق چه بادها که نه خوردند و چه مسندها که نه کردند و هر گاهکه آنجناب به هجرت و جهاد مامور شد اصحاب وی درمقابله کفار چه رنجها که نه کشیدند و چه غمها که نه چشیدند پس اگر خدا اور اُس کے رسول کی محبت اِن لوگوں کو نه تھی تو کیوں اپنی جانوں اور مالوں کو تلف کرتے تھے اور کیوں سختیاں اور مصیبتیں اپنے اُوپر اُٹھاتے تھے سوچنا چاهیئے که مهاجرین کو کسکے عشق نے گھروں سے نکالا انصار کو کس کی محبت نے دیوانه کیا آخر

رنگین که کرد پنجه مژگانم اینچنین   لعل و گهر که ریخت بدامانم اینچنین

میں حضرات شیعه سے پوچھتا هوں که صحابۂ کبار اور مهاجرین و انصار مصیبت اور رنج کے وقت میں حضرت کے شریک هوئے یا نهیں اور مال اور جان اور عزت اور آبرو کو آپ پر نثار کیا یا نهیں حضرت کے پیچھے اُنهوں نے اپنے عزیزوں اور فرزندوں کو چھوڑا یا نهیں اِسلام کے پھیلانے میں اُنهوں نے تکلیف اور ایذا پائی یا نهیں پس یا تو بدیهیات سے اِنکار کیجیئے یا اِقرار جونکه اِنکار کر هی نهیں سکتے اِس لیئے لازم آتا که اِقرار کریں اور اگر اُن کی محنتوں اور کوششوں کا اِقرار کریں تو پھر ذرا اِنصاف بھی کریں که جسکے پیچھے اُنهوں نے یهه تکلیفیں گوارا کی هونگی اُس کی نگاه میں کیا کچھه بھی قدر و منزلت اُن کی نهوگی اور جسکی خاطر اُنهوں نے اپنے گھر بار کو چھوڑا هوگا اُس کے دل میں کیا کچھه بھی محبت اُن کی نهوگی اے یارو تمکو علی مرتضی هی کی قسم هی که اگر مصیبت کے وقت میں کوئی تمهارا شریک هو اور دکھه درد کی حالت میں کوئی تمهارا ساتھه دے اور اپنے بھائی بندوں کو چھوڑکر تمهارے همراه هووے اور اپنی جان و مال کو تمهارے پیچھے ضایع کرے تو تمهاری نگاه میں اُسکی کچھه عزت اور تمهارے دل میں اُسکی کچھه محبت هوگی یا نهیں اگر هووے تو وهی مهاجرین وانصار کی نسبت حضرت صلی‌الله علیه و سلم کی طرف سے سمجھو اور اِنصاف کرو که جس وقت لوگ چاروں طرف سے یا ساحر یا مجنون کهکر آپ کا دل دکھاتے هونگے اُسوقت جو لوگ یا رسول‌الله اور یا حبیب‌الله کهکر آپکو پکارتے هونگے اور جب که خویش و اقارب آپ کے آپ کو ستاتے اور تکلیفیں دیتے هونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سینه سپر کر دیتے اور حضرت کو بچاتے هونگے اُن کی اِس اطاعت کی کیا کچھه قدر و منزلت آپ کے نزدیک هوتی هوگی ای یارو اگر اِنصاف کی آنکھه بند نه کرو تو صحابه کرام کے مرتبوں کی کوئی اِنتها نهیں هی کون

سکتا هی که اگر حضرت سچے نبي هوتے تو کچهه نه کچهه اُنکے هدایت میں تاثیر هوتي اور کوئي نه کوئي دل سے اُنپر اِیمان لایا هوتا اور منجمله هزاروں لاکهوں آدمیوں کے جو اُن پر اِیمان لائے سودو سو آدمي تو اِیمان پر ثابت قدم رهتے اگر صحابه کرام تمهارے عقائد باطله کے موافق اِسلام اور اِیمان میں کامل نه تهے تو پهر وه لوگ کون سے هیں جن پر حضرت کے هدایت کا اثر هوا اور وے لوگ کتنے هیں جن کو حضرت کے نبوت سے فائده هوا اگر اصحاب نبوے سواے معدودي چند کے بقول تمهارے سب کے سب عیاذاً بالله منافق اور مرتد تهے تو دین اِسلام کو کسنے قبول کیا اور پیغمبر صاحب کي تعلیم اور تلقین سے کسکو نفع پهنچا کن لوگوں نے حضرت کے کهنے سے شرک چهوڑ کر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصوں نے عبادت کے طریقوں کو سیکها کس گروه نے دین محمدي کو جاري کیا کس فرقه نے اِیمان کو پهیلادا ای یارو تمکو تو اِسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اِقرار ظاهري بهي کرنا نه چاهیئے اگر پیغمبر صاحب پر اِیمان لانیوالوں میں سے سو دو سو هزار دو هزار کو تم کافر کهتے یا اُن لوگوں کو جو بعد غلبۂ اِسلام کے مسلمان هوئے تم منافق جانتے تو صبر آتا مگر افسوس تو اِسي بات پر آتا هی که تم اُنهیں لوگوں پر اعتراض کرتے هو جو سب سے پهلے اِیمان لائے اور اُنهیں کو منافق بتلاتے هو جنهوں نے خدا کے دین کو جاري کیا اور اُن هزاروں لاکهوں آدمیوں میں سے جو حضرت پر اِیمان لائے تهے سواے چار چهه شخصوں کے کسي کو اچها نهیں کهتے هو بهلا کیونکر ایسے عقیده پر تعجب نه آوے اور کیونکر تمهاري اِس گمراهي پر افسوس نهووے *

چوتهي دلیل

هم لوگ کیا شیعه اور کیا سني پیغمبر صاحب کے زیارت کو افضل ترین سعادات اور بهترین قربات سے سمجهتے هیں اور چونکه اب زمانه آپ کے حیات کا نهیں هی اِسلیئے آپ کے قبر مبارک کے دیکهه لینے کو اور آپ کے روضۂ انور کي خاک آنکهوں میں لگانے کو غنیمت جانتے هیں اور اِسیکو بهترین سعادت سمجهتے هیں اور اگر کوئي شخص خواب میں آپ کے زیارت سے مشرف هو جاتا هی تو وه بڑے بزرگوں میں شمار کیا جاتا هی اور حقیقت میں جب تک کوئي شخص نهایت هي نیک اور مخلص اور پرهیزگار نهیں هوتا وه خواب میں بهي سعادت زیارت سے مشرف نهیں هو سکتا پس نهایت افسوس کا مقام هی که هم اُن لوگونکي بزرگي اور فضیلت کا کچهه بهي اعتقاد نه کریں جو برسوں حضرت کي زیارت کرتے رهے اور رات دن آپکے صحبت میں حاضر رهے اور هر لحظه اور هر ساعت آپکے دیدار سے مشرف هوئے اور همیشه آپسے همکلام رهے اور نه صرف زیارت اور صحبت کي سعادت پائي بلکه حضرت کے غم اور خوشي میں شریک رهے اور آپکي یاري اور مددگاري اعلاء کلمةالله میں کرتے رهے

از وطنها مهاجرت کردند | بر اهلها مصابرت کردند
در سفر همرکاب او بودند | در حضر همخطاب او بودند
همه آثار وحي دیده ازو | همه اِسرار دین شنیده ازو
با نبي در شدائد واهوال | بذل ارواح کرده و اموال

که لوگ توحید سے مُنکر هو گئے تهے عبادت اور اِستعانت میں شرک کرنے لگے تهے معاد پر یقین نہ رکهتے تهے عبادت کے طریقوں کو بهول گئے تهے دین اِبراهیمي میں تحریفیں کرنے لگے تهے جانوروں کي طرح آپس میں لڑتے اور وحشیوں کے مانند باهم جهگڑتے تهے علم اور حکمت سے بے بهرہ هو گئے تهے اخلاق حسنه کو چهوڑکر جاهلانه رسموں کے پابند هو گئے تهے چنانچه الله جلشانه نے توحید کے بتلانے شرک کے چهڑانے عبادت کے طریقے سکهلانے دین اِبراهیمي کے جاري کرنے اخلاق حسنه کي تعلیم دینے کے لیئے حضرت صلي‌الله علیه و سلم کو نبوت اور رسالت کا مرتبه دیا اور تمام بني آدم کے هدایت کا بار آپ کے اُوپر رکها اور چونکه بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبي بهیجنا منظور نه تها اور سلسله نبوت کا آپ کي ذات پر ختم کرنا منظور تها اِس لیئے جو فضائل اور کمالات اور معجزات جدا جدا اوَر انبیا علیهم‌السلام کو دیئے گئے تهے وہ سب حضرت کو دیئے گئے اور جو طریقے هدایت اور تعلیم کے علحدہ علحدہ اوَر پیغمبروں کو سکهلائے گئے تهے وہ سب حضرت کو سکهلائے گئے بلکه اِس نظر سے که کوئي فرقه کوئي گروہ آپ کے فیضان نبوت سے محروم نه رهے اور آپ کي هدایت اور تعلیم مثل بعض اوَر نبیوں کے بے اثر نهو جاے اور کسي کو کوئي عذر اِیمان اور اِسلام لانے پر باقي نه رهے اور کسي کو موقع آپ کي نبوت کے اِنکار کرنے کا نه ملے وہ معجزات حضرت کو دیئے گئے جو اوَر کسي نبي کو نهیں دیئے گئے اور اُن اُن باتوں کي اِجازت آپ کو دي گئي که اوَر کسي پیغمبر کو نهیں دي گئي اِسیواسطے آپ کي هدایت کا اثر جلد اور کامل هوا اور کچهه ایک هي ذریعه سے نهیں بلکه مختلف ذریعوں سے لوگوں نے اِیمان کو قبول کیا جو لوگ فصحا اور بلغا مشهور تهے وہ قرآن مجید کي فصاحت دیکهکر قایل هو گئے اور جو لوگ علم و حکمت کا دعوىٰ کرتے تهے وہ آپ کے تعلیم حکیمانه دیکهکر معتقد هو گئے جو شخص معجزہ کے طالب تهے وہ معجزات دیکهکر اِیمان لائے جو لوگ شجاعت اور مردانگي میں مشهور تهے وہ میدان جنگ میں مقابله کي تاب نه لا سکے آخر مغلوب هوکر مطیع بن گئے اور جو غرض الله جلشانه کي آپ کے بعثت سے تهي که دین اِسلام تمام دنیا میں پهیل جاے اور سب باطل دینوں پر غالب هو جاے وہ حاصل هو گئي لیکن یهه فائدہ جو بعثت نبوي سے هوا صرف اهل سنت کے اصول کے مطابق ثابت هوتا هی اور موافق اصول مذهب شیعه کے هرگز ثابت نهیں هوتا اِس لیئے که جو لوگ حضرت کے سامهنے اِیمان لائے جب اُنکي نسبت یهه اِعتقاد کیا جاے که وہ اِیمان اور اِسلام میں کامل تهے اور دل سے حضرت کے نبوت کے معتقد تهے اور مرنے دم تک اُسپر ثابت قدم رهے تو یهه امر البته تسلیم کیا جا سکتا هی که حضرت کے هدایت سے جو غرض تهي وہ حاصل هو گئي مگر جب که اُن لوگوں کی نسبت یهه گمان کیا جاے که وہ ظاهر میں مسلمان تهے اور باطن میں عیاذا بالله کافر یا حضرت کے وفات کے بعد هي مرتد هو گئے تو کس کے مُنهه سے یهه بات نکل سکتی هی که حضرت کے هدایت سے کچهه فائدہ هوا حقیقت یهه هی که جو اعتقاد شیعوں کا نسبت صحابه کے هی اُس سے اِلزام آپ کے نبوت پر آتا هی اور سننیوالے کو مذهب اِسلام پر شبهه هوتا هی اِس لیئے که جب کوئي اِس امر پر یقین کرے که جو لوگ حضرت پر اِیمان لائے اُن کے دلوں پر کچهه اثر اِیمان اور اِسلام کا نه تها اور وہ صرف ظاهر میں مسلمان اور عیاذاً بالله باطن میں کافر تهے یا حضرت کے اِنتقال کرتے هي وہ اُس سے پهر گئے وہ حضرت کے نبوت کي تصدیق کر نهیں سکتا اور کهه

هم حیران هیں که جب مکه معظمه اور مدینه منوره میں اِس تیره سو برس کے عرصه میں ایک مسلمان پاک اعتقاد نهوا اور ایسے پاک جگهه میں کسي مومن پاک کا گذر نهوا تو پهر کون سا مقام هوگا جهاں کے رهنے والے مومن اور مسلمان هونگے اور خدا کے گهر اور رسول کے گهر کو چهوڑ کر کس کے گهر میں ایمان والے رهتے هونگے ای بهائیو بغیر اِسکے که یهه امر قبول کیا جاوے که اصل دین اور مذهب وهي هی جومکه اور مدینه کے رهنے والوں کا هی کوئي دوسرا علاج نهیں هی *

شواهد نقلي صحابه کی فضیلت میں

هم صحابه کرام رضوان‌الله تعالی علیهم اجمعین کے فضائل کے ثبوت میں تین قسم کي نقلي شهادتیں بیان کرتے هیں اول وه شهادتیں جو توریت و اِنجیل میں مذکور هیں دوم وه شهادتیں جو قران مجید میں مذکور هیں سویم وه شهادتیں جو ائمهٔ کرام علیهم السلام سے کتب امامیه میں منقول هیں*

توریت و اِنجیل کي شهادتیں صحابه کي فضیلت میں *

اِتني بات تو اِمامیه مذهب والے بهي جانتے هیں که جسطرح پر الله جلشانه نے کتب سماوي میں ذکر پیغمبر خدا صلي الله علیه وسلم کا بطور پیشین‌گوئي کے کیا هی اُسیطرح حضرت کے یاروںکا بهي تذکره فرمایا هی اور اُنکي صفات اور حالات کو مثالوں میں بیان کیا هی اور اِس سے اِنکار اِسلیئے نهیں کرتے که خدا نے خود فرمایا هی که (محمد رسول‌الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تریهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من‌الله و رضوانا سیماهم في وجوههم من اثرالسجود ذلک مثلهم في‌التورية ومثلهم في‌الانجیل کزرع اخرج شطاه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم‌الکفار) (معني) محمد رسول‌الله کا هی اور جو لوگ ساتهه اُسکے هیں سخت هیں اُوپر کفار کے رحم دل هیں درمیان اپنے دیکهتا هی تو اُنکو رکوع کرنیوالے سجده کرنیوالے چاهتے هیں فضل خدا کا اور رضامندی اُسکی نشاني اُنکي اُنکے چهرے پرهی اثر سے سجدے کے یهه هی صفت اُنکي بیچ توریت کے اور صفت اُنکي بیچ اِنجیل کے جیسے کهیتي نکالے انکهوا اپنا پس قوي کرے اُسکو پس موٹے هو جاویں پس کهڑے هو جاویں اُوپر جهڑي اپنے کے خوش لگتي هی کهیتي کرنیوالے کو تو که غصه میں لاوے الله سبب اُن مسلمانوں کے کافروں کو *

اب هم اُن مثالوں کو جو توریت و اِنجیل میں مذکور هیں اور جنکي خبر خدائے جلشانه نے اِس آیت میں دي هی بیان کرتے هیں *

پهلي شهادت توریت کي

توریت کي کتاب اِستثنا کے تیرهویں باب کے چهٹویں ورس میں لکها هی (که اگر تیرا بهائي یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئي تجهے پهسلاوے اور کهے که آؤ غیر معبودوں کي بندگي کرو تو تو اُس کے موافق نه هونا اور اُس کي بات نه سننا اور اُس پر رحم کي نگاه نه رکهنا اور اُس کي رعایت نه کرنا اور

پایهٔ دین بلند از یشاں شد — کار شرع ارجمند از یشاں شد
رضي الله عنهم از سوے حق — مهر ایشان بشارت مطلق

غرضکه صرف زیارت اور صحبت هي حضرت سیدالانبیا علیه التحیه والثنا کے ایسي فضیلت هی که کوئي بزرگي اُسکو نهیں پاتي نه که جب اُسکے ساته اور فضائل ذاتي بهي صحابه میں موجود هوں تو پهر اُن کے مراتب اور مدارج کي کیا اِنتها هی *

پانچویں دلیل

اِس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے هیں که مکه اور مدینه اِسلام کے اِبتدا اور ترقي کے مقام هیں اور اِنهیں دو جگهوں کو سب دنیا سے بڑهکر عزت هی ایک خدا کا گهر اور رسول کا مولد هی دوسرا حضرت کا شهر اور آپ کا مدفن هی مکه معظمه میں بنیاد اِسلام کي قائم هوئي اور مدینه منوره میں اُسکي ترقي هوئي اور اِن دونوں جگهوں کي بزرگي ایسي هی که کبهي کوئي مذهب باطل اُنمیں پهر جاري نهوگا اور دجال ملعون کا بهي گذر اُنمیں نهوگا پس همکو غور کرنا چاهئیے که اِن دونوں شهروںکے رهنے والے ایک صحابه کی نسبت کیسا اعتقاد رکهتے هیں جو کچهه اُنکا اعتقاد هو اُسیکو اصل اِیمان سمجهنا چاهئیے پس خدا کے فضل سے اُن دونوں شهروںکے رهنے والے بلکه تمام عرب کے باشندونکا جو اِعتقاد صحابه کي نسبت هی وه ظاهر هی اگر هم موافق شیعوں کے یهه کهیں که وه سب کے سب گمراه هیں اور باطل اِعتقاد پر اب تک قائم هیں تو اِس سے اصل مذهب اِسلام پر بڑا اِلزام آتا هی کیونکه خداوند عالم نے جهاں اپنے نبي کو پیدا کیا اور جهاں اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا اور جن جگهوں کو عرش و کرسی کے برابر رتبه دیا اور جهاں سے اِسلام اور اِیمان جاري کیا اُنهیں جگهوں کے رهنے والونکو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قائم رکها اور اُن لاکهوں کروڑوں آدمیوں کو جو اِس باره سو برس کے عرصه میں وهاں پیدا هوئے اور وهاں رهے گمراه رکها اور گمراهي پر اُنکا خاتمه کیا اور ایک مومن کا گذر بهي وهاں نهونے دیا اور ابتک خداے عزوجل کو وهي اصرار هی که اُنهیں بد اعتقادوں سے مکه اور مدینه بهرا هوا هی اور وهي گمراهي اور ضلالت ابتک تمام عرب میں پهیلي هوئي هی اور باوجود گذر جانے اِسقدر عرصه دراز کے اب بهي کوئي مومن پاک بغیر تقیه کے وهاں جانے نهیں پاتا اور اپنے اِیمان اور اِعتقاد کو بخوف اپنے عزت اور جان کے ظاهر نهیں کرسکتا قیامت تو قریب آ گئي اِس دنیا کے ختم هونے کے دن نزدیک هوگئے لیکن خدا اُن ظالموں اور بد اعتقادوں سے اپنے گهر اور اپنے رسول کے گهر کو پاک نهیں کرتا اور مومنین سے اُن شهروں کو آباد نهیں فرماتا اور گمراهوں کو ایسے پاک جگهوں سے نهیں نکالتا اگرچه جسقدر زمانه نبوت کا دور هوتا گیا اور اِسلام میں ضعف آتا گیا مذهب شیعوں کا ترقي پاتا گیا اور اُن کے عقاید باطله کو رواج هوتا گیا اور اکثر شهروں اور ملکوں میں اُن کي حکومت بهي هو گئي اور بادشاهت اور سلطنت بهي نصیب هوئے لیکن باایں همه مکه اور مدینه اور عرب میں جو دین پیغمبر خدا کے وقت میں تها وهي جاري هی اور جو مذهب رسول مقبول کے سامهنے تها وهي اب بهي هی

هست مطرب بران ترانه هنوز — هست محفل بران قرار که بود

کے عزیز اور قریب تھے اور حضرت نے اُنکے معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمر نے فرمایا (کہ جو کوئي جسکا رشتہ‌دار هی وہ اُسکے حوالہ کیا جاے تاکہ وہ اپنے هاتهہ سے اپنے کافر رشتہ‌دار کو قتل کرے اور خدا کي محبت کے سامهنے رشتہ اور قرابت کا خیال نہ کرے اِسلیئے عقیل علي کو اور نوفل مجهے اور فلاں فلاں کے حوالہ کیا جاوے واسطے قتل کے) *

ای شیعیان پاک ذرا اِس روایت کو اپنے تفسیرونمیں دیکهو اور اِنصاف کرو کہ اشداء علی الکفار کا مضمون حضرت عمر پر صادق هی یا نہیں اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لیئے فرمایا وہ اُنکے حال سے مطابق هی یا نہیں اور اگر اِسپر بهي نہ سمجهو تو خدا تمسے سمجهے *

دوسري شہادت اِنجیل کي

متي کي اِنجیل کے باب ۱۳ کے ورس ۳۱ و ۳۲ میں لکها هی (کہ آسمان کي بادشاهت رائي کے دانہ کے مانند هی جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کهیت میں بویا اور وہ سب بیجوں سے چهوٹا هی پر جب اُگتا هی تب سب ترکاریوں سے بڑا هوتا هی اور ایسا درخت هوتا هی کہ هوا کے پرندے اُسکي ڈالیوں پر بسیرا کرتے هیں) اِس پیشینگوئي کو اِس آیت سے ملانا چاهیئے جو ابهي مذکور هوئي کہ (ومثلهم في الانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ یعجب الزراع) یعني خداوند تعالیٰ فرماتا هی کہ پیغمبر کے یاروں کي مثال اِنجیل میں اِسطرح لکهي هی جسطرح ایک چهوٹا سا دانہ کہ اُسمیں اول سوئي نکلتي هی پهر وہ بڑهتا جاتا هی یہانتک کہ بڑا درخت هو جاتا هی اور دیکهنےوالے کو تعجب آتا هی پس اِس آیت کے مضمون کي اُس عبارت سے اِنجیل کے جو همنے اُوپر بیان کي کیسي تصدیق هوتي هی اور اِس سے یہ شہادت قران و یہ شہادت اِنجیل صحابہ کی فضیلت بخوبي ثابت هوتي هی اور درحقیقت یہہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق هی اِسلیئے کہ وہ اول تهوڑے تهے پهر آهستہ آهستہ بڑهہ گئے اور ایک بڑا لشکر اُنکا هوگیا جسکي جماعت اور کثرت کو دیکهکر کفار تعجب کرتے تهے اور اُنکي قوت کو دیکهہ دیکهکر جلے مرتے تهے پس جو کوئي اُنکي بزرگي کا قائل اور اُنکي فضیلت کا معتقد نہو وہ درحقیقت قران اور اِنجیل اور تمام کتب سماوی کا منکر هی ای صاحبو اگر صحابہ رسول کے اِیمان اور اِسلام کے تم قائل نہیں هو تو مهربانی کرکے ذرا اِرشاد فرماؤ کہ والذین معہ سے کیا مراد هی یعني وہ کون لوگ حضرت کے سانهہ تهے جنکي صفت اللہ جلشانہ اِس آیت میں فرماتا هی اور اشداء علی الکفار کا مصداق بتلاؤ کہ وے کون حضرات تهے جو کفار پر سختیاں کرتے تهے اگر صحابہ کبار سواے چار جهہ کے سب کے سب منافق اور کافر تهے و نعوذباللہ من ذلک تو وے کون لوگ تهے جنکے سبب سے اِسلام ایک دانہ سے بڑا درخت هو گیا اور وہ کتنے شخص تهے جنکو کفار دیکهکر غیظ میں آتے تهے کیا کسي کے قیاس میں آ سکتا هی کہ چار جهہ شخصوں کو دیکهکر کافر جلتے هوں اور معدودي چند کے اِیمان لانے پر تعجب کرتے هوں اگر هزاروں آدمي مسلمان نہیں هو گئے تهے اور وے سب کے سب اِیمان میں کامل نہ تهے تو اللہ جلشانہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ کیوں فرماتا اور اگر هزاروں شخص اِسلام نہیں لائے تهے تو کس کو دیکهکر کفار کو غصہ آتا پس جب تک کوئي صحابہ کے فضیلت اور اُن کے کثرت کو تصدیق نہ

اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اُس کو ضرور قتل کر ڈالنا اُس کے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا صحابہ کرام نے اُس کو کر دکھلایا اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافروں پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یاروں کے ہاتھ سے ہوا اِسی واسطے خدا نے اُن کے شان میں اشداء علی الکفار فرمایا اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت کا جو دین میں تھے امامیہ اِنکار نہیں کر سکتے مگر ہم اُنکے اِطمینان کے لیئے حضرات شیخین کی حالات کو جو بڑے دشمن شیعوں کے ہیں اور جو صنمی قریش کرکے اُن میں مشہور ہیں بیان کرتے ہیں اور زیادہ تو نہیں کہہ سکتے اِتنا عرض کرتے ہیں کہ اپنی ہی کتابوں کی روایتوں کو سنیں اور پھر اُسکو توریت کے مضمون سے اور قران شریف کی آیت سے ملاویں اور خود ہی اِنصاف کریں اور اگر حیا و شرم مانع نہ ہووے تو تعصب اور عناد کو چھوڑکر اُنکی فضیلت کا اِقرار کریں اور اپنے باطل عقیدوں کو چھوڑکر جماعت میں داخل ہو جاویں *

پہلی روایت کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

لان ابابکر اراد قتل ابیه یوم احد فنهاه النبي صلی الله علیه وسلم عن ذلک قال دعه لیلي غیرک

امام اعظم شیعوں کے حضرت شیخ حلی تذکرۃ الفقہا کی چھٹھویں فصل میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنیکا اِرادہ کیا مگر حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے منع کر دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہہ کام کر لیگا *

پس اے بھائیو خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کے تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کو کیسے تصدیق کرتے ہیں اور جو کچھہ توریت میں کفار پر شدت کرنیکا ذکر ہی اُسکو شان میں حضرت ابوبکر صدیق کے کیسا تسلیم کرتے ہیں کیوں یارو اشداء علی الکفار کا مصداق کیا سواے اُسکے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو اور توریت کے اِس مضمون کا (کہ غیر معبودوں کی بندگی پر پھسلانیوالے کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو تو قتل کر ڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھ اُس کے قتل پر اُٹھانا) اطلاق کسی اَور پر ہوگا تعجب ہی شیعوں سے اور اُن کے امام اعظم سے کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کریں اور صدیق اکبر کی مستعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کریں اور پھر اُنکی صدیقیت سے اِنکار فرماویں *

دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رشتہ داروںکے قتل کا مشورہ دیا

تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی میں اِمامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہی کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوئے جنمیں اکثر مہاجرین

سیدھي سیدھی لفظوں میں الله جلشانه صحابه کے اِیمان اور اعمال کو بیاں کر رہا ھی اور کمال عنایت سے اُنھیں سے مخاطب ھوکر خود اُنکي تعریفیں کر رہا ھی لیکن ھمکو سخت حیرت ھی که شیعیان پاک کے نزدیک اِس آیت کے الفاظ کیا مہمل ھیں جنکی کچھه معنی نه ھوں یا یہه کوئي لغو اور پہیلي ھی جو اُس کا مطلب اُن کي سمجھه میں نه آوے یا کوئی دقیق معما ھی که وہ اُن سے حل نہو سکے یا اُنکے عقیدہ میں یہه الفاظ قرآن کے نہیں ھیں اور جامع قرآن نے اپني اور اپنے بھائیوں کی بزرگي ظاھر کرنے کے لیئے بڑھا دیئے ھیں که اُسپر اِیمان نه ھو آخر اِن باتوں میں سے اگر کوئی بات نہیں ھی تو یہه کیا بات ھی که اِس کا اِقرار کرتے جاتے ھیں که یہه آیتیں خدا کی نازل کي ھیں اِسکو تصدیق کرتے جاتے ھیں که صحابه کي شان میں نازل ھوئی ھیں اور پھر صحابه کی فضیلت پر اِعتقاد رکھنے کا کیا ذکر اُنکے اِیمان اور اِسلام کي بھي تصدیق نہیں کرتے اور جنکو خداوند کریم (خیر اُمه) فرماوے اُن کو (شر اُمه) سمجھتے ھیں اور جنکي نسبت خدا (یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر) کہے اُن کے حق میں (یامرون بالمنکر و ینہون عن المعروف) کا اِعتقاد رکھتے ھیں اگرچه یہه آیات بینات قرآن مجید کی ایسي صریح اور صاف ھیں که تفسیر دیکھنے کي حاجت نہیں ھی لیکن ھم حضرات شیعه کے اِطمینان خاطر کے لیئے اُنہیں کے معتبر مفسروں کی سند لاتے ھیں ای بھائیو سنو تفسیر مجمع البیان طبرسی میں (جو که تمہارے تفسیروں میں سے بہترین تفاسیر ھی اور سنه ۱۲۷۵ ھجری میں بمقام طہران دارالسلطنت ایران چھپی ھی) اُس کے صفحه ۲۰۰ میں لکھا ھی که * (پہلے خداوند تعالی نے امر و نہی کا ذکر کیا پیچھے اُسکے اُن لوگوں کا بیان کیا جو که امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کرتے ھیں اور اِس واسطے اُن لوگوں کی تعریف کي تاکه اور لوگ اُن کی پیروی کریں اور اِسواسطے اُنھیں سے مخاطب ھوکر فرمایا که تم بہترین اُمت سے ھو) اور اِس واسطے که کسي کو شبہه نه رھے که یہه خطاب کنتم خیر اُمه کا کس سے ھی اُسي تفسیر میں فرمایا ھی که † (بعضوں نے لکھا ھی که مراد اِس سے خاص مہاجرین ھیں اور بعضوں نے کہا ھی که یہه خطاب صحابه سے ھی لیکن اور اُمت بھي شامل ھیں) ای یارو اِس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کي تصدیق پر غور کرو که وہ خود اِقرار کرتا ھی که خدا نے اِن آیتوں میں صحابه کا ذکر اِس لیئے کیا که اور لوگ اُنکی پیروي کریں تو کیا پیروي اِسي کا نام ھی جو تم کرتے ھو اگر تبراي تمہاری اِصطلاح میں بمعنی پیروی ھی تو بیشک تم خدا کے کلام کي تصدیق کرتے ھو ورنه صریح تکذیب *

اِس مقام پر جاھلوں کو کنتم کے لفظ پر ایک شبہه پیدا ھو سکتا ھی که خدا صحابه سے فرماتا ھی که (تم بہترین اُمت سے تھے) اِس سے یہه ثابت نہیں ھوتا که وہ اخیر تک ویسے ھي رھے ھوں شاید بعدہ بدترین اُمت سے ھو گئے ھوں لیکن اُنھیں کے علامه طبرسی نے اس کا بھي جواب دے دیا چنانچه اپني تفسیر میں علامۂ موصوف لکھتے ھیں که ‡ (کنتم خیر اُمه الله جلشانه نے واسطے تاکید کے فرمایا که ضرور ایسا ھي ھوگا اور اُسکے وقوع میں کچھه شک نه ھوگا اور صحابه جیسے بہتر ھیں ویسے ھي رھینگے اور اِسکی مثال یہه ھی که خدا اپني نسبت فرماتا ھی وکان الله غفور رحیما تو کیا اِسکے معني یہه ھیں که خدا تھا بخشنیوالا مہربان اور اب نہیں ھی یا آیندہ نه رھیگا) غرض که جب اِن آیتوں اور تفسیروں سے صحابه کي فضیلت ثابت ھوگئي اور کوئي موقع اُنکي بزرگي کے اِنکار کا نرہا تب بعض

* لما تقدم ذکر الامر و النہی عقبه تعالی بذکر من تصدي للقیام بذلک مدحہم ترغیباً في الاقتداء بہم فقال کنتم خیر اُمه اخرجت للناس قیل فیه اقوال احدھا ان معناہ انتم خیر اُمته
مجمع البیان

† واختلف في المعنی بالخطاب فقیل ھم المہاجرون خاصةً و قیل ھو خطاب للصحابة ولکنه یعم سائر الامة مجمع البیان

‡ ورابعہا ان کان مزیدةٌ دخولہا کخروجہا الاانہا تاکیداً لوقوع الامر لامحالة لانه بمنزلة ما قد کان في الحقیقة فہی بمنزلة قوله تعالی واذکروا اذانتم قلیل وفي موضع آخر اذ کنتم قلیلا فکثرکم ونظیرہ قوله تعالی وکان الله غفورا رحیما لان مغفرة المستانفة کالماضیة في تحقیق الوقوع
مجمع البیان

کرے وہ ان آیتوں کو بھی تصدیق کر نہیں سکتا اور خدا کی قسم سچ جانتا اور یقین کرکے مانتا کہ ہمکو نہایت ہی تعجب آتا ہی کہ جو لوگ ایسی آیتوں کو تصدیق کرتے ہیں اور جو مثال انجیل میں مذکور ہی اُس کو پیغمبر خدا کے نبوت کی نسبت پیشینگوئی پر محمول کرتے ہیں اور پھر صحابہ کبار کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہیں اور ایسی آیتوں اور پیشینگوئیوں کو صرف چار چھ شخصوں پر ختم کرتے ہیں اور صحابہ سے عداوت رکھکر لیغیظ بہم الکفار کی تہدید سے ذرا بھی نہیں ڈرتے *

قرآن مجید کی شہادتیں صحابہ کی فضیلت میں

پہلی آیت

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ ولو امن اہل الکتاب لکان خیرا لہم منہم المؤمنون و اکثرہم الفاسقون یعنی تم بہتر اُمت ہو جو لیئے گئے ہو آدمیوں کے لیئے حکم کرتے ہو نیک باتوں کا اور روکتے ہو بری باتوں سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا اُن کے حق میں بعضے اُن میں سے مومن ہیں اور اکثر فاسق *

اِس آیت میں اللہ جلشانہ صحابہ کی فضیلتوں کو اور اُنکی بزرگیوں کو خود اُن سے بیان فرماتا ہی اور اُنسے مخاطب ہوکر ارشاد کرتا ہی کہ تم بہترین اُمت سے ہو اور تمکو میں نے اور خلقوں سے منتخب کر لیا ہی تاکہ لوگوں کو ہدایت کرو چنانچہ تم جس کام کے واسطے مقرر ہوئے وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمہارے سپرد ہوئی اُسکو ادا کر رہے ہو تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر کہ لوگوں کو نیک کام سکھلاتے ہو اور بری باتوں سے بچاتے ہو *

جو شخص ذرا غور اور انصاف سے دیکھے تو یہی ایک آیت عقائد شیعیان عبداللہ ابن سبا کے بطلان پر کافی ہی کہ خداوند کریم جب کہ اصحاب رسول کی نسبت فرماوے کہ وہ بہترین اُمت سے ہیں اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کیئے گئے ہیں اور اُنکے اعمال حسنہ کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور باوجود اِس کے حضرات شیعہ اُنکو بد ترین اُمت سے جانیں اور اُن کی بزرگی اور فضیلت سے انکار کریں *

ہم نہایت تعجب کرتے ہیں کہ ایسی صریح آیتوں اور ایسی صاف شہادتوں پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہیں کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظوں کو نہیں دیکھتے اگر صحابہ کبار بہترین اُمت سے نہیں تھے تو خدا کا یہہ خطاب کہ کنتم خیر امة یعنے بہترین اُمت سے ہو کس سے ہی اور اگر اُن کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جلشانہ کا یہہ ارشاد کہ تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر کہ تم نیک کام اوروں کو بتلاتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو کسکی طرف ہی اگر وے سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے تو خدا کے اِس تصدیق کے کہ تؤمنون باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہیں *

یہہ آیتیں تو ایسی صاف ہیں کہ اُن میں کوئی تاویل اور کوئی بناوٹ ہو ہی نہیں سکتی

نکالیئے معلوم نہیں کہ اگر حضرات موصوف زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے اور خبر نہیں کہ اب اُنکے جانشین کیا جواب دینگے *

دوسري آيت

فالذين هاجروا واخرجوا من ديارهم واوذوا في سبيلي وقاتلوا وقتلوا لاكفرن عنهم سيئاتهم ولادخلنهم جنات تجري من تحتها الانهار ثوابا من عند الله والله عنده حسن الثواب *

اِس آیت میں الله جلشانه مہاجرین کي تعریف کرتا هی اور اُنکے جنتي هونیکي بشارت دیتا هی اور فرماتا هی که جن لوگوں نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبه قبیله کو چھوڑا اور جنپر میرے اُوپر اِیمان لانے سے تکلیفیں پہنچیں اور جنکو میري راه میں اِیذائیں دي گئیں تو میں بهي اپنے ایسے سچے اِیمان لانیوالوں اور پکے مسلمانوں سے بڑي مہرباني سے پیش آؤنگا اور اُنکي محنتوں اور مصیبتوں اور جانفشانیوںکا اُنکو اچھا بدلا دونگا اُنکے گناهونسے درگذر کرونگا اُنکي بهول چوک کو نه دیکھونگا بلکه اُنکے گناهونکو نیکیونسے بدل دونگا اور بے پوچھے بنلائے اُنکو ایسے جنتوں میں جگهه دونگا جنکے نیچے نہریں بہتي هیں جہاں اُنکو نه کچھه غم رهیگا نه رنج نه کوئي فکر اُنکو رهیگي نه کهٹکا اور یهه ثواب اُنکو اپنے طرف سے دونگا اور اپني فضل اور مہرباني سے اُنکے اعمال سے بہت بڑھکر اُنکو درجه عطا کرونگا اب اِن آیتوں کو دیکھکر مہاجرین کي فضیلت اور بزرگي پر خیال کرنا چاهیئے که کس محبت اور پیار سے خداے عزوجل اُنکا ذکر کرتا هی اور اُنکے مدارج اور مراتب کا کس خوبي سے اِظہار فرماتا هی اور اُنکے قطعي جنتي هونے کا اِقرار کرتا هی اور اُنکے گناهوں اور سیئات سے درگذر کرنے کا اور نیکیونسے بدل دینے کا وعده کرتا هی اور اُنکے اعمال کے جزا میں جو کچھه دیگا وه تو ایک طرف اپنے طرف سے براه تفضلات ثواب دینے کا بیان کس مہرباني سے فرماتا هی پس اب اِن آیتوں کے دیکھنے والوں سے هم عرض کرتے هیں که جن مہاجرین کي نسبت خدا نے یهه وعدے کیئے هیں اور جنکے بہشتي هونے کا ذکر فرماتا هی وه کون تھے کیا وه لوگ مہاجرین نه تھے جنکا نام ابوبکر اور عمر اور عثمان هی اور کیا گھر بار چھوڑنے والوں میں وه اشخاص نه تھے جنکو شیعه برا جانتے هیں اور کیا یهه لوگ اِس آیت سے مستثني کر دیئے گئے هیں اور کیا یهه اشخاص (لاكفرن عنهم سيئاتهم) کے وعده سے خارج کر دیئے گئے هیں اى بهائیو اِس آیت کو پڑھکر اب تم مہاجرین کے گناهوں کے ڈهونڈهنے میں اوقات ضایع نه کرو اور اُنکے برائیوں کي تلاش میں اپني عمر نه گنواؤ اگر دو چار عیب اُنکے تمنے ڈهونڈه بهي لیئے تو بهي جب تک تم مہاجرین میں هونے سے اُنکا اِنکار نه کروگے اور جب تک تم اُنکے هجرت کا اِقرار کرتے رهوگے تمهاري عیب جوئي اور نکته چیني کچھه کام نه آویگي اور اِس سے اُنکے یقیني جنتي اور قطعي بہشتي هونے میں کچھه ضرر نہوگا اِسلیئے که وه خود فرما چکا هی که لاكفرن عنهم سيئاتهم که میں اُنکے گناهوں سے درگذر کرونگا اور ضرور ضرور اُنکو جنت میں داخل کرونگا اِسلیئے که وه میرے پیچھے گھرونسے نکالے گئے میري بدولت رنجوں اور مصیبتوں میں گرفتار هوئے اپنے دوستوں کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتھه هوئے اپنے محبوبوں سے جدا هوکر میرے محبوب کے شریک هوئے پس اُنکا هجرت هي کرنا ایک ایسا عمل هی که هزار اعمال اور لاکهه عبادت اور کروڑ نیکیونسے بہتر هی *

حضرات نے ابتدا قدم دوسری راہ پر اٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضوں نے فرمایا ہے کہ بجائے (کنتم خیر امۃ) کے (خیر ائمۃ) تھا اور یہہ خطاب خدا نے اماموں سے کیا تھا کہ (کنتم خیر ائمۃ) یعنی تم سب اماموں سے بہتر ہو مگر جامعان قرآن نے بجائے ائمہ کے لفظ اُمت کا بنا دیا اگرچہ اور علماء شیعہ کو کسیقدر حیا نے منع کیا اور اُنہوں نے اِس جواب کو پسند نہیں کیا مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اثر اُسکا ایک باقی ہے چنانچہ جناب میر صاحب قبلہ بھی اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم میں اِسکا ذکر کرتے ہیں اور اپنے پدر بزرگوار کی صوارم کا حوالہ دیکر یوں اِرشاد فرماتے ہیں کہ (تغییر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظ آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ بودہ لکن بعضے از اعداے اہلبیت ان را تبدیل نمودہ اند) اور پھر اخیر پر خود ہی فرما دیا ہے کہ (وجہہ اول بعید است) ہمارے نزدیک بجائے اِسکے کہ خیر اُمت کی تصدیق کرکے صحابہ کے خیر اُمت ہونے سے اِنکار کریں شیعیان پاک کے حق میں یہی بہتر ہے کہ بجائے خیر امۃ کے خیر ائمہ کے ہونیکا اِقرار کریں اور تحریف قرآنی کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بناویں افسوس کہ جناب میر صاحب قبلہ اور اُنکے والد ماجد اِنتقال فرما گئے ورنہ میں اُس حدیقہ سلطانیہ اور صوارم کو لیئے ہوئے خدمت میں حضرات کے حاضر ہوتا اور پوچھتا کہ کنتم خیر امۃ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمۃ اگر فرماتے کہ کنتم خیر ائمۃ صحیح ہے اور خیر امۃ تحریف جامعین قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ اُس وقت اور ائمہ کرام سواے علی مرتضیٰ کے کون تھا اور کس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا تھا جنسے خدا یہہ خطاب کرتا اور جنکی یہہ فضیلتیں بیان کرتا اور اگر فرماتے کہ نہیں خیر امۃ صحیح ہے تو کمترین اِلتماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جسکو خدا خیر امۃ فرماتا ہے اور جسکی آپ بھی تصدیق کرتے ہیں بیزاری کفر ہے یا نہیں اور اُنکے آگے اُنہیں کی کتاب کھولکر اُسکے صفحہ ۱۸۶ کے یہہ عبارت نکالکر پوچھتا کہ حضرت اِسکا کیا مطلب ہے وہو ہذہ (از انجملہ است آنچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود ان ہذا القرآن فیہ منار الہدی و مصابیح الدجی یعنی در این قرآن انوار ہدایت و چراغہاے دور کنندہ تاریکی ضلالت و غوایت روشن است) اور قسم دیکر پوچھتا کہ تمکو اپنے اجداد ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کو اِمام صاحب فرماتے ہیں کہ اُسمیں انوار ہدایت اور چراغ روشن ہیں اُسمیں صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے اگر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس لکھا ہے تو پھر آپ کیوں اُس سے اِنکار کرتے ہیں اور کیوں روشنی چھوڑ کر تاریکی میں پڑتے ہیں اور پھر اُسی کتاب کی یہہ عبارت نکالتا کہ (از حضرت اِمام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا برشما ملتبس شود مانند پارہاے شب تار پس رجوع آرید بہ قرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبول الشفاعت است ہرکسیکہ آن را پیش نہد اللہ اورا براہ جنت میبرد) اور یہہ کہتا کہ قبلہ و کعبہ سنیئے آج کل کوئی فتنہ اِس سے بڑھکر نہیں ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین اُمت سے جانتے ہیں اور آپ بدترین اُمت سے اور نہ آپ ہماری مانتے ہیں نہ ہم آپکی اب آپ آئیئے اِمام باقر علیہ السلام کے قول پر عمل کیجیئے اور قرآن سے رجوع کیجیئے اگر اُسمیں کنتم خیر امۃ صحابہ کی نسبت ہو تو پس راہ جنت کی اِختیار کیجیئے اور اپنا مذہب چھوڑیئے اور اگر اُسمیں کنتم شر امۃ اُنکی نسبت ہو تو ہم کو اپنے مذہب میں لیجیئے اور تاریکی سے

مگر نہیں معلوم کہ اُن اقوال کو جو صحابہ کے فضایل میں ہیں کیوں نہیں مانتے اور کیوں اپنے اماموں کی پیروی نہیں کرتے اور کیوں اُن کو صحابہ کے فضائل بیان کرنے میں جھوٹہا جانتے ہو غرض کہ اِس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کے ثابت ہوا کہ اُنکے نزدیک خلفاء ثلثہ اِس آیت کے حکم میں داخل ہیں اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین اور انصار سے کیئے اُن میں وہ شریک ہیں اور یہہ بہی ظاہر ہوا کہ جو لوگ اُنکی عیب جوئی کرتے تھے اُنسے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور اُنکو اِسلام اور اِیمان سے خارج سمجھتے تھے بس سوائے تقیہ کے اوٗر تو دوسرا کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا لیکن معلوم نہیں کہ کہاں تک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک سپہ کو ڈھال بنائے رہینگے افسوس ہی کہ جب خدا صاف صاف مہاجرین اور انصار کی تعریف کرے اور ائمہ علیہم السلام خلفاء ثلثہ کی صاف فضیلت بیان کریں اور پہر بہی حضرات شیعہ قایل نہ ہوں اب معلوم نہیں کہ مہاجرین اور انصار کی فضیلت کے لیئے کیسی دلیل چاہتے ہیں *

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہہ شبہہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے اُن مہاجرین اور انصار کی تعریف کی ہی جنہوں نے خاص خدا کے لیئے ہجرت اور نصرت کی تہی نہ کہ اُنکی جنہوں نے دنیا کی طمع سے ہجرت اور نصرت کی تہی اِس شبہہ کو ہم تین طرح سے رد کرتے ہیں اول یہہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصار نے نصرت اُس وقت دنیا اور دولت کہاں تہی جسکی طمع ہوئی ہو جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ میں کسی خزانہ کے نکلنے کی خبر اُن کو ملی تہی جسکے لوٹنے کے لیئے گئے ہوں یا جب انصار نے مہاجرین کی خاطر کی اور اُن کو اپنے گہر ٹہہرایا تو کیا مہاجرین کچھہ بہت سا مال اپنے ہمراہ لیکر گئے تہے جسکے چھین لینے اور لوٹ لینے کی نیت سے اُنہوں نے اُن کی مدد کی ہو اگر مہاجرین نے خدا کے لیئے ہجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہیں کی تو پہر اُنکی ہجرت اور نصرت کا کیا سبب تہا دوسری اگر تمام مہاجرین اور انصار نے ہجرت اور نصرت دنیا کی طمع پر کی تہی تو خدا کا مہاجرین اور انصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول اور مہمل ہوا جاتا ہی اِسلیئے کہ جب کسی نے خدا کے لیئے ہجرت اور نصرت نہیں کی تو خدا کس کے شان میں والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار فرماتا ہی اور جب سب کے سب منافق تہے تو کن کی نسبت لقد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اِرشاد کرتا ہی اور اگر بعضوں کی ہجرت اور نصرت خدا کے لیئے اور بعضوں کی دنیا کے لیئے تہی اُنکا نشان دیجیئے کہ وے کتنے صاحب تہے جنہوں نے خدا کے لیئے ہجرت اور نصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سوائے تین چار کے اور کوئی نہ نکلیگا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھہ فائدہ حاصل نہ ہوگا تیسری اللہ جلشانہ نے خود اپنی کتاب پاک میں اِس شبہہ کو دور کر دیا اور اپنے مہاجرین اور انصار کی طرف سے جواب دے دیا چنانچہ اوٗر دو آیتوں میں اللہ جلشانہ نے اِس امر کو تصدیق کر دیا کہ مہاجرین اور انصار نے جو کچھہ کیا وہ میرے ہی واسطے کیا ہی چنانچہ ہم دو آیتوں کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتے ہیں *

پہلی آیت اللہ جلشانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ہی کہ (الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ) کہ جو لوگ نکالے گئے اپنے گہروں سے اُنسے کوئی قصور نہیں ہوا تہا سوائے اِسکے کہ وہ

تیسری آیت .

والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجري تحتها الانهار خالدین فیها ابدا *

اِس آیت میں الله جلشانه مهاجرین اور انصار کي نسبت اپني رضامندي ظاهر فرماتا هی اور اُن کو اور اُنکي پیروي کرنیوالوں کو جنت کي خوشخبري پہنچاتا هی همارے نزدیک اگر کوئي شخص اِس آیت پر ذرا بهي غور کرے اور اُسکے مطلب کو سوچے تو وہ هرگز صحابه کبار اور مهاجرین اور انصار کي نسبت سواے فضیلت اور بزرگي کے دوسرا اعتقاد نه رکهے اِس لیئے که جب اُنؑ کے شان میں خدای جلشانه فرماوے که (رضي الله عنهم و رضوا عنه) که میں اُن سے راضي اور وہ مجهه سے راضي اور اُن کے حق میں الله تبارک و تعالی اِرشاد کرے که (اعدلهم جنات) که طیار کر رکهي گئي هیں اُن کے لیئے جنتیں اور آراسته کر دي گئي هیں اُن کے واسطے بهشتیں تو پهر کون هی که اُنکي فضیلت کا قایل نهو پس شیعیان پاک کو صرف اِس قدر غور کرنا چاهیئے که مهاجرین اور انصار میں صحابه کبار جن سے وہ عداوت رکهتے هیں داخل هیں یا نہیں اگر هیں تو پهر اُنکے جنتي هونے میں کیا شک هی اور اگر نہیں هیں تو یہه خطاب خدا کا کس سے هی اے بهائیو ذرا سوچو که قران مجید پر ایمان اِسي کا نام هی که جنکے حق میں الله اپني رضامندي ظاهر کرے اُن سے تم ناراض هو اور جنکے جنتي هونے کي خدا خبر دے اُنکو تم مسلمان بهي نه سمجهو اور اگر اِس آیت پر بهي کوئي ایمان نه لاوے اور یہه شبہه کرے که اِس میں خلفاء ثلثه کے نام تو مذکور هی نہیں هیں اِس سے اُن کي فضیلت کا اِنکار مستلزم اِنکار آیت نہیں هی تو اُسکے شبہه دور کرنے کے لیئے هم امام باقر علیه السلام کي شهادت پیش کرتے هیں اور جس طرح پر اُنهوں نے خلفاء ثلثه کو داخل حکم اِس آیت کے بیان کیا هی اُسکو هم بیان کرتے هیں اُس کو ذرا دل سے سنو اور اپنے هي مذهب کی کتاب سے اُس کي سند لو (و هو هذه)

* صاحب الفصول نے امام باقر علیه السلام سے روایت کي هی که (ایک روز حضرت امام باقر علیه السلام کا گذر ایک جماعت پر هوا جو که خلفاء ثلثه کي عیب جوئي کر رهے تهے آپ نے پوچها که مجهے بتلاؤ که تم اُن مهاجرین میں سے هو که جو خدا کے لیئے گهر سے نکالے گئے اور خدا کے لیئے اُن کا مال لوٹا گیا اور جنهوں نے خدا اور رسول کي مدد کي اُنهوں نے کہا که نہیں هم اُن میں سے نہیں هیں تب آپ نے پوچها که پهر کیا تم اُن لوگوں میں سے هو که جنهوں نے دار هجرت میں اور دار ایمان میں گهر بنایا تها اور مهاجرین کو آرام دیا تها اُنهوں نے کہا که نہیں تب آپ نے کہا که خود تم بیزار هوئے اور نہیں چاهتے که دونوں فریق میں سے هو اور میں اِس بات کي گواهي دیتا هوں که تم اُن میں سے بهي نہیں هو جنکي نسبت خداوند تعالی فرماتا هی که جو لوگ بعد اِن مهاجرین اور انصار کے آوینگے وہ ایسے مومن هونگے که یہه دعا کیا کرینگے که الهي هماري اور همارے اگلے بهائیوں کي جو هم سے ایمان میں سبقت لے گئے هیں مغفرت کر اور همارے دلوں میں مسلمانوں کي طرف سے کینه مت رکهه بیشک تو نرمي کرنیوالا مهربان هی) *

* انه قال لجماعة خاضوا في ابي بکر و عمر و عثمان الا تخبروني انتم من المهاجرین الذین اخرجوا من دیارهم و اموالهم یبتغون فضلا من الله و رضوانا و ینصرون الله و رسوله قالوا لا قال فانتم من الذین تبوؤ الدار والایمان من قبلهم یحبون من هاجر الیهم قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد هذین الفریقین و انا اشهد انکم لستم من الذین قال الله تعالی والذین جاؤا من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم

اے بهائیو تم اپنے آپ کو امامیه کهتے هو اور ائمه کرام کے اقوال کو کم از آیات نہیں سمجهتے

سبب نزول اِس آیت کا یہہ هی کہ حضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اِرادہ کیا کہ عمرہ ادا کریں پس اعراب اور بادیہ نشینونکی اِس سفر میں همراهي کے لیئے دعوت فرمائي اِسلیئے کہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ میں لڑائي کریں اور اندر مکہ کے نہ جانے دیں لیکن اکثر اعراب نے حضرت کي دعوت کو نہ سنا اور اِس سفر میں آپ کے همراہ نہ ہوئے مگر وهي خالص مخلص کہ جو سراپا اِیمان سے بھرے ہوئے تھے حضوري میں چلے جب کہ مکہ کے نزدیک پہنچے قریش مانع ہوئے تب حضرت نے حراش کو اهل مکہ کے پاس بھیجا مگر لوگ اُسکے قتل کے درپی ہوئے وہ لوٹ آیا تب حضرت نے حضرت عثمان کو بھیجا کہ اهل مکہ نے حضرت عثمان کو قید کر لیا اور اُن کے قتل کي خبر مشہور ہوئي تب حضرت نے اپنے یاروں کو جو آپ کے ساتھہ تھے جمع کیا جنکي تعداد بہ اختلاف روایات ۴۰۰ چارسو سے لیکر ۲۳۰۰ دو هزار تین سو تک تھے اور حضرت نے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اِن سب سے بیعت لي کہ قریش سے لڑیں اور کسي طرح پر منہہ نہ پھیریں چنانچہ اُن سب نے خوشي سے بیعت کي اور سواے جد بن قیس منافق کے کسي نے تخلف اِس بیعت سے نہیں کیا چونکہ اِس سفر میں منافقوں کا نفاق اور مخلصوں کا اخلاص ظاهر ہوا * اور بیعت میں صحابہ کي مضبوطي اور اِیمان کا حال کھل گیا اِس لیئے اِس بیعت کا نام بیعت الرضوان ہوا اور اُنہیں بیعت کرنیوالوں کي شان میں خدا نے فرمایا کہ لقد رضي اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ کہ خدا راضي ہوا اُن اِیمانوالوں سے کہ جنھوں نے درخت کے نیچے تجھسے بیعت کي نعلم مافي قلوبھم اور اُن کے دلوں کا اخلاص اِس سے ظاهر ہو گیا اگر وہ منافق ہوتے تو اِس سفر میں ساتھہ نہ آتے اور کبھي ایسے وقت پر بیعت نہ کرتے فانزل السکینۃ علیہم اور اُن کے دلوں کو طمانیت اور تسکین دے دے تاکہ بلا خوف و خطر لڑائي پر مستعد ہوئے اور مرنے اور مارنے پر تیرے هاتھہ پر بیعت کي واثابھم فتحا قریبا اور اُن کي شکستگي دور کرنے کے لیئے اُنکو بہت هي جلد بہت سي غنیمتیں دیں اور آیندہ بڑے بڑے فتوحات اور غنائم کا مثل روم اور پارس کے وعدہ کیا پس اِن آیتوں سے اُن سب اصحاب کي جنھوں نے حضرت کے ساتھہ درخت کے نیچے بیعت کي بزرگي ثابت ہوني هي اور اُنکا اخلاص اور اِیمان میں کامل ہونا ظاهر ہوتا هی کوئي لفظ کوئي حرف بھي خدا نے اِن آیتوں میں ایسا ذکر نہ کیا جس سے کوئي موقع کوئي محل اِنکار کا ہو بلکہ اپني رضامندي کا اِظہار اِس طور سے کیا کہ جسکا کبھي زوال نہ ہو اور اُن فتوحات کا وعدہ کیا جنکا ظہور اُنہیں صحابہ کے هاتھہ سے ہوا اب هم شیعیان علي سے پوچھتے هیں کہ وہ اول یہہ فرماویں کہ یہہ آیت قرآن مجید کي هی یا نہیں اگر هی تو یہہ اُنہیں لوگوں کي شان میں هی جنھوں نے پیغمبر خدا کي بیعت درخت کے نیچے کي تھي یا نہیں اگر اُنہیں کي شان میں هی تو اُن میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر وغیرہ صحابہ کرام داخل تھے یا نہیں اگر تھے تو جو کچھہ خدا اُن بیعت کرنیوالوں کے حق میں فرماتا هی کہ (لقد رضي اللہ) کہ میں اُن سے راضي ہوا تو اِس رضا میں وے لوگ بھي آ گئے یا نہیں اگر نہیں آئے تو اُن کے مستثني ہونے پر کیا دلیل هی اور اگر وہ بھي آ گئے تو جنسے خدا راضي ہو اور جن کي شان میں خود (لقد رضي اللہ) فرماوے اُنسے ناراض ہونا اور اُن کو برا جاننا اِنکار آیات قرآني سے هی یا نہیں اگر یہہ کہو کہ وہ منافق تھے تو اُسکا رد بھي خدا نے خود کر دیا کہ فرماتا هی (نعلم مافي قلوبھم فانزل السکینۃ علیہم) کہ میں نے اُنکے دلوں کا اِمتحان کر لیا اور سمجھہ لیا

* یہہ روایت موافق روایات شیعوں کے هی جسکا ثبوت آیندہ همنے کیا هی اور ترجمہ کشف الغمہ سے اِسي روایت کو نقل کیا هی

الله کو اپنا پروردگار کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ پس اِس آیت سے صاف معلوم ہوتا ھی کہ مہاجرین کے هجرت کا باعث سواے اِسکے دوسرا نہ تھا کہ کفار اُنکے اِسلام لانے سے خفہ ہو گئے تھے اور اُنکے خدا کو رب کہنے سے ناراض ہو گئے تھے کہ اِسي قصور میں اُنھوں نے اِیذا دیني شروع کي اور بہ مجبوري اُنکو گھر بار چھوڑنا پڑا اب اِس آیت کو بھي سنکر اگر حضرات شیعہ یہہ کہیں کہ مہاجرین نے بہ طمع دنیا کے هجرت کي تھي تو اُنکو زیبا هی همارے تو منھہ سے ایسي بات نکل بھي نہیں سکتي *

دوسري آیت الله جلشانہ انصار کے شان میں فرماتا هی (والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلهم یحبون من هاجر الیهم ولا یجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ویوثرون علی انفسهم ولوکان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون) کہ جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ میں رهتے هیں وہ چاهتے هیں اُن لوگوں کو جو هجرت کرکے آویں اُنکے پاس اور جو کچھہ مہاجرین کو دیا جاتا هی اُسکا کچھہ خیال نہیں کرتے اور اُس سے رنجیدہ نہیں ہوتے اگرچہ وے خود بھي محتاج هیں اور اپنے جانوں سے زیادہ مہاجرین کو چاهتے هیں اور کچھہ بھي حرص و طمع نہیں رکھتے اور جو ایسے هیں وہ فلاح پاوینگے پس دیکھنا چاهیئے کہ خدا انصار کي نصرت کي کیسي تعریف کرتا هی اور اِس امر کي کہ اُنکي نصرت صرف واسطے خدا کے هی کیسي تصدیق فرماتا هی پس اب هم حیران هیں کہ جب الله جلشانہ مہاجرین کے هجرت کو صرف اپنے واسطے فرماوے اور انصار کي نصرت کو فقط اپنے لیئے تصدیق کرے اور پھر شیعوں کے منھہ سے یہہ بات نکلے کہ اُنکي هجرت اور نصرت دنیا کے واسطے تھي ای یارو ذرا تو سوچو کہ تم خدا کے کلام کي تصدیق کرتے ہو یا تکذیب الله کے حکم کو مانتے ہو یا اُس سے مقابلہ کرتے ہو خدا تو فرماوے کہ مہاجرین اور انصار اچھے تم کہو کہ نہیں وے برے سے برے وہ کہے کہ میں اُنسے راضي وے مجھہ سے راضي تم کہو کہ نہیں بالکل غلط نہ خدا اُنسے راضي نہ وے خدا سے راضي الله فرماوے کہ اُنھوں نے هجرت میرے لیئے کي اور نصرت میرے واسطے کي اور تم کہو کہ نہیں وہ دنیا کے طمع سے نکلے حرص دولت کے پیچھے پیغمبر کي نصرت میں شریک ہوئے آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو ای بھائیو ایک آیت ہو دو آیت ہوں اُسکي تاویل ہو سکتي هی اُسکے معني بن سکتے هیں جب سارا قران مجید مہاجرین اور انصار کے ذکر سے بھرا ہوا هی تو کہاں کہاں تاویل کروگے کس کس آیت کي تحریف معنوي فرماؤگے (تن همه داغ داغ شد پنبه کجا کجا نهي) حقیقت یہہ هی کہ مذهب تو عبدالله اِبن سبا کا اِختیار کر لیا مگر اب کوئي بات بن نہیں پڑتي نہ قران مجید سے اِنکار ہو سکتا هی نہ اُسکي تصدیق کیجاتي هی *

عشق چه آسان نمود آه چه دشوار بود هجر چه دشوار بود یار چه آسان گرفت

چوتھي آیت

لقد رضي الله عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم مافي قلوبهم فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا ومغانم کثیرة یاخذونها وکان الله عزیزا حکیما وعدکم الله مغانم کثیرة تاخذونها فعجل لکم هذه وکف ایدي الناس عنکم ولتکون آیة للمومنین ویهدیکم صراطا مستقیما واخري لم تقدروا علیها قد احاط الله بها وکان الله علی کل شئ قدیرا *

صاحب کا کچھہ نشان ملتا هی نه اُس قران کا کچھہ پته چلتا هی هزار برس تو گذر گئے اور هنوز معلوم نهیں که ابهي اور کتنے دن اِمام کے ظهور میں باقي هیں شعر

صد شب هجر گذشت و مه من پیدا نیست طرفه عمرے که بصد سال نه دیدم یک ماه

اور به نسبت امر دوم کے که صحابه کبار اِس آیت کے وعده سے به سبب نکث بیعت کے خارج هیں اُسکا جواب هم اِس طرح دیتے هیں که اِس اعتراض سے بهي اِتنا ثابت هوتا هی که بیعت رضوان کے وقت تک صحابه کبار اور مهاجرین و انصار سچے مسلمان اور پکے مومن تهے نه منافق تهے نه کافر اور اُنکي بیعت صادقانه تهي نه منافقانه چنانچه یهه فقره صاحب تقلیب المکاید کا که (این کلام معجز نظام دلالت میکند برینکه بعضے از اهل بیعت رضوان نکث بیعت خواهند کرد) دلیل اِسپر هی که جب بیعت کي تهي اُسوقت تک نه منافق تهے نه کافر بلکه (لقد رضي الله عن المومنین) میں داخل تهے اور شهید ثالث نور الله شوستري کا یهه کلمه که (مدلول آیة عند التحقیق رضاء حق تعالی است ازان فعل خاص که بیعت است و کسے منکر ان نیست که بعضے از افعال حسنه مرضیه از بشان واقعست) شاید اِسپر هی که اُنکا بیعت کرنا فعل حسنه تها پس اِسي سے یهه اِعتقاد که صحابه کبار اول هي سے منافق تهے باطل هوا اور جب تک یهه آیت جسمیں خدا نے اپني رضامندي ظاهر کي نازل هوئي اُنکا مسلمان اور باایمان هونا ثابت هوا خیر اب آگے چلیئے اور بعد اِس بیعت کے اُنکے حال پر نظر کیجیئے که کیا کام اُنسے ایسے هوئے جن سے اُنکا نکث بیعت کرنا ثابت هو اور وه کام کسوقت هوئے پیغمبر صاحب کے جیتے جي یا اُنکے وفات کے بعد چنانچه اُسکي نسبت شهید ثالث اور صاحب تقلیب المکاید نے جو کچھہ لکها هی اُس سے ظاهر هوتا هی که بعد اِس بیعت کے پیغمبر صاحب کے سامهنے اُنسے نکث بیعت هوا یعنے وه جنگ خیبر پر ثابت قدم نه رهے بلکه بهاگ گئے اُسکي نسبت هم یهه جواب دیتے هیں که اگرچه قلعه خیبر حضرت صدیق اکبر یا حضرت عمر کے هاتهه سے فتح نهیں هوا لیکن فتح نهونا مستلزم فرار نهیں هی بهاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعه نے کهاں سے ثابت کیا اور بالفرض اگر وه جنگ خیبر سے بهاگے اور اُنهوں نے نکث بیعت کیا تو جس طرح پر همنے اُنکي بیعت کو خدا کے کلام سے ثابت کیا اور خدا کي رضامندي کا (لقد رضي الله عن المومنین) کي آیت پیش کرکے ثبوت دیا اِسیطرح پر حضرات شیعه کے ذمه هی که بمقابله اِس آیت کے اُنکا بهاگنا جنگ خیبر سے اور نکث بیعت کرنا اور خدا کا اُنسے ناراض هونا کسي آیت سے ثابت کر دیں (وانلیس فلیس) اور هم خوب یقین کرتے هیں که اگر صحابه کبار سے کوئي فعل بعد اِس بیعت کے موجب نا رضامندي خدا کا هوتا تو ضرور وه اُس سے بهي خبر دیتا اور جس طرح پر اُن کي بیعت سے راضي هوکر (لقد رضي الله) فرما دیا اِسي طرح پر اُنکے فرار اور نکث بیعت سے ناراض هوکر لقد غضب الله علیهم اِرشاد کرتا اِس لیئے که لڑائي سے بهاگنا اور بیعت کا توڑنا آخر پیغمبر هي صاحب کے سامهنے هوا اُس وقت تک سلسله وحي کا جاري تها جبرئیل کا آنا بند نه هوا تها پهر کیا سبب هی که خدا اُن کے اچهے کاموں کو ظاهر کرے اور برے کاموں کي خبر تک نه دے اُن کے افعال حسنه کي تو شهرت دے دي اور اُن کے افعال قبیحه کي پرده پوشي کرے پس یا تو خدا اُن سے ڈرتا تها که اُن کي برائي بیان نه کرسکتا تها یا درحقیقت اُن سے کوئي برائي نه هوتي تهي جس کو ظاهر کرتا یا اگر کوئي لغزش هو جاتي تهي تو اُس کو عفو کر دیتا تها اور اُن کے اور نیک

که یهه بڑے پکے مسلمان اور سچے ایمان‌والے هیں اِسي لیئے میں نے نزول کي اُنہیں تسلي اور دي اُن کو فتح اور اگر وے لوگ منافق هوتے تو کیوں خدا اُن کے ایمان پر شهادت دیتا اور کیوں اُن کو فتح اور غلبه عطا کرتا *

اِن آیتوں کو دیکهکر اگر کسي شیعه کو یهه خطرہ پیدا هو که جب ایسي آیت صریح صحابه کي فضیلت میں خدا کي کتاب میں موجود هی تو پهر کیا سبب هی که همارے مذهب کے علما نے صحابه کي فضیلت سے اِنکار کیا ضرور کوئي نه کوئي سبب هوگا ورنه کیا سب عالم سب مولوي سب فاضل سب مجتهد همارے مذهب کے نادان تهے که ایسي آیت سے ایسا صریح اِنکار کیا اور باوجود اِسکے بهي صحابه کو برا جانا اِس لیئے هم اُنهیں کے مذهب کي معتبر تفسیروں سے اپنے دعوے کو ثابت کرتے هیں اور یهه امر که اُن کے عالم اور مولوي نادان تهے یا دانا ایمان‌والے تهے یا بے‌ایمان منصف تهے یا متعصب اُنهیں کي عقل پر چهوڑتے هیں اُن کي تفسیروں کو دیکهکر جو کچهه وہ اِنصاف سے مناسب جانیں ویسا سمجهیں اے بهائیو سنو که تمهارے یهاں کے مفسرین نے اِس آیت کي تفسیر میں کیا لکها هی (کاشاني) اپني تفسیر میں لکهتے هیں که (ان حضرت فرمودند بدوزخ نرود یک کس ازان مومنان که در زیر شجرہ بیعت کردند و این را بیعت‌الرضوان نام نهادہ‌اند بجهت آنکه حق تعالی درحق ایشان فرمود که لقد رضي الله عن‌المومنین اذیبایعونک تحت‌الشجرة) * الخ

اگر اِس روایت پر اِطمینان نهو اور حضرات شیعه کو اپنے متکلمین اور متعصبین کے جواب سننے کا اِشتیاق هو تو اُسکو بهي سنیں که اُنکے علما نے اِس آیت کو دو طرح پر رد کیا هی * بعضوں نے یهه فرمایا هی که اِس آیت سے ثابت هوتا هی که خداوند تعالی اِس فعل خاص سے یعني بیعت سے راضي هوا اِس سے یهه لازم نهیں آتا که خدا اُنکے سب کاموسے راضي هوا هو اور آینده بهي راضي رهے اور بعض کا یهه قول هی که بعد اِس بیعت کے صحابه کبار نے وہ کام کیئے جو مخالف اِس بیعت کے تهے یعنے لڑائیوں میں بهاگ گئے خلافت خلیفهٔ برحق کي غصب کر گئے پس وہ اِس آیت کي وعدہ سے خارج هوگئے † پس به نسبت امر اول کے هم یهه جواب دیتے هیں که خدا کي نسبت یهه گمان کرنا که وہ صحابه کے اَور کاموںسے راضي نه تها صرف ایک فعل خاص بیعت سے راضي هوا اِسلیئے (لقد رضي الله عن‌المومنین) فرمایا ایسي تهمت هی که کوئي مسلمان اپنے دل میں اُسکا خیال بهي نهیں کرسکتا کیا یهه ممکن هی که اگر خداے عزوجل اُن بیعت‌کرنیوالوں سے هرطرحپر راضي نهوتا تو وہ (لقد رضي‌الله عن‌المومنین) صرف اُنکے دل خوش کرنے کو براہ تدلیس فرماتا اور جن باتوں سے اُن کے ناراض تها اُنکو تقیةً ظاهر نه کرتا اور یهه امر بهي غور کرنے کے لائق هی که حضرات شیعه کو کسطرح معلوم هوا که صحابه کے اَور کاموںسے خدا ناراض تها آخر کیونکر اُنکو اُسکي نارضامندي کا حال معلوم هوا نهایت تعجب کا مقام هی که خدا اُنکے اُس فعل کو جس سے راضي هوا لقد رضي‌الله کهکر ظاهر کرے اور اُنکے اُن افعالوں کا جن سے ناراض هو سواے شیعیان عبدالله اِبن سبا کے کسي پر اِظهار نه فرماوے شاید شیعیان پاک یهه جواب دیں که اُس قران میں جو اِمام مهدي کے پاس هی اصحاب کي برائیاں لکهي هوئي هیں مگر هم جبتک که اُسکو اپنے آنکهه سے نه دیکهه لیں اور اِمام صاحب سے اُسکي تصدیق نه کرلیں اُسکو قبول نهیں کرسکتے لیکن افسوس تو یهي هی که نه اِمام

*قاضي نورالله شوستري نے مجالس المومنین میں لکها هی که مدلول آیت عند التحقیق رضاء حق تعالی ست ازان فعل خاص که بیعت است و کسے منکر این نیست که بعضے از افعال حسنه مرضیه از ایشان واقع است سخن درین است که بعضے افعال قبیحه از ایشان بوجود آمدہ که مخالف آن عهد و بیعت است چنانکه در امر خلافت

† صاحب تقلیب المکاید نے بجاے کید نود و نکم تحفه اثنا عشریه کے لکها هی که اما بودن ابوبکر و عمر در اهل بیعت رضوان پس فائدہ بحال شان نمیرساند زیرا که حق سبحانه و تعالی مي فرماید ان الذین یبایعونک الخ این کلام معجز نظام دلالت مي کند بر اینکه بعضے اهل بیعت رضوان نکث بیعت خواهند کرد چنانچه از ابوبکر و عمر و دیگران بظهور رسید بیانش آنکه بیعت باین شرط بودہ است که فرار و هزیمت نه کنند و در حرب ثابت بمانند یا کشته شوند بعد ازین بیعت درهمان سال جنگ خیبر پیش آمد ابوبکر و عمر فرار کردند و هزیمت خوردند

وبالفضل اولانا مولوي علي بخش خاں صاحب نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ھی اُسي کو ھم بجنسہ نقل کرتے ھیں وھو ھذہ *

اور واسطے حصول شرف بیعت الرضوان کے رسول صلي اللہ علیہ وسلم نے عثمان غني کي طرف سے بھی اپنے دونوں ھاتھہ سے وہ معاملہ فرمایا کہ دست حق پرست اپنے کو عثمان کا ھاتھہ قرار دیا روضۂ کلیني میں حدیث وارد ھی کہ بیعت لي پیغمبر خدا نے مسلمانوں سے اور ایک ھاتھہ کو اپنے دوسرے پر مارا واسطے عثمان کے کہ وہ لشکر میں مشرکوں کے تھے † *

اِس حدیث سے علاوہ قطعیت مغفرت و رضوان الھي کے ایک لطیفہ عمدہ ھاتھہ آیا کہ دست نبي دست عثمان قرار پایا اور دست نبي وہ ھی کہ مجازاً دست خدا ھی (یداللہ فوق ایدیھم) اب دیکھیئے عثمان غني کو یداللہ یا یدالنبي کا لقب منصف مزاج عنایت کرتے ھیں یا اُس لقب کو پھر بھي مخصوص واسطے علي مرتضیٰ کے کہے جاتے ھیں انتھي بلفظہ وللہ درہ و علي اللہ اجرہ اور اِس حدیث سے ثابت ھوتا ھی کہ پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و سلم کو اپنے یاروں کي یاری پر نہایت بھروسا تھا اور اُن کے اِستقلال پر یقین کامل تھا اِس لیئے کہ جب لوگوں نے کہا کہ خوشا حال عثمان کا کہ اُنکو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ھوا تو حضرت نے فرمایا یہہ ممکن نہیں ھی کہ عثمان بغیر ھمارے طواف کرے آخر ویسا ھي ھوا کہ بغیر حضرت کے حضرت عثمان نے طواف نہ کیا چنانچہ اِسي حدیث کے مضمون کو حملہ حیدري کے مولف نے بھي نظم کیا ھی کما قال

طلب کرد پس اشرف انبیا | ز اصحاب عثمان صاحب حیا
با وھم ھمان گفت خیرالبشر | کہ زان پیشتر گفتہ بد با عُمر
بپرسید عثمان زمین و زمان | بمقصد روان شد جو تیر از کمان
چو او رفت اصحاب روز دگر | بگفتند چندین بہ خیرالبشر
خوشا حال عثمان با احترام | کہ شد قسمتش حج بیت الحرام
رسول خدا چون شنید این سخن | بدا سخ چنین گفت با انجمن
بہ عثمان نداریم ما این گمان | کہ تنہا کند طوف آن آستان

اور بعد اِسکے یہي مولف لکھتا ھی کہ جب حضرت عثمان مکہ میں پہنچے اور ابو سفیان سے کہا کہ پیغمبر خدا طواف کعبہ کے لیئے آنا چاھتے ھیں اُس نے کہا کہ یہہ ممکن نہیں ھی مگر تمہارا دل چاھے تو طواف کر لو تب حضرت عثمان نے اِنکار کیا اور اِس پر ابو سفیان نے اُن کو قید کر لیا کما قال

بہ جوشید انگہ بہ دل مہر خون | بہ عثمان چنین گفت آن سرنگون
کہ گر میل داري تو طوف حرم | نکن مانعت نیست کس زین حشم
ولیکن محالست این بے گزاف | کہ آید محمد برائے طواف
چو بشنید عثمان ازو این سخن | چنین داد پاسخ بآن اھرمن
کہ طوف حرم بے رسول خدا | نباشد بر پیر دانش روا
ازین گفتہ سفیان براشفت بیش | بگرداند از سوي او روي خویش
بہ فرمود پس با دگر مشرکان | کہ عثمان را بند کس از پیروان

† فلما انطلق عثمان لقي ابان بن سعید فتاخر عن السرج فحمل عثمان بین یدیہ ودخل عثمان فاعلمھم وکانت المناوشۃ فجلس سھل بن عمرو عند رسول اللہ صلعم و جلس عثمان في عسکر المشرکین وبایع رسول اللہ المسلمین و ضرب صلعم باحدي یدیہ علی الاخري لعثمان و قال المسلمون طوبي لعثمان قد طاف بالبیت و سعي بین الصفا و المروۃ و احل فقال رسول اللہ ما کان یفعل فلما جاء عثمان قال لہ رسول اللہ اطفت بالبیت فقال ما کنت لاطوف بالبیت ورسول اللہ لم یطف بہ ثم ذکر القصہ و ما کان فیھا الحدیث

کاموں پر خیال کرکے اُس کو براہ سدارے جھڈ دیتا نیا اور اگر یہہ کہا جاے کہ بعد وفات پیغمبر خدا صلي الله عليه و سلم کے صحابہ کبار نے ایسے کام کیئے کہ جن سے خدا ناراض ہوا مثل خلافت غصب کرنے وغیرہ کے اُس کي نسبت ہم یہہ کہتے ہیں کہ اگر اُن سے بعد وفات پیغمبر خدا کے کوئي کام ایسا ہونیوالا تھا کہ جس سے خدا ناراض ہونا تو ضرور اُس کي خبر دیتا اور کبھي اُن کے حق میں (لقد رضي الله) نہ فرماتا اور جب کہ خدا نے اِس آیت میں یہہ فرما دیا کہ (فعلم مافي قلوبہم) کہ میں اُن کے دلوں کي بات جانتا ہوں اور فرمادیا کہ (فانزل السکینۃ علیہم) کہ میں نے نازل کي اُن پر تسلي تو کیونکر ویاس میں آ سکتا ہے کہ ایسے لوگ کبھي جادہ حق سے منحرف ہوئے ہوں لیکن ہم حضرات شیعہ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ کیوں سوال و جواب میں اپني اوقات ضایع کرتے ہیں اور کیوں علامہ کاشاني کي تفسیر کے اِن لفظوں کو نہیں دیکھتے کہ (ان حضرت فرمود بدوزخ نرود یک کس ازان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند) اِس مفسر نے تو کچھہ قصہ جھگڑا باقي ہي نہیں رکھا عام بشارت جنت کے اُن لوگوں کے حق میں جو اِس بیعت میں شریک تھے پیغمبر صاحب کي زبان سے تصدیق کر دي لیکن اگر اِس ایک روایت پر اطمینان نہیں ہوتا تو اُس کي تائید میں دوسري روایت سنیں کہ ترجمہ کشف الغمہ میں لکھا ہی کہ (از جابر بن عبدالله انصاري روایت است کہ مادران روز ہزار و چہار صد کس بودیم دران روز من از حضرت پیغمبر خدا صلي الله عليه و سلم شنیدم کہ ان حضرت خطاب بہ حاضران نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل روے زمینید و ما ہمہ دران روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکث نہ نمود مگر قید بن قیس کہ ان منافق بیعت خود را شکست) *

اِس روایت سے چند فائدے حاصل ہوئے اول یہہ ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت جودہ سو صحابے موجود تھے جنکے ایمان اور اِسلام کي خبر خدا دیتا ہی کہ (فعلم مافي قلوبہم) اور اُنکي شان میں فرماتا ہی (لقد رضي الله عن المومنین) دوسرے حضرت پیغمبر خدا نے اُن کي نسبت فرمایا کہ تم بہترین اہل زمین سے ہو تیسرے ثابت ہوا کہ سواے ایک منافق کے اَور کسي نے بیعت کو نہیں توڑا پس اے شیعیان پاک اب تم اِنصاف سے اِن روایتوں کو دیکھو اور اپنے شہید ثالث اور صاحب تشیید المطاعن کے اِیمان اور اِنصاف پر خیال کرو کہ وہ محبت اہلبیت کے پردہ میں کیسي خدا کي آیتوں کي تکذیب کرتے ہیں اور کس طرح ایسے صریح نصوص سے اِنکار فرماتے ہیں *

لیکن اگر ہم صحابہ کي برائیونکو تسلیم بھي کرلیں تب بھي کچھہ فائدہ شہید ثالث کے تقریر کا نظر نہیں آتا اِس لیئے کہ جو علامہ کاشاني نے اپنے تفسیر میں لکھا ہی کہ (ان حضرت فرمود بدوزخ نرود یک کس ازان مومنان کہ در زیر شجرہ بیعت کردند) اِسکا کیا جواب ہی بغیر اِسکے کہ یہہ کہا جاے کہ حضرت نے تقیہ سے کہدیا ہوگا *

اِس مقام پر یہہ امر بھي لایق لکھنے کے ہی کہ اگر کوئي شبہہ کرے کہ حضرت عثمان رضي الله تعالی عنہ اِس بیعت میں شریک نہ تھے اِسلیئے وہ بیعت الرضوان سے خارج ہیں اُسکا جواب یہہ ہی کہ پیغمبر خدا کو حضرت عثمان سے ایسي محبت تھي کہ باوجود نہ موجود ہونے اُنکے وقت بیعت کے اُنکو شریک کرلیا اور کیسا شریک کیا کہ جن سے اُنکو اپنا ہاتھہ دیا دیا چنانچہ اِس مقام پر جو کچھہ مولانا

پانچوس آیت

لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم فیه عذاب عظیم *

شان نزول اِس آیت کا یهه هی که جب لڑائي بدر کي فتح هوئي اور مشرکین قید میں آئے تب پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم نے صحابه سے مشورہ کیا که اِن قیدیوں کو کیا کرنا چاهیئے حضرت ابوبکر نے کہا که فدیه لیکر چهوڑ دینا چاهیئے حضرت عمر نے کہا که اِنکي گردنیں مار دینا چاهیئے بلکه جو جسکا رشته دار هو وهي اپنے هاتهه سے اُسکو قتل کرے اور خدا کي محبت کے سامنے دوسرے کي محبت کا خیال نه کرے لیکن حضرت نے موافق مشورہ ابوبکر صدیق رضي‌الله تعالیٰ‌عنه اور اور صحابه کي فدیه لیکر چهوڑ دیا اُسپر یهه آیت نازل هوئي اور اِس روایت کو علما اور مفسرین امامیه بهي تصدیق کرتے هیں چنانچه تفسیر †خلاصة‌المنهج کاشاني میں لکها هی که بدر کي لڑائي میں ستر آدمي قید هوئے منجمله اُن کے عباس اور عقیل بهي تهے حضرت نے اُنکے باب میں اپنے یاروں سے مشورہ کیا ابوبکر نے که وہ بهي مهاجرین میں سے تهے کہا که یا رسول الله یهه سب چهوٹے بڑے آپ کے قوم اور قبیله کے هیں اگر هرایک بقدر طاقت اور اِستطاعت اپنے کے کچهه فدیه دے تو اُمید هی که ایک دن دولت اِسلام پر پہنچیں اور ‡مجمع‌البیان طبرسي میں لکها هی که پیغمبر خدا نے بدر کے دن قیدیوں کے باب میں اپنے یاروں سے کہا که اگر تم چاهو اِنکو مار ڈالو اور چاهو جانے دو تب حضرت عمر نے کہا که یا رسول الله اِنهوں نے آپ کو جهٹلایا اور آپ کو نکالا اِسلیئے اِنکي گردنیں مارنا چاهیئے عقیل کو علي کے سپرد فرمائیئے که وہ اُنکو ماریں اور فلاں شخص میرے سپرد کیجیئے که میں اُسکو قتل کروں اور یهه سب سرداران کفار سے هیں اور حضرت ابوبکر نے کہا که یا رسول‌الله یهه آپ کے قوم اور رشته کے لوگ هیں فدیه لیکر چهوڑ دینا چاهیئے چنانچه اُسیطرح پر حضرت نے کیا تب یهه آیت نازل هوئي اور پیغمبر خدا نے فرمایا که اگر عذاب نازل هوتا آسمان سے تو سوائے عمر اور سعد بن معاذ کے کوئي نجات نه پاتا اِن روایتوں سے به اِقرار علماء اِمامیه چند فائدے حاصل هوئے *

اول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کا مهاجرین اور اهل بدر میں سے هونا دوسرے پیغمبر خدا کا اُنسے مشورہ کرنا تیسرے حضرت عمر کا کافروں پر سخت هونا اور خدا کي راہ میں قرابت اور برادري کا کچهه خیال نه کرنا اور جو کچهه اِن فائدوں سے فائدے حاصل هوتے هیں اُنکو هم بیان کرتے هیں که جب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کا مهاجرین میں سے هونا ثابت هوا تو جو فضیلتیں الله جلشانه نے مهاجرین کي بیان کي هیں اور جنکو اُوپر هم نقل کر چکے هیں وہ سب اُنکے حق میں ثابت هوئیں *

دوسرے جو بعض علماء امامیه نے اِنکار کیا هی که اصحاب ثلثه مهاجرین میں سے نه تهے وہ قول باطل هوا چنانچه تقلیب‌المکائد کے مولف نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس‌الله سرہ کي تحفه کے باب مکاید شیعیان کے کیدنود و یکم کے جواب میں صاف لکها هی که (اصحاب ثلثه از مهاجرین اولین نه بودند) تیسرے امامیه کا یهه گمان که معاذالله حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اِبتدا هي سے منافق تهے اورکبهي دل سے اِیمان نه لائے تهے اور اُنکي نیت نیک نه تهي فاسد تهہرا جیسا که جناب میرن

† روزبدر هفتاد تن اسیر شدند واز جمله ایشان عباس و عقیل بودند حضرت درباب ایشان با اصحاب مشاورہ کرد ابوبکر که از مهاجرین بود گفت یا رسول‌الله اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشائر تواند اگر هر یک بقدر طاقت و اِستطاعت فداے بدهد باشد که روزي بدولت اِسلام برسد الخ

‡ فقال رسول الله وما یدریک یاعمر لعل‌الله اطلع علیٰ اهل بدر فغفرلهم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم بلفظه قدرالضرورة

سیا بند رفتن به نزد رسول — اگر شاد باشند زین گر ملول
چو عثمان ازو این حکایت شنید — علاجے بجر صبر کردن نه دید
مقید نمودندش اعداي دین — بیان نجاتش کنم بعد ازین

عرض که هم حضرات شیعه سے التماس کرتے هیں که وے ذرا انصاف فرماویں که اُنکے مفسرین اور محدثین اور مورخین صحابه کي نسبت کیا لکھتے هیں اور اُنکے استقلال اور صبر اور ایمان اور اسلام کو کیسا تسلیم کرتے هیں اور پھر با اس همه اُنسے عداوت رکھتے هیں اور ایسے لوگوں کو جن کے ایمان اور اسلام پر پیغمبر صاحب کو اطمینان هووے اور جن کے لغزش کرنے کا شبهه تک حضرت کے دل پر نه گذرے اور جو باوجود مصیبتوں اور محنتوں کے سرمو اطاعت نبوی سے باهر نه هوں اور جن کي استقلال اور صبر کي خدا تعریفیں کرے منافق اور مرتد کهتے هیں و نعوذ بالله من ذلک *

همارے سمجھه میں نهیں آتا که حضرات شیعه کسطرح ایسے سچے مسلمانوں اور پکے ایمان والوں کو منافق کهتے هیں اور کیونکر ایسي صریح آیات اور سچے روایات سے انکار کرتے هیں اس لیئے که جب کوئي شخص ان آیتوں اور حدیثوں اور روایتوں کو دیکھے تو بھلا ممکن هی که وه صحابه کرام کے فضایل میں شبهه کر سکے یا اُنکي نسبت نفاق و ارتداد کا خطره بھي اُسکے دل میں گذر سکے غور کرنے کا مقام هی که خدا نے اُنکے حالات بیان کرنے میں فقط کنایه اور اشاره پر قناعت نه فرمائي بلکه صاف صاف تصریح کر دي اور ٹھیک ٹھیک پته اور نشان اُنکا بتلا دیا اور ایسي صریح آیتوں کو نازل کرکے منکرین کے شبهات کو دور کر دیا اگر پیغمبر صاحب کے اُوپر ایمان لانیوالوں کي فقط خدا تعریف اجمالي کرتا تو منکرین کو تاویل اور شبهه کا موقع تھا مگر جب صاف کهه دیا که میں اُن مسلمانوں سے راضي هوں جنھوں نے پیغمبر کے هاتھه پر بیعت کي اور جگهه بھي بیعت کرنے کي بتلا دي که درخت کے نیچے اور یهه بھي کهدیا که یهه لوگ پیغمبر کے هاتھه پر بیعت نهیں کرتے هیں بلکه میرے هاتھه پر تو اب کون شخص هی که ایسے بیعت کرنیوالوں کے ایمان اور اخلاص پر شبهه کر سکے هاں یهه شبهه هو سکتا تھا که شاید بیعت کرنیوالے وهي معدودي چند هوں جو موافق اعتقاد شیعوں کے مرتد نهیں هوئے لیکن جبکه علماء شیعه نے اس امر کو تسلیم کر لیا که صحابه کبار ۱۴۰۰ چوده سو اس بیعت میں شریک تھے اور یهه بھي قبول فرما لیا که اُنهیں کي شان میں اس آیت کو خدا نے نازل کیا اور اسکا بھي اقرار کیا که سواے ایک منافق کے اور کسي نے بیعت کو نهیں توڑا تو هم کو نهایت هي تعجب آتا هی که کیونکر ایسے بیعت کرنیوالوں کے حق میں ایسا فاسد اعتقاد رکھتے هیں لیکن یهه خیال کرکے که حضرات کو نه خدا کے کلام پر یقین هی نه پیغمبر صاحب کے حدیثوں پر نه اماموں کے قول پر تو کچھه تعجب نهیں هوتا اگر اُن میں سے کسي پر عمل هوتا تو کبھي ایسا عقیده نه رکھتے ای بھائیو تمهارے حق میں هم خدا سے دعا کرتے هیں که الله جلشانه تم کو ایک ذره بھر ایمان عطا کر دے تاکه تم لوگ اپنے عقیدوں کي برائیوں پر خود هي اقرار کرنے لگو اور جو هم تم کو سمجھاتے هیں وه تم خود هي سمجھنے لگو ای بارو ذرا اپنے عقیدوں پر غور کرو اور سوچو که اُن میں کچھه بھي اثر ایمان اور اسلام کا هی اگر هی تو دکھلاؤ *

نالۀ حزینت کو آه آتشینت کو — لاف عشقبازي چند عشق را نشانیهاست

کے احادیث اور ائمہ کے اقوال کو مانیں جب ایمان اور انصاف ھي نہیں ھی اور پیروي عبداللہ ابن سبا کي کرني منظور ھی تو پھر کیونکر اپنے پیر و مرشد کے سکھلائے ھوئے عقیدونکو چھوڑیں افسوس ہزار افسوس کہ بارہ سو برس گذر گئے اور اُس ملعون یہودي کي ھڈیاں خاکستر تک ھو گئیں مگر جو کچھہ وہ اپنے شیعوں کو سکھلا گیا اُس کو وے نہیں بھولتے اور جس راہ پر وہ اپنے یاروں کو چلا گیا اُس سے نہیں ھٹتے ہزار ہزار کوئی سمجھاوے لاکھہ آیتیں اور حدیثیں دکھلاوے مگر اپنے پیر و مرشد کے قول کے روبرو ایک پر بھي نظر نہیں کرتے کلام‌اللہ کي تاویل کر دیں حدیثوں کو بنا ڈالیں اماموں کے قولوں کو رد کر دیں مگر اپني جد امجد کي بات کو نہیں بھولتے جس عقیدہ کو خیال کیجیئے اُس میں اُسي ملعون کي تعلیم کا اب تک اثر ھی جس مسئلہ پر غور کیجیئے اب تک اُسي کمبخت کے قول پر عمل ھی و لنعم ما قیل *

به لب ز درد دل آھے که داشتم دارم　　نشستني سر راھے که داشتم دارم

چھٹھویں آیت

والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا في سبیل‌اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حقالھم مغفرۃ ورزق کریم *

اِس آیت کے معني یہہ ھیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ھجرت کي اور خدا کي راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہہ دي اور مدد کي وھي سچے ایمان والے ھیں اُنکے لیئے مغفرت اور رزق با کرامت ھی *

اِس آیت پر ایمان لانیوالے مہاجرین اور انصار کے ایمان اور اِسلام پر کچھہ شبہہ نہیں کر سکتے اور اُنکي مغفرت اور جنتي ھونے میں کچھہ شک نہیں لا سکتے اِس لیئے کہ جب اللہ جلشانہ خود تصدیق فرماتا ھی کہ جن لوگوں نے ھجرت کي اور اپنے گھر بار کو چھوڑا اور جنھوں نے پیغمبر صاحب کو اور ھجرت کرنیوالوں کو اپنے گھروں میں جگہہ دي اور اُنکي مدد کي وے سچے مسلمان اور پکے ایمان لانیوالے ھیں اور مغفرت اور رزق کریم اُنکے حصہ میں ھی پس خدا کي ایسي شہادت کو سنکر کون سا شخص ھوگا کہ مہاجرین اور انصار کے ایمان میں شبہہ کرے اور اُنکي مغفرت میں کلام کرے شیعیان عبداللہ ابن سبا کو ذرا سوچنا چاھیئے کہ جب اللہ جلشانہ مہاجرین و انصار کے ایمان کي تصدیق کرتا ھی اور اُنکے حق میں شہادت (اولئک ھم المومنون حقا) کي دیتا ھی اور اُنکي شان میں (لھم مغفرۃ و رزق کریم) فرماتا ھی پھر کیونکر اُنکے دل میں ایسے پاک لوگوں کي طرف سے شبہہ ھوتا ھی اور کس طرح اُنکي زبان سے ایسے شخصوں کي نسبت کفر و نفاق کا کلمہ نکلتا ھی (کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم) اگر کسي کو شک ھو کہ یہہ آیت اُن مہاجرین اور انصار کي شان میں نہیں ھی جنکي نسبت حضرات شیعہ نیک اِعتقاد نہیں رکھتے اِسلیئے ھم تفسیر مجمع‌البیان* سے جو معتبر تفاسیر امامیہ سے ھی تفسیر اِس آیت کي لکھے ھیں جسکو شک ھو وہ صفحہ ۴٥٢ تفسیر مذکور مطبوعہ طہران سنہ ١٢٧٥ ھجري کو دیکھہ لے مفسر موصوف لکھتا ھی کہ خدا نے پھر اِن آیتوں میں مہاجرین اور انصار کا ذکر کیا اور اُنکي ثنا اور صفت بیان کي پس خدا کے اِس قول کا (کہ والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا في سبیل‌اللہ) یہہ مطلب ھی

* ثم عاد سبحانہ الی ذکر المھاجرین والانصار ومدحھم والثناء علیھم فقال والذین امنوا و ھاجروا و جاھدوا في سبیل اللہ اي صدقوا اللہ و رسولہ و ھاجروا من دیارھم و اوطانھم یعني من مکۃ الی المدینۃ و جاھدوا مع ذلک في اعلاء دین اللہ والذین اووا ونصروا اي ضموھم الیھم و نصروا النبي اولئک ھم المؤمنون حقا اي اولئک الذین حققوا ایمانھم بالھجرۃ والنصرۃ (مجمع البیان)

صاحب قبلہ حدیقۂ سلطانیہ کے باب سوم میں لکھتے ہیں کہ (سیرت شیخین دلالت برخبث سریرت آنہا دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت نمودہ و در فکر اضرار آن حضرت برمی آمدند و در وقت اعلان از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی الابصار انتہی بلفظہ*

اگر میرنصاحب قبلہ زندہ ہوتے تو میں پوچھتا کہ حضرت اگر شیخین کی نیت نیک نہ ہوتی اور وہ وقت اعلان کے نصرت سے ہاتھ کھینچتے ہوتے تو بدر کی لڑائی میں کیوں شریک ہوتے اور کیوں خدا اُن کے ہاتھہ پر فتح دیتا اور کیوں پیغمبر خدا اُن سے مشورہ کرتے اور کیوں آپ کے جد امجد کاشانی اور طبرسی مہاجرین اور اہل شوریٰ میں ہونا اُن کا قبول کرتے ای مسلمانو شیعوں کے ایمان اور عقل اور حیا پر غور کرو کہ وہ شیخین کی نسبت جو کہ تمام جان سے اپنے عاشق پیغمبر کے تھے اور تمام مال اپنا حضرت پر فدا کر چکے تھے اور جو شب و روز اظہار دعوت کے لیئے اصرار کیا کرتے تھے یہہ گمان کرتے ہیں کہ اُن کی نیت اِس اِصرار سے یہہ تھی کہ پیغمبر خدا اِظہار دعوت کریں اور لوگ اُنکو ستاویں اور ہلاک کر ڈالیں افسوس ایسے عقیدے پر خیر بہرحال میرنصاحب قبلہ جو چاہیں فرماویں اور اُن کے پدر بزرگوار جو دل میں آوے اِرشاد کریں لیکن اِس امر کو کہ شیخین مہاجرین اور اصحاب بدر میں سے تھے جھٹلا نہیں سکتے اور ہمارا مطلب اِتنی ہی بات سے حاصل ہوا جاتا ہی اِس لیئے کہ جب وے مہاجرین میں سے تھے تو اُن فضیلتوں کے مستحق ہیں جو خدا نے جا بجا قرآن مجید میں ہجرت کرنیوالوں کی بیان کی ہیں اور جب کہ وے اہل بدر سے تھے تو وہ اُس مغفرت کے وعدہ میں شریک ہیں جو اللہ جلشانہ نے اہل بدر سے کیا ہی کہ میں نے اُن کو مرفوع القلم کر دیا ہی چنانچہ اِس امر کو علماء امامیہ بھی قبول کرتے ہیں علامہ کاشانی خلاصۃ المنہج میں تفسیر کریمہ (ما کان للنبي ان یکون لہ اسری) کی یہ الفاظ کرتے ہیں کہ (اگر نہ حکمی و فرمانی می بود از خدایتعالیٰ کہ پیشی گرفتہ شدہ اثبات آن در لوح محفوظ کہ بے نہی صریح عقوبت نہ فرماید یا اصحاب بدر را عذاب نکند) اور اِسی طرح پر تفسیر مجمع البیان طبرسی میں لکھا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا (لعل اللہ اطلع علیٰ اہل بدر فغفرلہم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہ خدا نے اہل بدر کی شان میں فرما دیا ہی کہ جو چاہو سو کرو میں تم کو بخش چکا ہوں اور تفسیر خلاصۃ المنہج میں لکھا ہی کہ (خدای تعالیٰ بدریان را وعدہ مغفرت دادہ و ایشانرا بخطاب مستطاب اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم نوازش فرمودہ) پس جب پیغمبر خدا کی زبان مبارک سے تمام اہل بدر کا قطعی جنتی ہونا اور خدا کا اُنکی نسبت (اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہنا ثابت ہوا تو پھر اب صحابۂ کبار علی الخصوص اصحاب ثلثہ کے قطعی جنتی ہونے میں کون سا شبہہ رہا ای یارو ہم اب تک نہیں سمجھے کہ حضرات شیعہ کے مذہب کا مدار کس پر ہی اگر خدا کے کلام پر ہی تو وہ صحابہ کی فضیلتوں سے بھرا ہوا ہی اگر پیغمبر خدا کی حدیثوں پر ہی تو اُن میں بھی اُنہیں کے صفات کا تذکرہ ہی اگر ائمہ کرام علیہم السلام کی روایتوں پر ہی اُن میں بھی اُنکی خوبیوں کا بیان ہی اگر اپنی ہی تفسیروں اور کتابوں پر ہی تو اُسسے بھی اُنکے فضائل کا ثبوت ہوتا ہی پس اب اور کیسی سند حضرات چاہتے ہیں جو صحابہ کی فضائل پر ہم پیش کریں اور کیسی دلیل چاہتے ہیں جو اُن کی بزرگیوں کے ثبوت میں بیان کریں اصل یہہ ہی کہ اگر ایمان اور اِنصاف ہو تو خدا کے کلام اور رسول

(لیرزقنهم اللہ رزقا حسنا) غرض کہ خدایا جب ہمنے تیری کتاب کو کھولا تو کوئی ورق اور کوئی صفحہ
اُس کا مہاجرین اور انصار کے ذکر سے خالی نہ پایا کسی آیت سے اُن کي برائي کا ثبوت کیسا اُن کي
فضیلت پر شبہہ تک نہ ہوا جب تیری کتاب سے اُن کي نسبت شہادت چاہي تو یہي معلوم ہوا کہ
(اولئک ہم المومنون) جب قرآن سے اُن کے واسطے فال کھولے تو یہي نکلا کہ (اولئک ہم الفائزون) پس
جب تو نے دایں بے نیازی اُن کي صفات اور فضائل سے اپني کتاب کو بھر دیا اور اُن کي شان میں
بار بار (لقد رضي اللہ عنہم و رضوا عنہ) فرمایا اور ہم کو اُن کے اِقتدا اور پیروي کي تاکید کي اور اُن
سے محبت رکھنے کي تحریص اور عداوت اور کینہ رکھنے پر تہدید فرمائي تو ہم اگر اُن سے محبت نہ
رکھتے اور اُن کو اچھا نہ جانتے اور اُن کي اِقتدا نہ کرتے کیا کرتے الہ العالمین تو نے ہم کو اُن لوگوں
میں تو پیدا نہیں کیا تھا جن کي نسبت تو نے فرمایا ہے الذین اخرجوا من دیارہم یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا
اُس گروہ میں تو نے ہم کو شامل ہی نہ کیا تھا جس کي صفت میں تو نے اِرشاد کیا ہے
والذین تبوؤا الدار و الایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ہم کو تو اُن سب کے پیچھے مخلوق کیا اور
ہم لوگوں کي نسبت پہلے ہي سے تو نے یہہ لکھہ دیا کہ والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا
الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذین امنوا تو کیونکر ہم اُن پیشواؤں سے محبت نہ رکھتے اور
کس طرح اُن سے کینہ اور عداوت رکھتے یہہ کتاب تیری موجود ہے جس کي نسبت تو نے فرما دیا
تھا کہ (نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون) اور اِسي وعدہ پر ہم اُس کو برابر غیر محرف سمجھتے رہے
اور اُس پر اِیمان رکھتے آئے اگر یہہ آیتیں جو مہاجرین اور انصار کي نسبت ہم نے بیان کیں تیري
کتاب میں موجود ہیں تو پھر خدایا ہمارا کیا قصور اور کیا گناہ ہے جن کو تو نے اُچھا کہا ہم نے اچھا
جانا جن کي تو نے تعریفیں کیں اُن سے ہم نے محبت رکھی ہاں اگر اِن لفظوں کي تو نے اور کچھہ معني
رکھے ہوں اور اِس عبارت کا مطلب اور کچھہ ہو تو ہم نہیں جانتے موافق تیرے اِرشاد کے تیري کتاب
کو کھلي اور روشن کتاب سمجھتے تھے اور اُس کو معما اور پہیلیوں کا مجموعہ نہ جانتے تھے غرض
کہ ہم نہیں جانتے کہ جب ہم یہہ جواب دینگے تو خداوند عادل کس جرم میں ہم کو سزا دیگا اور
کسطرح ہم کو اپني کتاب کا تصدیق کرنیوالا نہ سمجھیگا ہم کو تو یقین ہے کہ ضرور اسے عقیدہ سے خدا
ہماري نجات کرنگا اور ہم کو اُن کے مغفرت اور رزق کریم میں سے حصہ عطا کرنگا *

اے یارو ہمارا جواب تو سن لیا اب کچھہ اپني جوابدہي کي فکر کرو کہ اگر تمہارا عقیدہ جو
بہ نسبت صحابہ کے ہے باطل ٹھہرا اور قیامت کے دن خدا نے تم سے مواخذہ کیا تو تم کیا جواب دوگے
ہمارے نزدیک تو سواے اِسکے دوسرا جواب نہیں ہو سکتا کہ خداوندا ہمنے تیری کتاب کو اِس لیئے
پس پشت ڈال دیا تھا کہ اُس میں اصحاب رسول نے تحریف کر دي تھي اور اُسکو کم و بیش کر دیا
تھا جیسا تو نے نازل کیا تھا ویسا نہ رکھا تھا اور اصلي مصحف اِمام صاحب کے پاس تھا وہاں ہمارا گذر
بھي نہو سکتا تھا کچھہ نشان اور پتہ بھي اِمام صاحب کا نہ ملتا تھا پس ہم کو کیونکر مصحف عثماني پر
عمل کرتے اور کیونکر محرف قرآن کے تصدیق کرتے ہم تو اِس کو کبھي دیکھتے بھي نہ تھے حفظ یاد
کرنیکا کیا ذکر ہے کبھي اُس کو پڑھتے بھي نہ تھے بلکہ ہمیشہ اِمام صاحب کے خروج کي دعا کیا کرتے
تھے اور اُنکے ساتھہ جو اصلي قرآن تھا اُسکے دیکھنے پر جان دیتے تھے مگر خداوندا ہمارا کیا قصور ہے اِسلیئے کہ

کہ تصدیق کی اُنھوں نے خدا کی اور اُسکے رسول کی اور ھجرت کی اپنے گھروں اور وطن سے یعنی مکہ سے مدینہ کو اور جہاد کیا اُنھوں نے خدا کے دین کی ترقی کے لیئے اور (والذین آووا و نصروا) کے یہہ معنی ھیں کہ جگہہ دی مہاجرین کو اپنے گھروں میں اور مدد کی پیغمبر کی اور (اولٰئک ھم المومنون حقا) کا یہہ مطلب ھی کہ وھی لوگ سچے مسلمان ھیں اِسلیئے کہ اُنھوں نے اپنے اِیمان کو ھجرت کرکے اور مدد دیکر ثابت کردیا *

اِس تفسیر کو دیکھکر اگر حضرات شیعہ مہاجرین اور انصار کی فضیلت کا اِقرار نکریں تو سوائے تعصب اور ضلالت کے کیا تصور کیا جائے کاش اگر حضرات بمقابلہ ایسی صریح آیتوں اور ایسے صاف بشارتوں کے ایک دو آیت بھی قرآن سے نکال کر ھمکو دکھلاتے اور جس طرح پر ھم نے اُنکے فضائل اور درجات کو کلام اللہ سے ثابت کیا وہ قرآن ھی کی سند سے اُن کی ایک بھی برائی کا ثبوت پہنچاتے تو ھم اُن کو کسی قدر معذور بھی جانتے لیکن افسوس تو ھم کو اِسی بات کا ھی کہ ھم تو مہاجرین اور انصار کے فضائل میں قرآن کی آیتوں کو پیش کرتے ھیں رسول کے احادیث کو بیان کرتے ھیں اماموں کے قولوں کو اُنھیں کی کتابوں سے نکالکر دکھلاتے ھیں اور وے اِن سب کو چھوڑکر چند مفتری کذابوں کی جھوٹھی باتوں کو پیش کرتے ھیں اور اُن لوگوں کے قولوں پر عمل کرتے ھیں جن کو اماموں نے نکال دیا اور جن پر اپنی زبان سے لعنت کی اور جن کو جھوٹھا اور مفتری خطاب دیا (جسکا ثبوت ھم آیندہ کرینگے اِنشاء اللہ تعالٰی) پس اِنصاف کرنیوالے اِنصاف کر سکتے ھیں کہ خدا کے کلام پر ھم اِیمان رکھتے ھیں یا حضرات شیعہ اور قرآن کی آیات کی ھم تصدیق کرتے ھیں یا شیعیان عبد اللہ اِبن سبا *

ای یارو اگر فرض کیا جاوے کہ جو ھمارا اِعتقاد بہ نسبت صحابہ کے ھی وہ معاذ اللہ باطل ھووے اور جو عقیدہ شیعوں کا بہ نسبت اُن کے ھی وھی صحیح ھووے اور قیامت کے دن اللہ جلشانہ عدالت کی کرسی پر بیٹھکر ھمارے اِعتقاد باطل پر ھم سے جواب چاھے تو ھم اُسی کی کتاب کو اُس کے سامھنے کر دینگے اور نہایت ادب سے عرض کرینگے کہ اللہ العالمین تو عادل ھی اور موافق مذھب شیعوں کے تیرا عدل اصول اِیمان میں سے ھی تو اب تو ھی اِنصاف کر کہ یہہ کتاب تیری ھی جس کو تو نے ھمارے ھدایت کے واسطے اپنے پیغمبر کی معرفت نازل کیا اور اِس کا نام کتاب مبین رکھا اور اُس کی عبارت اور مضمون میں اعلان اور تصنع کو دخل نہ دیا ھر چیز کو صاف صاف بیان کر دیا اور خود اُس کا حافظ رھکر اُس کو تحریف سے محفوظ رکھا پس خداوندا ھم نے تیرے ھی کتاب کو اپنی آنکھوں کے سامھنے رکھہ لیا اور جو کچھہ اُس میں تو نے کہہ دیا اور فرما دیا اُسی پر ھم نے یقین کیا مہاجرین اور انصار کی اِس قدر بزرگیاں اور فضیلتیں تو نے بیان کیں کہ ھم اُن کی نسبت نیک اِعتقاد رکھنے پر مجبور ھو گئے اور تیرے ھی شہادت سے اُن کے اِیمان اور اِسلام پر بلکہ اُن کے فضایل اور درجات پر معتقد ھو گئے کہیں تو نے اُن کے حق میں فرمایا الذین امنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عنداللہ اولٰئک ھم الفائزون کسی مقام پر تو نے اُن کی نسبت اِرشاد کیا والذین امنوا وھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ والذین آووا و نصروا اولٰئک ھم المومنون حقا کسی جگہہ اُن کی شان میں تو نے فرمایا (لھم مغفرۃ و رزق کریم) کسی مقام پر اُن کی صفت میں تو نے کہا

اپنے گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے کیا تم دنیا کی زندگی کو بمقابلہ آخرت کے اچھا سمجھ کر اُسپر راضی ہو حالانکہ دنیا کا فائدہ آخرت میں بہت ہی تھوڑا ہی اِس آیت میں اللہ جلشانہ نے دنیا کی حقارت بیان کرکے جہاد پر ترغیب دی بعدہ دوسری آیت الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما و یستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شئ قدیر میں فرمایا کہ اگر تم سستی کروگے اور جہاد پر مستعد نہوگے تو خدا تم کو دنیا و آخرت میں عذاب دیگا اور تمہارے بدلے اور غیر قوم کو پیدا کریگا اور تمہاری مدد نہ کرنے سے خدا یا اُس کے رسول کا کچھ نقصان نہیں ہی اِس لیئے کہ خدا کو کچھ پرواہ نہیں ہی اور رسول کا وہ خود حافظ ہی چنانچہ اپنی بے نیازی اور اپنے رسول کی بے پروائی کو اِن لفظوں سے بیان کیا کہ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اگر تم لوگ پیغمبر کی مدد نہ کروگے تو اُسکو تمہاری مدد کی حاجت نہیں ہی اِسلیئے کہ خدا اُس کا مددگار ہی اور اپنی مددگاری کو اللہ جلشانہ اِس طرح سے ثابت کرتا ہی کہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کہ جب کفار نے پیغمبر کو مکہ سے نکالا اُس وقت کسنے اُسکی مدد کی اور اُس وقت کونسا لشکر اور گروہ اُسکا مددگار ہوا اور سوائے ایک یار کے دوسرا کون اُسکے ساتھہ غار میں گیا اور جب کفار در غار پر آ پہنچے اور درمیان پیغمبر کے اور اُنکے کچھہ فاصلہ نرہا اُسوقت اُسکا یار غار بہی گھبرا گیا اور یہہ خیال کرکے کہ ایسا نہو کہ کفار غار میں چہپے ہوئے سے آگاہ ہو جاویں اور مبادا پیغمبر پر کچھہ صدمہ پہنچاویں وہ غم کرنے لگا اُس اضطراب اور اضطرار کے حال میں بہی کہ بڑے بڑے شجاع اور جوانمرد گھبرا جاتے ہیں میرے پیغمبر کو کچھہ اِضطراب نہوا اور اپنے یار کو لا تحزن اِن اللہ معنا کہکر مطمئن کیا اور میں نے اپنے پیغمبر کے کہنے سے اُس یار پر تسلی نازل کی کہ اُسکا خوف اور اِضطراب جو پیغمبر پر صدمہ پہنچنے کے خیال سے تہا جاتا رہا فانزل اللہ سکینتہ علیہ اور بعد گذر جانے اُس مُصیبت کے وقت کے جب بدر کی لڑائی ہوئی تب میں نے ایسے لشکر سے مدد کی کہ جسکو تم دیکھہ نہیں سکتے تہے وایدہ بجنود لم تروہا آخر کار کفار کی بات کو پست کرکے اپنی ذات کو بلند کیا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلیا *

تمام مفسرین کیا شیعہ اور کیا سنی اِسپر متفق ہیں کہ (اذ اخرجہ الذین کفروا) میں جس زمانہ کا ذکر ہی اُس سے ہجرت کا وقت مراد ہی اور (اذ یقول لصاحبہ) میں جو لفظ صاحب کا مذکور ہی اُس سے حضرت ابوبکر صدیق مراد ہیں اور اِسکے بہی سب قائل ہیں کہ ہجرت کا وقت بڑا نازک اور نہایت مصیبت اور تنہائی اور رنج کا تہا جو اُس وقت صدق دل سے شریک ہوا اُسکا رتبہ بہی سب سے بڑا ہی اور اِس سے بہی کسی کو اِنکار نہیں ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق اُسوقت سے کہ جب سے پیغمبر صاحب اپنے گہر سے برآمد ہوئے اور جب تک غار میں رہے اور جب تک مدینہ میں پہنچے برابر ہمراہ رہے لیکن باہم ہمارے اور شیعوں کے یہہ اِختلاف ہی کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق کی رفاقت کو اُنکے اخلاص اور نیک نیتی پر محمول کرکے اُنکو افضل مہاجرین جانتے ہیں اور حضرات شیعہ اُنکے ہمراہی کو بد نیتی پر (و نعوذ باللہ من ذلک) محمول کرکے اُنکو منافقین میں سے سمجہتے ہیں اِسلیئے ہم اِسی آیت سے حضرت صدیق اکبر کی فضائل ثابت کرتے ہیں اور حضرات شیعہ کے شبہات بیان کرکے اُسکا رد کرتے ہیں *

تو نے اُنکو ایسا چھپایا کہ کہیں اُنکا سایہ بھی نہ دکھلائی دیا ہزاروں عرضیاں بھیجیں ایک کا بھی اِمام نے جواب نہ دیا صدہا درخواستیں خضر و اِلیاس کے ذریعہ سے براہ دریا اِرسال کیں کسی پر کچھہ حکم نہ آیا ترے ترے مجتہدوں سے پوچھا اُنہوں نے بھی فرمایا کہ ابھی اِنتظار میں رہو اور خروج اور ظہور کی دعا کیا کرو ہنوز وقت نہیں آیا لیکن ہمنے بہت اِنتظار کیا مگر ہمارے جیتے جی ظہور کس' کا خروج کیسا کچھہ خبر تک اِمام کی نہ آئی

شام تک تو آمد جانان کا کھینچا اِنتظار　　وہ نہ آیا وعدہ اپنا یہاں سرابسر ہو گیا

ہند سے اِمام کی غیبت سرا تک ہمنے ہجرت کی لیکن دیکھنا کسکا ملنا کیسا صورت تو اِمام کی نظر ہی نہ پڑی پس بغیر اِمام کے ہم کیا کرتے اور کیونکر راہ حق پر چلتے ہاں اِمام کے دیکھنے والوں نے جو کچھہ ہم سے کہدیا اُسپر ہم اِیمان لے آئے اور اُسیکو حق جانتے رہے اور کبھی اُس سے نہیں پھرے پس اگر خدا یہہ جواب سنکر فرماوے کہ ای کمبختو جب کہ میں اپنے کلام کا حافظ تھا اور خود کہہ چکا تھا کہ (نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون) تو کسکی مجال تھی کہ وہ تحریف کرتا اور کون تھا کہ اُسکو بدل دیتا کسنے تم سے کہا کہ میری کتاب میں تحریف ہوئی تھی تب تم شاید یہی جواب دوگے کہ ہمنے زرارہ سے سنا تھا ہم سے شیطان الطاق نے کہدیا تھا تب اُس وقت اگر خدا یہہ فرماوے کہ ای بدبختو میں سچا تھا یا زرارہ میرا رسول صادق تھا یا شیطان الطاق تو معلوم نہیں کہ کیا جواب دوگے ہمارے نزدیک تو سواے اِقرار جرم کے اور کچھہ جواب نہ دے سکوگے اور اُس وقت سواے اِسکے کہ (فاعترفوا بذنبهم فسحقاً لاصحاب السعیر) اور کچھہ حکم نہوگا *

ساتویں آیت

یا ایها الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل الله اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوة الدنیا من الاخرة فما متاع الحیوة الدنیا فی الاخرة الا قلیل * الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما و یستبدل قوما غیرکم ولا تضروه شیئا والله علی کل شئ قدیر * الا تنصروه فقد نصره الله اذا اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه وایده بجنود لم تروها و جعل کلمة الذین کفروا السفلی و کلمة الله هی العلیا والله عزیز حکیم *

جو آیتیں ابتک ہمنے لکھیں اُنسے عام مہاجرین اور انصار کی فضیلتیں ثابت ہوئیں اب ہم اِس آیہ کو لکھہ کر خاص حضرت صدیق اکبر رضی الله تعالیٰ عنه کی فضیلت ثابت کرتے ہیں *

جاننا چاہیئے کہ جب پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ میں قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگوں پر نہایت گراں گذرا اِس لیئے کہ گرمی کے دن تھے سفر دور دراز تھا خرموں کے پکنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا تب الله جلشانه نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتوں کو نازل کیا اور کئی طرح سے لوگوں کو سمجھایا چنانچہ اول آیت میں فرمایا ہی کہ یا ایها الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل الله اثاقلتم الی الارض کہ ای مؤمنین † تمہیں کیا ہو گیا ہی کہ جب تم سے جہاد کے لیئے کہا جاوے تب تم

† یہہ خطاب اُنہیں بعض سے ہی جو کہ جہادپر جانیسے تساہل کرتے تھے نہ کل مہاجرین اور انصار سے اور خطاب کل سے کرنا اور بعض مراد ہونا کلام عرب میں جاری ہی ورنہ حضرت علی اور بنی ہاشم بھی اِس خطاب میں شامل ہو جاوینگے (منه عفا عنه)

جلشانہ نے فرمایا هی کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون کہ خدا اُنهیں لوگوں کے ساتھہ هوتا هی جو کہ متقي اور نیک هوتے هیں (نویں) اللہ جلشانہ نے اپني تسلي ابوبکر صدیق پر نازل کي اور خدا اپني تسلي نازل نهیں کرتا مگر اُنهیں لوگوں پر جو کہ ایمان میں پکے اور اِسلام میں مضبوط هوتے هیں اور جن پر خدا اپنا فضل کرتا هی اور تسلي نازل کرنے کا ثبوت (فانزل السکینۃ علیہ) سے هوتا هی (دسویں) اِن آیتوں پر غور کرنے سے بڑي فضیلت صدیق اکبر کي ثابت هوتي هی اِسلیئے کہ یهہ آیتیں صرف واسطے ترغیب اور تهدید اُن لوگوں کے نازل هوئي هیں جو کہ جهاد پرجانے سے سستي کرتے تهے اور اِن آیتوں میں خدا نے اُن سستي کرنیوالوں کو سمجهایا اور ڈرایا اور اپني بے نیازي کو ظاهر کیا چنانچہ اول دنیا کي حقارت کرکے اُنکو سمجهایا پهر اُنکو عذاب نازل کرنے سے اور اُنکے بدلے دوسرے قوم کو پیدا کرنے سے ڈرایا آخر کار اپني بے نیازي اور اپنے رسول کي بے پروائي کو بیان فرمایا اور پهر اُس بے نیازي اور بے پروائي کے بیان میں صدیق اکبر کي تمثیل دي اور اُنکي رفاقت اور محبت کا تذکرہ کیا پس اِسي سے ابوبکر صدیق کي صدیقیت اور اُنکي صاحبیت کے مرتبہ کو قیاس کرنا چاهیئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے نزدیک اُنکي نصرت و یاري کي کیسي کچهہ وقعت تهي کہ منجملہ اور امور ترغیب و تهدید کے اُنکي نصرت و رفاقت کو بهي بیان کیا غرضکہ فضائل ابوبکر صدیق کي جو اِن آیتوں سے ثابت هوتي هیں اجمالاً هم بیان کر چکے اب اُن شبهات کو جو حضرات شیعہ کرتے هیں بیان کرکے اُسکا رد کرتے هیں اور چونکہ شبهات اُنکے ایسے پوچ اور رکیک هیں کہ اُنکي تردید کرنا ایسا هی جیسا کہ روز روشن میں آفتاب کے طلوع سے اِنکار کرنیوالے کے مقابلہ میں دلائل اور براهین بیان کرنا لیکن بہ مجبوري موافق قول خاتم المحدثین کے (چون بناء کلام بر اصول گروهي نهادہ است ناچار زمام اختیار بدست ایها دادہ هر جا کہ کشیدہ برند مبرود و بهر رنگ کہ رنگین کنند میشود) مگر منصف مزاجوں سے اُمید هی کہ اُن اِعتراضات کو ذرا اِنصاف سے دیکهیں اور علما و مجتهدین امامیہ کے تعصب اور عناد پر خیال کریں کہ عداوت نے اُن کے دلوں پر کیسا پردہ اور دشمني نے اُنکي عقلوں پر کیسا حجاب ڈال دیا هی کہ ایسي نص صریح سے اِنکار کرتے هیں اور افضل الصحابہ کي فضیلت کے اِنکار کے لیئے کیسي پوچ تاویلیں بیان کرتے هیں وها انا اشرع في بیان هفواتهم *

بیان شیعان عبداللہ اِبن سبا کے اِعتراض کا اِس آیت پر

هم اِعتراضات کو اُسي ترتیب سے بیان کرتے هیں جس ترتیب سے هم نے فضیلتیں بیان کیں هیں تاکہ دیکهنیوالوں کو هر فضیلت کے مقابلہ میں اِعتراضات اور شبهات شیعوں کے معلوم هو جاویں *

پهلا اِعتراض پهلي فضیلت پر

جو کہ هم نے پهلي فضیلت میں بیان کیا هی کہ اللہ جلشانہ کے حکم سے پیغمبر خدا نے صدیق اکبر کو اپنے همراہ لیا اُس کو امامیہ اِس طرح پر رد کرتے هیں کہ نہ خدا نے پیغمبر خدا کو ابوبکر

بیان صدیق اکبر رضي الله تعالی عنه کے فضایل کا جو اِس آیت سے ثابت هوتي هیں

اِس آیت سے بہت سي فضیلتیں حضرت ابوبکر صدیق کي ثابت هوتي هیں (اول) یهه که جب پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم کے قتل پر کفار مکه نے اِتفاق کیا اور الله جلشانه نے اُنکے اِرادہ سے حضرت کو آگاہ فرمایا اور اِجازت هجرت کي دي تب پیغمبر خدا نے بحکم الهي حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے همراہ لیا پس اگر خداے جلشانه کے نزدیک ابوبکر صدیق اِیمان میں سچے اور اِسلام میں پکے نهوتے اور پیغمبر صاحب پر جان و دل سے عاشق نهوتے تو هرگز وہ ایسے وقت میں اُنکو ساتهه لینے کي اِجازت نه دیتا اور خود پیغمبر صاحب کو اگر اُنکي محبت اور عشق پر یقین کامل نهوتا تو کبهي ابوبکر صدیق کو اِس سفر میں اپنے همراہ نه لیتے (دوسري) اگر ابوبکر صدیق اپنے جان و مال کو حضرت پر نثار کرنے سے راضي نهوتے تو وہ ایسي مصیبت کے وقت میں خود شریک نهوتے اور اپنے آپ کو معرض هلاکت میں نه ڈالتے بلکه حیله حواله کرکے اپنے آپ کو ایسي مُصیبت کے وقت میں شریک هونے سے بچا لیتے (تیسري) گهر میں سے نکلنے کے وقت سے مدینه منورہ میں پہنچنے تک جو باتیں صدیق اکبر نے کیں اور جس طرح پر پیغمبر خدا کي حفاظت کي اور جس طور پر حق رفاقت کا ادا کیا اُن سب باتوں سے ظاهر هوتا هی که ابوبکر صدیق کو پیغمبر خدا کے ساتهه عشق کا مرتبه تها اور پیغمبر صاحب کے بچانے کے لیئے اپني جان اور آبرو کا کچهه خیال نه تها (چوتهي) جتنے اور اصحاب پیغمبر خدا صلي الله علیه وسلم کے تهے اُن میں سے کوئي اِس رتبه کا نه تها که جس کو پیغمبر خدا اپنے همراہ لیتے اور جس کو اپنا یار غار بناتے سواے ابوبکر صدیق کے که اُنهیں کو ایسے وقت میں اپنا رفیق بنایا اِس سے ابوبکر صدیق کے افضلیت اور اصحابوں پر ثابت هوتي هی (پانچویں) الله جلشانه کو یهه خدمت صدیق اکبر کي ایسي پسند آئي که اُنکي صدیقیت اور رفاقت کو اور لوگوں کي تحریص اور ترغیب کے واسطے اِس آیت میں بیان کیا تاکه اُسکو سنکر لوگوں کو غیرت آوے اور پیغمبر صاحب کی رفاقت پر مستعد هوجاویں پس اگر ابوبکر صدیق کي صدیقیت خدا کے نزدیک مقبول نهوتي اور اُنکي خدمت اور رفاقت اعلي درجه کي نهوتي تو اُنکي مثال کیوں دي جاتي اور اُنکي یاري اور مددگاري اوروں کے دل بڑهانے کے لیئے کس لیئے بیان کي جاتی (چهٹویں) الله جلشانه نے (ثاني اثنین) کا لفظ فرما کر ظاهر کیا که بعد پیغمبر خدا کے دوسرا شخص اداے مناصب دیني کے واسطے ابوبکر هی (ساتویں) الله جلشانه نے (صاحبه) کا لفظ ابوبکر صدیق کي نسبت فرما کر اُنکے صحابیت کو ثابت کیا که یهه رتبه کسي دوسرے کو نصیب نهیں هوا اِس لیئے ابوبکر صدیق کي صحابیت کا اِنکار درحقیقت نص قراني کا اِنکار هی (آٹهویں) اِس آیت میں الفاظ لاتحزن ان‌الله معنا سے ثابت هوتا هی که پیغمبر خدا صلي‌الله علیه و سلم نے ابوبکر صدیق کو تسلي دي اور خدا کي حفاظت اور نصرت میں اُنکو اپنا ساتهي فرمایا جس سے معلوم هوتا هی که الله جسطرح پر حافظ اور ناصر اپنے پیغمبر کا تها اُسیطرح پر اپنے پیغمبر کے یارغار کا حامي و مددگار تها اور جب که اِس آیت سے یهه ثابت هوا که الله ابوبکر کے ساتهه تها تو اِسي سے ابوبکر کا متقي اور محسن هونا ثابت هوا اِسلیئے که دوسري آیت میں الله

تو حضرت کو ابوبکر کا همراه لے جانا منظور تها یا نہیں اگر منظور نه تها تو راز فاش کرنے سے کیا حاصل تها اور ایسی پوشیده بات کو دشمن پر ظاهر کرنے سے سواے اندیشه ضرر کے کیا فائده تها اور اگر ساتهه لے جانا منظور تها تو پهر اعتراض بهي باطل هوا *

(تیسري) اگر فرض بهي کیا جاوے که ابوبکر صدیق به نیت قتل پیغمبر خدا کے راه روک کر کهڑے هو گئے اور اپني بدنیتي میں ایسے مضبوط تهے که حضرت جبرئیل اُنکي نیت سے خوف کرکے فوراً هي سدره سے اُترے اور پیغمبر صاحب سے کهنے لگے که اگر این را میگذاري و همراه نه گیري کفار را از عقب تو گرفته بیاید و ترا به قتل رساند لیکن یهه بات معلوم نهیں هوتي که اُس وقت ابوبکر تنها تهے یا اوٗر کوئي کافر بهي اُنکے ساتهه تها اور هتهیار بند تهے یا خالي هاتهه اگر یهه کها جاوے که اوٗر کافر بهي موجود تهے تو کوئي شیعه بهي اِس کا قایل نهیں اور اگر کوئي اوٗر کافر همراه ابوبکر کے نه تها تو تعجب آتا هي که ابوبکر باوجود جاننے شجاعت اور قوت پیغمبر صاحب کے تنها حضرت کي گرفتاري اور قتل کو بغیر هتهیار کے چل دئیے اور دو چار رفیقوں کو بهي اپنے همراه نه لیا اور اگر یهه کها جاوے که وه فقط خبر لینے کے لیئے کهڑے هو گئے تهے چنانچه جبرئیل علیه‌السلام کي اِس اِرشاد سے که (کفار را از عقب تو گرفته بیاید) ثابت هوتا هي تو یهه امر معلوم نهیں هوتا که کفار اُس جگهه سے جهاں حضرت صلي‌الله علیه و سلم ابوبکر کو ملے ایسے نزدیک تهے که آواز پهنچ سکتي تهي یا اِتني دور تهے که اُنکے بلانے کے لیئے جانا پڑتا اگر نزدیک تهے تو تعجب هی که ابوبکر نے اُن کو آواز دے کر کیوں نه بلا لیا اور چپ چاپ کیوں کهڑے رهے اور اگر دور تهے تو معلوم نهیں که کیوں پیغمبر خدا کو دیکهتے هي ابوجهل وغیره سے خبر کرنے کو نه دوڑے کس امر کي اِنتظار میں کهڑے رهے اور تعجب تو اِس امر پر هی که جبرئیل علیه‌السلام نے یهه صلاح تو پیغمبر صاحب کو دي که اِس دشمن کو اپنے ساتهه لے لو اور یهه مشوره نه دیا که ذرا ٹهہرو جب یهه تمهارے دشمنوں کو خبر کرنے اور بلانے کو جاوے تب چل دینا اور جب تک وه لوٹے تب تک جاے مقصود پر پهنچ جانا خدا جانے جبرئیل کي عقل کو معاذ الله کیا هو گیا تها که ایسے اضطرار کے وقت میں پیغمبر صاحب کو ایسے دشمن کے همراه لینے کي صلاح تو دي اور جو حکمت اُس سے بچنے کي تهي وه نه بتلائي *

(چوتهي) تعجب هی که جب ابوبکر کو پیغمبر صاحب کا گرفتار کرانا هي منظور تها تو وه پیغمبر صاحب کے ساتهه کیوں چل دیئے اور کیوں غار میں جاکر حضرت کے ساتهه چپ چاپ بیٹهه رهے اور کس لیئے کوئي تدبیر گرفتار کرانے کي نه کي اهل اِنصاف غور کریں که جس طرح پر اُس وقت ابوبکر صدیق نے حضرت کو راه میں پایا تها اور اُن کا قصد قتل کا تها اگر اُس طرح پر ابوجهل یا اوٗر کوئي کافر قریشي حضرت کو دیکهه لیتا تو وه کیا کرتا اور حضرت اُس سے کیا کرتے اگر کسي کي ذهن میں یهه بات آوے که وه حضرت کو چهوڑ دیتا یا حضرت اُس کو اپنے همراه لے لیتے تو هم ابوبکر کي نسبت بهي شیعوں کے خیال کو درست کهه سکتے هیں هم نهایت تعجب کرتے هیں که شیعوں کي عقل پر کیسا پرده پڑ گیا هی که اِتنا نهیں سمجهتے که هجرت کا وقت وه تها که تمام کفار مکه کے پیغمبر صاحب کے قتل کے درپے تهے اور در دولت پر مجمع کرکے اپنے اِراده کے پورا کرنے کے لیئے پهنچ گئے تهے اور کسیکو خبر تک نه تهي که پیغمبر صاحب اِس گهر سے نکل گئے هیں بلکه

کے همراه لینے کي اِجازت دي نه پیغمبر صاحب نے اپني خوشي سے اُن کو اپنے ساتھه لیا بلکه بلا مرضي اور بغیر اِجازت حضرت کے ابوبکر همراه هو گئے چنانچه اِس باب میں جو کچهه علماء شیعه نے لکها هی اُس کو هم بیان کرتے هیں تیرے مجتهد صاحب یعني شیعوں کے قبله و کعبه ذوالفقار میں لکهتے هیں که احتجاج باین آیت موقوف است که به ثبوت رسد که هجرت ابوبکر باجازت حضرت نبوي واقع شده و شیعه اِین را قبول نه دارند اور قاضي نور الله شوستری نے مجالس المومنین میں اور اپنے اور رسالوں میں بهی یهی لکها هی کما ذکره فی منتهی الکلام که قاضي نور الله شوستری در مجالس المومنین و بعضے از رسائل دیگر ذکر می کنند که ابوبکر از منافقین بود و برخلاف امر اقدس نبوی در ابتداء راه اسناد و حضرت صلی الله علیه و سلم بعد زجرشدید او را همراه گرفت تا کفار را دلالت نه کند اور ایک رساله میں جو منسوب به حسنیه هی ایک تیرے میر صاحب اِس طرح پر لکهتے هیں که چون پاره راه برفت دید که شخصے در برابر آنحضرت می آید حضرت توقف نمود چون نزدیک رسید بشناخت که ابوبکر است فرمود که ای ابوبکر نه من امر خدا بشما رساندم و گفتم که از خانه خود ها برون میائید تو چرا مخالفت امر الهي کردی گفت یا رسول الله دلم از بهر تو خائف بود و هراسان بودم نخواستم که در خانه قرار گیرم پیغمبر صلی الله علیه و سلم متحیر ماند بواسطه آنکه حکم الهي نه بود که کسے در همراهي خود برد در ساعت حضرت جبرئیل باز رسید و گفت یا رسول الله بخدا سوگند که اگر او را مي گذارے و همراه نه گیرے کفار را گرفته از عقب تو بیاید و ترا بقتل رساند پیغمبر صلي الله علیه و اله و سلم آنوقت بالضرورت او را با خود برد و در غار داخل شد غرض که اِس اِعتراض سے ثابت هوا که ابوبکر صدیق به قصد گرفتار کرانے پیغمبر صاحب کے گهر سے نکلے اور راه روک کر کهڑے هو گئے اور باوجودیکه حضرت نے گهر میں سے نکلنے کو منع کر دیا تها وه عدول حکمي کر کے نه اِراده ایذا رساني پیغمبر صاحب کے سد راه هوئے آخر کار پیغمبر صاحب مجبور هوئے اور به صلاح جبرئیل علیه‌السلام کے اُن کو اپنے ساتهه لے لیا اگر همراه نه لیتے تو ضرور ابوبکر کفار کو لے آتے اور پیغمبر کو گرفتار کراتے *

اگرچه اهل اِنصاف غور کر سکتے هیں توبه توبه ایسي بدیهي امر میں غور کي کیا حاجت هی ویسے هي سمجهه سکتے هیں که یهه اعتراض بالکل پوچ اور واهي هی اور اُسکي رکاکت اُس کے الفاظ و معاني سے ظاهر هی لیکن هم چند باتیں اِس اِعتراض کے بطلان پر لکهتے هیں اور سفاهت اِس دعوي کي که ابوبکر صدیق به قصد گرفتاری و ایذاء پیغمبر صاحب کے نکلے تهے ثابت کرتے هیں *

(اول) سوچنا چاهیئے که ابوبکر صدیق اُس وقت پیغمبر صاحب کے دوست تهے یا دشمن اگر دوست تهے تو قصد گرفتاري اور نیت ایذادهي کي کیا معني اگر دشمن تهے تو جس طرح پر ابوجهل وغیره اور دشمن حضرت کے حضرت کي قتل کي نیت سے آپ کے گهر پر گئے تهے اُسي طرح پر ابوبکر اُن کے ساتهه کیوں نه گئے اُن سے علحده کیوں هوئے *

(دوسري) ابوبکر کو حال هجرت کا اور وقت دولتسرا سے برآمد هونے کا اور غار میں تشریف لے جانے کا پیغمبر صاحب نے بتلایا تها یا نهیں اگر نهیں بتلایا تو ٹهیک وقت پر عین اُسي راه پر جس طرف سے حضرت جاتے تهے ابوبکر کس طرح راه روک کے کهڑے هو گئے اگر پیغمبر صاحب نے پہلے سے بتلا دیا تها

بالیقین خداي تعالیٰ تجھہ کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے کریگا اور تجھہ کو میرے ساتھہ وہ نسبت ہوگي جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ھی * الخ

اِس روایت کو دیکھکر ہم نہیں جانتے کہ پھر کیونکر شیعوں کي زبان سے یہہ بات نکلیگي کہ بلا اِجازت پیغمبر خدا کے ابوبکر صدیق راہ روک کر کھڑے ہو گئے تھے اِس لیئے کہ خود امام حسن عسکري علیہ السلام تصدیق کرتے ھیں کہ پیغمبر خدا نے بحکم اور بوحيِ الٰہی ابوبکر کو اپنے ساتھہ لیا تھا اور جو کچھہ ابوبکر نے پیغمبر خدا سے کہا اور جو کچھہ حضرت نے اُن کي نسبت فرمایا اُس پر بھي غور کرنے سے معلوم ہوتا ھی کہ ابوبکر صدیق کو پیغمبر خدا سے کیسي محبت تھي اور پیغمبر خدا کو بھي اُن پر کیسي شفقت تھي کہ اُن کو اپني سمع و بصر اور جان اور دل سے تشبیہ دیتے تھے جاننا چاھیئے کہ اِس حدیث کو جب تفسیر امام حسن عسکري علیہ السلام سے نکال کر مولوي حیدر علي صاحب نے جواب میں سبحان علي خاں کے لکھا تھا تو خانصاحب کے ہوش و حواس جاتے رہے اور مضطر ہو گئے اور حقیقت میں ہوش و حواس جانیکا مقام تھا اِسلیئے کہ جب امام کے قول سے حضرت ابوبکر صدیق کا بوحیِ الٰہي حضرت کے ساتھہ ہجرت کرنا اور پیغمبر خدا کا ابوبکر صدیق کو سمع و بصر سے تشبیہ دینا ثابت ہوا تو پھر بطلان عقائد امامیہ میں کون سا شبہہ باقي رہا اور منشي سبحان علي خانصاحب نے اِس روایت کو دیکھکر جو خط مولوي نورالدین صاحب شہید ثالث کے نورالعین کے نام لکھا ھی اور جو رسالۃ المکاتیب في رونۃ الغرائب والعجائب مطبوعہ سنہ ۱۲۶۸ ہجری کے صفحہ ۱۸۹ میں بلفظہ نقل ھی قابل ملاحظہ کے ھی ہم بھي شائقین کے دیکھنے کے لیئے اُس عبارت کو بلفظہ نقل کرتے ھیں (وھوھذہ)

لکن اشکال همین است کہ ناصب احادیث طریقہ امامیہ را اِسقاط کردہ بالفعل پنج جزو از کتاب ابرام بصارت العین با چہ نام دارد فرستادہ دران حدیث مبسوط از تفسیر منسوب بہ حضرت امام حسن عسکري علیہ السلام قصہ ہجرت در مدح ابي بکر نقل کردہ پس اگر تالیفش و تالیف بندہ بدست کسے از متمذھبین بمذھبي غیر اِسلام افتد واحسرتاہ ووا اسفاہ یعنے معاذاللہ حکم بتعارضا و تساقطا کند مدبر عالم جلت قدرتہ زمان ظہور صاحب الامر والزمان زود برساند تا این اختلاف از میان بر خیزد غرضکہ منشي صاحب ہزار واحسرتاہ و واویلاہ مچاویں اور ہرچند امام صاحب الامر کے ظہور کي دعا کریں مگر امام حسن عسکري علیہ السلام کي تکذیب نہیں کر سکتے اور جو فضائل ابوبکر صدیق کي امام کے قول سے ثابت ہوئي اُسکو باطل نہیں کر سکتے *

اے بھائیو ذرا سوچو کہ جب امام صاحب یہہ فرماویں کہ بوحيِ الٰہي ابوبکر کو پیغمبر خدا نے اپنے ہمراہ لیا اور پھر ملا نوراللہ شوستري وغیرہ معاندین یہہ کہیں کہ ابوبکر راہ روک کر کھڑے ہو گئے تھے تو اب ہم امام کے قول کي تصدیق کریں یا ملا نوراللہ شوستري کي بات سنیں حقیقت تو یہہ ھی کہ ملا نوراللہ شوستري نے ظاہر میں تو دعوي محبت ائمہ کا کیا لیکن باطن میں اُن کو جھوٹھا بنایا اور تشیع کے پردہ میں اِیمان اور اِسلام کو داغ لگایا

دامن فشان گذشت و ادا را بہانہ ساخت　　خاکم بباد داد و صبا را بہانہ ساخت

اِس تفسیر کي روایت سے بھي اگر سیري نہ ہووے اور فارسی اُردو پڑھنیوالے کو اُس تفسیر کا ملنا

سب جانتے ہے کہ اپني جگہہ پر آرام کر رہے ہیں اُس وقت میں جو رفیق حضرت کا ہوا اُسکي نسبت دشمني کا گمان کرتے ہیں اگر وہ رفیق بحکم اور بہ مرضي پیغمبر کي رفاقت کے لیئے آمادہ نہوتا تو وہ اُس گروہ میں شامل ہوتا جو در دولت پر واسطے قتل کے گیا تھا یا بلا اِطلاع بلا خبر راہ روک کر کھڑا ہو جاتا *

جو کچھہ اب تک ہم نے لکھا یہہ بہ تسلیم روایات شیعہ کے لکھا اور اُس سے بھي صدیق کي صدیقیت کو ثابت کیا لیکن اب ہم اپنے دعوی کو عقلي دلایل سے قطع نظر کرکے نقلي دلایل سے ثابت کرتے ہیں اور خود حضرات امامیہ کے معتبر کتابوں سے اُن کے اِعتراض کو رد کرتے ہیں اور بوحي الہي اور بمرضي رسالت پناہي ابوبکر صدیق کا ساتھہ ہونا ثابت کرتے ہیں مفسر کاشاني کہ جو علماء اعلام شیعہ سے ہیں تفسیر خلاصۃالمنہج میں تحریر فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین را بر جاي خود خوابانید و خود از خانہ ابوبکر برفاقت او در ہمان شب بیرون آمدہ بآن غار متوجہ شد پس حضرات امامیہ اِس مفسر کی تفسیر کے لفظوں کو کہ (خود از خانہ ابوبکر برفاقت او در ہمان شب بیرون آمدہ) ملا نوراللہ شوستري کے اِس مضمون سے کہ (ابوبکر از منافقین بود و برخلاف امر مقدس نبوي در اثناء راہ بیستاد و حضرت صلي اللہ علیہ و الہ و سلم بعد زجر شدید او را ہمراہ گرفت) ملاویں اور خود ہي تصفیہ کریں کہ اِن میں کون سچا ہی اگر ایک روایت پر حضرات امامیہ کي خاطر جمع نہ ہو اور اُس کو قبول نہ کریں تو دوسری روایت سنیں اور کسي عالم اور مُجتہد کي بھي نہ سنیں بلکہ خاص امام کي و ہو ہذہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں سورہ بقر میں لکھا ہی ‡ کہ جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و الہ و سلم سے آکر کہا کہ اللہ جلشانہ آپکو سلام کہتا ہی اور یہہ فرماتا ہی کہ قریش خصوصاً ابوجہل نے آپ کے قتل کي تدبیر مصمم کي ہی اِس لیئے آپ کو چاہیئے کہ علي کو اپني جگہہ پر چھوڑیئے کہ وہ مثل اِسمٰعیل کے جان نثاري کریگا اور ابوبکر کو اپنا رفیق کیجیئے کہ اگر وہ موانست کرے اور اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت میں بلکہ اعلی علیین میں آپ کا رفیق ہوگا تب پیغمبر خدا نے حضرت علي سے یہہ حال کہا حضرت علي اپنے مارے جانے پر راضي ہوئے بعدہ حضرت صلي اللہ علیہ و الہ و سلم ابوبکر کي طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای ابوبکر تو راضي ہی کہ اِس سفر میں میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش جس طرح پر مجھے قتل کے لیئے تلاش کریں اِسي طرح تیرے قتل کے لیئے درپی ہوں اور یہہ بھي مشہور ہووے کہ تو نے مجھے اِس کام پر آمادہ کیا اور میري رفاقت کے سبب سے تجھہ پر طرح طرح کے عذاب پہنچیں ابوبکر نے عرض کي کہ یا رسول اللہ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر تیری محبت میں سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہوں اور قیامت تک اُن میں پڑا رہوں تو بھي میرے نزدیک اِس سے بہتر ہی کہ تجھہ کو چھوڑکر دنیا کي سلطنت قبول کروں میري جان میرا مال میرے اہل و عیال لڑکے بالے سب آپ پر قربان ہیں آپ کو چھوڑکر کہاں رہونگا

کف با دہر ر مبني کہ رسد تو نازنین را | بلب خیال بوسم ہمہ عمر آن زمین را

یہہ سنکر پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا کہ اگر تیري زبان موافق تیرے دل کے ہی تو

‡ اگر ہم اصل عبارت اُس تفسیر کي نہ لکھیں تو کبھي کسیکو یقین نہ ہووے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کي تفسیر میں جو موافق روایات شیعہ کے ہی ایسی روایت لکھي ہوگي اِسلیئے ہم بجنسہ اُسکي عبارت کو منتہی الکلام سے نقل کرتے ہیں ان اللہ تعالی اوحی الیہ یا محمد ان العلي الاعلی یقرأ علیک السلام و یقول لک ان اباجہل والملاء من قریش قد دبروا علیک قتلک الي ان قال وامرک ان تستصحب ابابکر فانہ ان آنسک وساعدک ووازرک و ثبت علی تعاہدک وتعاقدک کان في الجنۃ من رفقائک و في غرفاتہا من خلصائک الي ان قال قال رسول اللہ صلي اللہ علیہ والہ وسلم لابی بکر ارضیت ان تکون معي یا ابابکر تطلب کما اطلب و تعرف بانک انت الذی تحملني علي ما ادعیہ فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر یا رسول اللہ اما انا لو عشت عمر الدنیا اعذب جمیعہا اشد عذاب لا ینزل علی موت مریح ولا فرج و کان ذلک في محبتک لکان ذلک احب الي ان اتنعم فیہا و انا مالک لجمیع ممالیک ملوکہا في مخالفتک وہل انا و مالي وولدي الافداءک فقال رسول اللہ صلي اللہ علیہ والہ وسلم لا جرم ان اطلع اللہ علي قلبک و وجد ما فیہ موافقا لما جری علي لسانک جعلک مني بمنزلۃ السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن کعلی الذي ہو مني کذلک و علي فوق ذلک لزیادۃ فضائلہ و شرف خصالہ یا ابابکر ان من عاہد اللہ ثم لم ینکث ولم یغیر ولم یبدل ولم یحسد من قد ابانہ اللہ بالتفضیل فہو معنا في الرفیق الاعلی

بالکل غلط هی اِس لیئے که خود مورخیں اُن کے اقرار کرتے هیں که پیغمبر خدا نے سب اصحاب کو اول هي سے روانه کر دیا تھا اور صرف دو شخصوں کو رکھه لیا تھا یعنے حضرت علي کو که اُن کو اپني جگهه پر سولایا اور ابوبکر صدیق کو که اُن کو اپنے ساتھه لیا پس کون سا اصحاب باقي رہ گیا تھا جس کو پیغمبر خدا نے شب هجرت میں باهر نکلنے سے منع کیا هو اور جنکي نسبت یهه اِرشاد کیا هو (که نه من امر خدا به شما رساندم که از خانه خودها بیرون میائید تو چرا مخالفت امر الهي کردي) اور یهه امر که سب اصحاب پهلے هي هجرت کر گئے تھے اور صرف حضرت علي اور ابوبکر صدیق رہ گئے تھے باقرار مورخیں شیعه ثابت هی چنانچه حمله حیدریه میں لکھا هی که

حبیب خدا چون بدید آن ستم چنین داد فرمان ز لطف و کرم
که اصحاب هجرت به یثرب کنند نهان یکیک از چشم اعدا روند
نهادند یاران بفرمان قدم برفتند پنهان ند دنبال هم
بدینگونه رفتند یاران تمام علي ماند و بوبکر و خیرالانام

غرض که باقرار علماء شیعه ثابت هوا که پیغمبر خدا نے باجازت اور بحکم الهي ابوبکر کو همراه لیا اور ابوبکر نے حق رفاقت اچھي طرح پر ادا کیا *

دوسرا اِعتراض دوسري فضیلت پر

دوسري فضیلت میں همنے بیان کیا هی که اگر ابوبکر صدیق پیغمبر خدا پر عاشق نهوتے اور اپنے جان و مال کو حضرت پر نثار کرنے پر راضي نهوتے تو ایسي مصیبت کے سفر میں کبھي شریک نهوتے اسپر علماء شیعه یهه اِعتراض کرتے هیں که ابوبکر کي نیت هجرت میں اچھي نه تھي چنانچه مجتهد صاحب ذوالفقار میں لکھتے هیں که همچنیں نه اتفاق فریقین شرط ترتب ثواب بر هجرت صحت نیت ست الي قوله پس مادامیکه مارا علم به صحت نیت ابي بکر به ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیهٔ معین نمي شود و تا متیقن نشود احتجاج بدین آیه بر علو مرتبه او نمي تواند شد اور قاضي صاحب احقاق الحق میں فرماتے هیں که وقد ظهر من حزنه و بکائه مایکون من مثله فساد الحال في الاخفاء الي قوله فا فضلیته في الغار یفتخر بها لابي بکر لولا المکابرة واللداد یعني ابوبکر صدیق کي جزع اور بکاء سے ثابت هوا که اُنکا حال اچھا نه تھا اور نیت اُنکي درست نه تھي اِس اِعتراض کا جواب خود اِمام حسن عسکري علیه السلام کي تفسیر سے اُوپر مذکور هوچکا که جب پیغمبر خدا صلي الله علیه و اله و سلم نے پوچھا که ارضیت ان تکون معي یا ابا بکر تطلب کما اطلب الي قوله قال ابوبکر یا رسول الله اما انا لو عشت عمرالدنیا اعذب جمیعا اشد عذاب الخ ای ابوبکر تو میرے ساتھه جلنے سے اِس شرط پر راضي هی که تو عذاب اور تکلیف میں گرفتار هووے تو اُنهوں نے یهي جواب دیا که آپ کي رفاقت میں اگر قیامت تک مجھے عذاب هووے تو منظور هی لیکن دامن چھوڑنا منظور نهیں هی پس اِس جواب سے کیا ثابت هوتا هی نیک نیت هونا ابوبکر کا یا بدنیت هونا اور چونکه نیت کا حال افعال اور اعمال سے

دشوار هو تو ایسي کتاب کي روایت سنیں جو هر جگهه مل سکتي هی اور جسکا مولف بڑا غالي شیعي مشهور هی اُسیکو دیکهکر ذرا غیرت پکڑیں اور تعجب کریں که پیغمبر کے یار غار کے صدیقیت باوجود ایسے تعصب و عناد کے اُنهیں کے مجتهدین و علما کے اِقرار سے ثابت هوتي هی اور اُنکي بغض کے بیماري کي دوا اُنهیں کے نسخوں سے نکل آتي هی اِس پر بهي اگر دوا نه کریں اور اپنا هلاک هونا چاهیں تو اِختیار هی اب اُس روایت کو سننا چاهیئے جو حمله حیدریه میں مذکور هی

چنین گفت راوي که سالار دین
چو سالم بحفظ جهان آفرین

ز نزدیک آن قوم بر مکر رفت
بسوئي سرائي ابوبکر رفت

پئے هجرت او نیز آماده بود
که سابق رسولش خبرداده بود

نبي بر در خانه اش چون رسید
بگوشش نداي سفر در کشید

چو بوبکر زان حال آگاه شد
ز خانه برون رفت و همراه شد

گرفتند پس راه یثرب به پیش
نبي کند نعلین از پاي خویش

بسر پنجهٔ راه رفتن گرفت
پئے خود ز دشمن نهفتن گرفت

چو رفتند چندی بدامان دشت
قدوم فلک ساي مجروح گشت

ابوبکر انگه بدو شش گرفت
ولي زین حدیث است جاي شگفت

که در کس چنان قوت آمد پدید
که بار نبوت تواند کشید

برفتند القصه چندي دگر
چو گردید پیدا نشان سحر

بدیدند غاري دران تیره شب
که خواندي عرب غار ثورش لقب

گرفتند در جوف آن غار جاي
ولي پیش بنهاد بوبکر پاي

بهر جا که سوراخ یا رخنه دید
قبا را بدرید و آن رخنه چید

بدینگونه تا شد تمام آن قبا
یکے رخنه نگرفته ماند از قضا

بران رخنهٔ ماندہ آن یار غار
کف پاي خود را نمود استوار

نیامد جز او این شگرف از کسے
که دور از خرد مي نماید بسے

نیامد چنین کاري از غیر او
بدینسان چو پرداخت از رفت ورو

در آمد رسول خدا هم بغار
نشستند یکجا بهم هردو یار

اِس روایت سے ثابت هوتا هی که پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم خود ابوبکر صدیق کے گهر گئے اور اُن کو همراه لیا اور جو کچهه ابوبکر صدیق نے خدمتیں کیں یعنے پیغمبر خدا کو دوش پر چڑهانا اور غار میں اول جانا اور اُس کو صاف کرنا اور قبا کو چاک کرکے سوراخوں کا بند کرنا اور باقیمانده سوراخ کو اپنے کف پا سے مسدود کرنا وه عشق و محبت پر دلالت کرتے هیں نه که نفاق و عداوت پر اگر یهه خدمتیں جو ابوبکر صدیق نے شب هجرت میں کیں نفاق کے نشانیاں هیں تو معلوم نهیں که محبت اور عشق کي علامتیں کیا هیں *

یهه بات بهي لایق لکهنے کے هی که جو بعض شیعوں نے یهه دعوي کیا هی که پیغمبر خدا نے سب صحابه کو منع کیا تها که اپنے گهروں سے نه نکلنا اور ابوبکر نے خلاف حکم پیغمبر کےکیا وه

ثبوت میں امر چہارم کے

چو شد کار پرداخته آن چنان　　رسیدند کفار پیا پی بران
درآندم بکف پاي آن یار غار　　که بر روي سوراخ بود استوار
رسیدش ز دندان مارے گزند　　وزان درد افغان او شد بلند
پیغمبر باو گفت آهسته باش　　رسیدند اعدا مکن راز فاش
مخور غم مگردان صدا را بلند　　که از زخم افعي نیابي گزند

ثبوت میں امر پنجم کے

بغار اندرون تا سه روز و سه شب　　بسر برد آن شه بفرمان رب
شدي پور بوبکر هنگام شام　　به بردي دران غار آب و طعام
نمودي هم از حال اصحاب شر　　حبیب خداي جهان را خبر

ثبوت میں امر ششم کے

نبي گفت پس پور بوبکر را　　‡ که اي چون پدر اهل صدق و صفا
دو جمازه باید کنون راه وار　　که ما را رساند به یثرب دیار
برفت از برش پور بوبکر زود　　بدنبال کاري که فرموده بود
هم از اهل دین بد یکي جمله دار　　برو کرد راز نبي آشکار
ازو جمله دار این سخن چون شنود　　دو جمازه دردم مهیا نمود
تهي شد ازان قوم آن کوه و دشت　　رسول خدا عازم راه گشت
بصبح چهارم بر آمد ز غار　　دو جمازه آورده بد جمله دار
نشست از بر یک شتر شاه دین　　ابوبکر را کرد با خود قرین
بر آمد بران دیگري جمله دار　　بهمراه او گشت عامر سوار

پس نہایت تعجب کي بات هي که باوجودیکه مورخین شیعوں کے اِن خدمتوں کا اِقرار کرتے هیں اور پهر بهي ابوبکر صدیق کي صدیقیت کا اِقرار نہیں کرتے *

‡ حضرات شیعه کو اِس مصرعه پر غور کرنا چاهیئے که پیغمبر خدا نے ابوبکر صدیق کي صداقت اورصفائي کو کس صفائي سے بیان فرمایا هي (منه عفا عنه)

---

* ساتواں اِعتراض ساتویں فضیلت پر

همنے اُوپر بیان کیا هي که (لصاحبه) کے لفظ سے صاحبیت ابوبکر صدیق کي ثابت هوتي هي اور یہه رتبه کسي دوسرے کو نصیب نہیں هوا که خدا نے کسیکي صحابیت کو تخصیص کرکے بیان فرمایا هو اُسپر علماء شیعه چند طرح سے اِعتراض کرتے هیں (اول) اِس طرح پرکه لفظ صاحب سے مراد همراه کے هي اُس سے کوئي فضیلت ثابت نہیں هوتي بلکه الله جلشانه نے اپنے کلام میں کافر کو مومن کا صاحب بیان کیا هي چنانچه فرماتا هي فقال لصاحبه وهو یحاوره اکفرت بالذي خلقک من تراب اور

* چوتهي اور پانچوں اور چهٹهویں فضیلت کے اِعتراضوں کو هم اور فضیلتوں کے اِعتراضات کے ضمن میں بیان کرینگے

ظاهر هوتا هی اور حرکات جوارح سے دل کي کیفیت معلوم هوتي هی بس جو کام ابوبکر صدیق نے شب هجرت کو کیئے وه اُنکي نیک نیتي پر شاهد هیں یا اُنکي بدنیتي پر *

تیسرا اِعتراض تیسري فضیلت پر

تیسري فضیلت میں همنے بیان کیا هی که گهر سے نکلنے کے وقت سے مدینه میں پهنچنے تک جو باتیں صدیق اکبر نے کیں وه اُنکے عشق اور محبت پر ساتهه رسول خدا کے دلالت کرتي هیں حضرات شیعه اُس سے اِنکار کرتے هیں اور کهتے هیں که ابوبکر صدیق کي حرکتیں اُنکي نفاق اور عداوت پر دلالت کرتي هیں اِسلیئے هم اُنکي اُن خدمتوں کو جو شب هجرت اُنهوں نے کیں بیان کرتے هیں تا که معلوم هوجاوے که جو کام ابوبکر صدیق نے کیئے وه سواے عاشق صادق کے کسي دوسرے سے هو نهیں سکتي (اول) جب پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم کے ساتهه ابوبکر صدیق چلے تب راه میں اِدهر اُدهر نظر کرتے جاتے تهے حضرت نے پوچها که ای ابوبکر یهه کیا تیرا حال هی تب ابوبکر صدیق نے عرض کي که یا رسول الله میرا مطلب صرف آپکي حفاظت هی چنانچه صاحب منتهي‌الکلام ریاض‌النضره سے اِس کا خلاصه اِن لفظوں سے لکهتے هیں که چون صدیق همراه ان حضرت صلي‌الله علیه و اله و سلم بارشاد شریف متوجه غار شد گاهے پیش میرفت و گاهے در عقب و زماني بجانب راست توجه میکرد و ساعتے به طرف چپ قطع راه مي نمود حضرت پرسید که ای ابوبکر گاهے ترا چنین نه دیده بودم چه افتاد که در رفتن راه اختلاف میکني عرض کرد که مقصود من نگاهباني حضرت از شر دشمنان است مبادا که ازین جهات در رسند و حضرت را از راه تا غار بر دوش برد (دوسري) جب پیغمبر خدا کے پاے مبارک کے کسل پر ابوبکر صدیق کو اِطلاع هوئي تو بغیر اِسکے که حضرت نے کچهه کها هو ابوبکر صدیق نے حضرت کو اپنے دوش پر چڑهایا اور غار تک پهنچایا پس زهے نصیب ابوبکر کي که جنکے دوش پر شاه نبوت نے قدم رکها چنانچه اِس امر کو هم اُوپر حمله حیدریه سے ثابت کر آئے هیں (تیسري) جب غار کے کناره پر پهنچے تب اول ابوبکر صدیق غار میں گئے اور اُس کو صاف کیا اور سوراخوں کو بند کیا تب پیغمبر خدا کو بلایا اور اپنے زانو پر سولایا اِسکو بهي هم اُوپر ثابت کر آئے هیں اور † قاضي نورالله شوستري بهي ابوبکر صدیق کے اول غار میں جانے کو تصدیق کرتے هیں (چوتهي) ابوبکر صدیق کے اُس پاؤں میں جو بند کرنے کے لیئے سوراخ پر رکها تها سانپ نے کاٹا اور حضرت نے اُنکو تسلي دي (پانچویں) جب تک غار میں رهے تب تک ابوبکر صدیق کے گهر سے اُنکا لڑکا کهانا پهنچاتا رها اور پیغمبر صاحب کو کهلاتا رها (چهٹهویں) دو اُونٹنیاں پیغمبر خدا نے ابوبکر صدیق کے بیٹے سے منگائیں اور اُس نے حاضر کر دیں ایک پر آپ سوار هوئے اور اپنے ساتهه ابوبکر کو سوار کیا اور دوسرے پر عامر جو که شبان بیت‌الحرام تها اور شتربان سوار هوا چنانچه اِن سب باتوں کو جسطرح پر صاحب حمله حیدریه نے بیان کیا هی اُسکو هم لکهتے هیں *

† کما قال ان قوله تعالی ثاني اثنین بیان حال الرسول صلي الله علیه و اله و سلم باعتبار دخوله في الغار ثانیاً و دخول ابي بکر اولا کما نقل في التسیر (احقاق الحق).

کے اِس لیئے اِنکار کیا کہ اُن کو پیغمبر صاحب کي نبوت پر تصدیق قلبي کا مرتبہ نہ تھا تو اُن کے مکذب کے لیئے اُنھیں کے شہید ثالث کا اِقرار کافي هی یعني (ابوبکر بہ برکت خوابي کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود) (دویم) همنے مانا کہ اِیمان اور اِسلام میں فرق هی اور اِس روایت سے شہید ثالث کے اِسلام ابوبکر کا ثابت هوتا هی نہ اِیمان لیکن هم ابوبکر صدیق کا اِیمان بهي امیرالمومنین علي مرتضی کے اِقرار سے ثابت کرتے هیں اور مجتہد صاحب کے تار و پود کو درهم برهم کیلئے دیتے هیں مومنین کو چاهیئے کہ اُس کو ذرا دل سے سنیں اور اپنے بزرگوں کي بے خبري پر افسوس کریں کہ علامہ حلي نے شرح تجرید میں لکھا هی کہ قال علیہ السلام یوماً علي المنبر انا الصدیق الاکبر انا الفاروق الاعظم اسلمت قبل ان اسلم ابوبکر و آمنت قبل ان آمن کہ حضرت علي علیہ السلام نے ایک دن منبر پر یہہ فرمایا کہ میں هوں صدیق اکبر میں هوں فاروق اعظم اِسلام لایا قبل اِسلام ابوبکر کے اور اِیمان لایا قبل اِیمان لانے ابوبکر کے پس علامہ حلي نے حضرت علي کي زبان سے اِسلام بهي ابوبکر کا اور اِیمان بهي اُنکا ثابت کر دیا اگر نوراللہ شوستري کے قول سے مجتہد صاحب کا قول باطل نہ هوا تھا تو اب علي مرتضی کے قول سے اُنکا یہہ قول کہ خلیفہ اول از اِیمان بہرہ نداشت باطل هوگیا و الحمدللہ علي ذلک بلکہ اِس روایت سے یہہ بهي معلوم هوا کہ اِسلام اور اِیمان کو ابوبکر کي ایسي وقعت اور عزت اور شہرت تهي کہ حضرت علي نے فخریہ بیان کیا کہ میں اُنسے بهي پہلے اِیمان اور اِسلام لایا اگر موافق قول شیعوں کے ابوبکر صدیق اِیمان اور اِسلام میں کامل نہوتے یا معاذ اللہ منافق هوتے یا طمع دنیا سے اِیمان لائے هوتے تو حضرت علي اُنسے پیشتر اِیمان لانے پر افتخار کیوں کرتے (سویم) اِس روایت سے یہہ بهي ثابت هوا کہ ابوبکر صدیق کے اِسلام و اِیمان کي نسبت جو علماء اِمامیہ کا قول هی کہ وہ صرف ظاهر میں اِسلام لائے تھے اور کاهنوں کے کہنے سے بہ طمع خلافت مسلمان هو گئے تھے وہ بالکل غلط هی لیکن قاضي صاحب کے شہادت سے جس میں اُنھوں نے ابوبکر صدیق کو سابقین اولین میں بیان کیا اُن کے اگلے پچھلے جھوٹھے هو گئے اور یہہ کوئي خیال نہ کرے کہ قاضي صاحب کے اِس فقرہ نے فقط اپنے علما اور مجتہدین کے قولوں کو باطل کیا بلکہ اپنے حضرت صاحب الامر کے قول کو بهي رد کر دیا یعني شیعوں کے اِمام مهدي صاحب کا بهي یہي قول هی کہ ابوبکر صدیق دنیا کي طمع سے اِیمان لائے تھے اور یہودیوں سے پیغمبر صاحب کي پادشاهت اور غلبہ کا حال سنا کرتے تھے پس موافق اُنکے کہنے کے ظاهر میں کلمہ گو هو گئے تھے چنانچہ اِسکو ملا باقر مجلسي نے بحار الانوار سے رسالہ رجعتیہ میں بروایت † شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمي کے لکھا هی اسلام ابوبکر طوعاً بود اما براے طمع دنیا زیرا کہ ایشان باکثرہ یہود مخلوط بودند الي قولہ

چون حضرت دعوي رسالت فرمود ایشان از روي گفتہ یہود بہ ظاهر کلمتین گفتند و در باطن کافر بودند *

الغرض اِن روایتوں سے اِسلام اور اِیمان ابوبکر صدیق کا بخوبي ثابت هوا اور جب اِیمان اور اِسلام اُنکا بخوبي ثابت هوا تو (لصاحبہ) کے لفظ سے یہہ بهي بہ نص قرآن ثابت هوا کہ وہ پیغمبر کے صاحب تھے اور پیغمبر صاحب کے اصحابوں کے جو فضایل اور درجات هیں اور جنکو علماء امامیہ بهي تسلیم کرتے هیں اُنکي مصداق بهي ٹھہري پس باوجود اِسکے جو کوئي اُنکي صحابیت سے اِنکار کرے اور اُنکے فضایل کو نہ مانے وہ منکر نص قرآني هی *

† یہہ روایت بهي منجملہ اُن روایتوں کي هی جنسے اکثر کتابیں شیعوں کے بھرے هوئے هیں اور جن کي بیہودگي اور رکاکت پر هنسي آتي هی هم آیندہ جہاں حضرات شیخین کے اِیمان لانے کا تفصیلي حال لکھینگے انشاء اللہ تعالی اِس روایت کو پورا نقل کرکے مومنین کو خوش کرینگے (منہ عفا عنہ)

دوسري جگہہ فرمانا هی کہ حضرت یوسف نے اپنے رفیقوں سے جو قید میں تھے اور کافر تھے فرمایا (یا صاحبي السجن) پس اِس صاحب کے لفظ سے فضیلت بیکطرف اِسلام کا ثبوت بھي نہیں هوسکتا اور صحابیت اِصطلاحي کے لیئے اِیمان کا هونا ضرور هی کہ وہ ابوبکر صدیق کو حاصل هي نہ تھا پس وہ فضیلت جو اِس لفظ سے ظاهر هوتي هي نسبت اُنکے ثابت نہیں هو سکتي چنانچہ آیت اول کا جواب یہہ هی کہ بیشک آیۃ (قال لصاحبه وهو یحاوره) میں الله جلشانہ نے کافر کو صاحب مومن کا فرمایا مگر اُسیوقت اُسکي اهانت بھي بیان کردي اور اُسکا کفر ظاهر کردیا اور کہدیا کہ (اکفرت بالذي خلقک من تراب) اور یہاں جو صدیق اکبر کو صاحب بیان کیا تو اُسکے ساتھہ هي وہ کلمہ جو محبت اور تسلي پر دلالت کرتا هی بیان کردیا کہ پیغمبر کے طرف سے فرمایا کہ (لاتحزن ان الله معنا) کہ نہ غمگین هو خدا همارے ساتھہ هی پس دونوں میں کیا مناسبت هی اور دوسري آیت کا یہہ جواب هی کہ (صاحبي السجن) میں صاحب کا لفظ مضاف سجن کي طرف هی نہ حضرت یوسف کي طرف اور اِس آیۃ میں لفظ صاحب کا مضاف نبي کي طرف هی رہا اِیمان لانا ابوبکر صدیق کا وہ بروایات معتبرہ اِمامیہ کے ثابت هی چنانچہ مجالس المومنین میں قاضي نوراللہ شوستری نے لکھا هی کہ خالد بن سعید از سابقین اولین بودہ اِسلام او متقدم بر اِسلام ابوبکر بودہ بلکہ ابوبکر بہ برکت خوابے کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود بالجملہ سبب اِسلام خالد آن بود کہ در خواب دیدہ بود کہ بر کنار آتشے افروختہ ایستادہ است و پدر او میخواهد کہ او را در آتش اندازد کہ ناگاہ رسالت پناہ گریبان اورا گرفتہ بجانب خود کشید و با او گفت کہ بجانب من بیا تا بہ آتش نیفتی خالد ازین خواب هولناک بیدار شد و قسم یاد کرد کہ این خواب من صحیح است و آنگاہ متوجہ خدمت حضرت رسالت گردید در راہ ابوبکر با او ملاقات نمود و از حال او پرسید خالد صورت واقعہ را باو بیان نمود ابوبکر نیز با او موافقت کرد و بخدمت آن حضرت صلي الله علیه و سلم آمدند و بشرف اِسلام فائز گردیدند اِس روایت کے دیکھنے والے اِنصاف کرسکتے هیں کہ جو شخص اِسلام کي سچائي پر بالہام غیبي یقین لایا هو اور جسکو خدا نے رویاء صادقہ کے ذریعہ سے اِیمان پر راغب کیا هو اُسکي نسبت کس کي زبان سے نکل سکتا هی کہ وہ اِیمان سے بے بہرہ تھا براے خدا کوئي قاضي نوراللہ شوستري کے اِس فقرہ کو کہ (ابوبکر بہ برکت خوابے کہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود) مجتہد صاحب کے اِس فقرہ سے کہ (خلیفہ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت باتفاق من علماء الامامیہ) مطابق کرے اور اِنصاف سے نہ گذرے کہ اِن لوگوں کو دشمني اور عداوت نے کیسا اندھا کر دیا هی کہ ایسے صدیق کے اِیمان سے اِنکار کرتے هیں جسکو خدا نے بذریعہ رویاء صادقہ کے حقیقت اِسلام پر آگاہ کردیا هو اگر کوئي کہے کہ قاضي نوراللہ شوستري نے اِسلام کا اِقرار کیا هی اور مجتہد صاحب نے اِیمان سے اِنکار فرمایا هی اُس کا جواب هم چند طرح سے دیتے هیں (اول) یہہ کہ هم کو یہہ امر ثابت کرنا هی کہ ابوبکر صدیق نے پیغمبر صاحب کي نبوت کو دل سے سچ جانا اور حضرت کي دعوت کو دل سے قبول کیا اُس کا نام مجتہد صاحب اِسلام رکھیں یا اِیمان سو بفضلہ تعالی قاضي نور الله شوستري کے اِقرار سے ثابت هو گیا اور اگر مجتہد صاحب نے اِیمان اور اِسلام کے لفظوں میں اِس نظر سے فرق کیا هو کہ اِیمان سے مراد تصدیق بالجنان هی اور اِسلام سے فقط اِقرار باللسان اور اِیمان سے ابوبکر صدیق

نور الله شوستري کے تقریروں کو بعینه نقل نہیں کیا اور ان لفظوں سے اپنا غصه ظاہر کیا ہی که
ناصبي را مي بایست که این عبارت جناب قاضي را نقل میکرد و بران آنچه مي توانست وارد میکرد
تراشیدن تقریرے از طرف خود و نسبت دادن به طرف شیعیان و بعد ازان بجواب آن مشغول شدن
از اعظم مکاید ابن ناصبي ست اب هم اُن تقریروں کا خلاصه تو لکهه چکے اصل عبارت کو بهي لکہتے هیں‡
اور نہایت ادب سے خدمت میں حضرات شیعه کے عرض کرتے هیں که وے ذرا انصاف فرماویں که یہه
تقریریں ایسي هیں که اُن پر کوئي ناز کرے یا ایسي هیں که اُن سے شرماوے همارے نزدیک اگر کسي
دانشمند با صاحب حیا و شرم کي طرف ایسي تقریروں کو کوئي منسوب کرے تو ضرور وہ اُس
نسبت کو اپنا عار و ننگ سمجهیگا اور ایسي پوچ اور بیہوده باتوں کي انتساب سے شرماویگا معلوم نہیں
که قاضي صاحب اور ملا صاحب نے اِن تقریروں میں کون سے مضامین حکیمانه درج کیے هیں اور
کیسے جواهر بیش بها اُن میں رکهے هیں جنپر اُن کو اور اُن کے مقلدین کو اِس قدر ناز و افتخار هی
هم تو اُن میں ایک بات بهي ایسي نہیں پاتے جو بیہودگي سے خالي هو اور ایک لفظ بهي ایسا نہیں دیکهتے
جو سفاهت اور رکاکت سے محفوظ هو

زپاي تا بسرش هر کجا که مي نگرم کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجاست

همارے نزدیک تو شاه صاحب قدس الله سره نے بڑا احسان قاضي صاحب اور ملا صاحب پر کیا تها که
اُن کے تقریروں کو بلفظه نقل نه کیا اور فضیحت اور رسوائي سے اُنکو بچایا لیکن چونکه حضرات امامیه کو
اُن کي تشهیر هي منظور هی اِسلیئے اب هم نے به مجبوري اُن کو نقل کر دیا اگرچه هم کو ایسے بیہوده
تقریروں کے جواب میں لکهنا اوقات کا ضایع کرنا هی مگر تنبیهاً للسفهاء کچهه لکهتے هیں پهلے
اعتراض کے که حزن ابوبکر کا طاعت تها یا معصیت اگر طاعت تها تو پیغمبر صاحب نے کیوں منع کیا
اگر معصیت تها تو ابوبکر کا گنهگار هونا خدا کي کتاب سے ثابت هوا جواب الزامي یہه هی که الله جلشانه
نے جو خطاب حضرت موسیٰ سے کیا هی که لاتخف انک انت الاعلي اور حضرت لوط سے فرمایا هی که
لاتحزن انا منجوک واهلک اور پیغمبر خدا سے فرمایا هی که لا یحزنک قولهم اِس سے ظاهر هوتا هی که
حضرت موسیٰ اور حضرت لوط کو خوف تها اور پیغمبر خدا کو کافروں کے باتوں سے رنج هوتا تها خدا
نے اُنکے اطمینان اور تسلي کے لیئے لاتخف و لاتحزن فرمایا پس هم شیعیان پاک سے پوچهتے هیں که اُن
پیغمبروں کا خوف طاعت تها یا معصیت اگر طاعت تها تو خدا کا طاعت سے منع کرنا ثابت هوتا هی
اگر معصیت تها تو انبیاء معصومین کا گنهگار هونا ثابت هوتا هی پس جو کچهه وه اِسکا جواب دینگے
وهي هماري طرف سے سمجهیں اِسکے جواب میں قاضي نورالله شوستري نے مجالس المؤمنین میں
ضمن حکایات مفیده شیخ مفید کے بجواب تقریر ابوالحسن خیاط رئیس معتزله کے لکها هی یه که انبیا کي
عصمت به دلیل عقلي ثابت هی اِسلیئے جو نهي اُنکي نسبت هی اُس سے ظاهري معني مراد
نہیں هو سکتے اور ابوبکر کي عصمت ثابت نہیں اِسلیئے جو نهي اُنکي شان میں هی اُسکي ظاهري
معني مراد هیں وهذه عبارته مضمون آن آیات نهي است لیکن انبیا را از ارتکاب قبیحي که فاعل آن
مستحق ذم میشود بواسطه دلیل عقلي که بر عصمت انبیا و اجتناب ایشان از گناهان قایم گشته اوست موجب

‡ و هو هذه
وکیف یتوهم حصول منقبة في حضور الغار و قد ظهر في الغار خطاء ذلک لانه لما دخل في الحرز الحریز و المکان المصئون بحیث دامن الله تعالیٰ علي نبیه مع ما یظهر له من الآیات من تعشیش الطائر و نسج العنکبوت علي انه لم یظن السلامة و لا صدق بالآیة و اظهر الحزن و المخافة حتی غلبه بکاءه و تزائد قلقه و انزعاجه و بلي النبي في تلک الحال الي مداراته و رفع الی مداراته و نهاه عن الحزن و زجره و نهي النبي لایتوجه في الحقیقة الا الي الزجر عن القبیح و لا یعدل الی صرفه الي المجاز بغیر دلیل لاسیما و قد ظهر من جزعه و بکاءه ما یکون من مثله فساد الحال في الاخفاء فهو انما نهي عن استدام دفع منه و لو سکن نفسه الی ما وعد الله تعالیٰ نبیه و صدقه فیما اخبره من نجاته لم یحزن حیث ان یکون امنه و لا انزعج قلبه في الموضع الذي یقضي سکونه و طمانیته في الغار بتحریمها لابي بکر لولا المکابرة و اللداد هذا انتهي

آٹھواں اِعتراض آٹھویں فضیلت پر

ہم نے اُوپر بیان کیا ہی کہ (لاتحزن ان اللہ معنا) سے ثابت ہوتا ہی کہ جب ابوبکر صدیق نے کفار کو در غار پر آ پہنچا ہوا دیکھا تو وہ بخیال اِس کے کہ حضرت کو صدمہ نہ پہنچے اندوہگین ہوئے تب حضرت نے فرمایا کہ (لاتحزن ان اللہ معنا) کہ کچھہ غم نہ کر خدا ہمارے ساتھہ ہی اور (معنا) جس میں ضمیر جمع متکلم کي ہی اِس لیئے فرمایا کہ اُس معیت میں خدا کے ابوبکر بھي شریک ہوویں پس پیغمبر صاحب نے ابوبکر کو بھي اُس معیت میں اپنے شامل کر لیا اِس پر چند طرح سے امامیہ اِعتراض کرتے ہیں (اول) اِس طرح پر کہتے ہیں کہ حزن ابوبکر کا طاعت تھا یا معصیت اگر طاعت تھا تو پیغمبر خدا کا طاعت سے منع کرنا ثابت ہوتا ہی اور اگر معصیت تھا تو عصیان ابوبکر ثابت ہوا (دوسرے) ابوبکر کو خدا اور اُس کے رسول کے قول پر یقین نہ تھا اور با آنکہ اپني آنکھہ سے غار میں بہت سي نشانیاں حفاظت کي دیکھیں مثل کبوتروں اور عنکبوت وغیرہ کے مگر تب بھي اُن کو یقین حفاظت پر نہ ہوا اور خوف کے مارے زور زور سے رونا شروع کیا اور ہرچند پیغمبر خدا نے جھڑکا اور بزجر و توبیخ باز رکھنا چاہا مگر وہ رونے اور چلانے سے باز نہ رہے (تیسرے) ابوبکر کا رونے اور چلانے سے یہہ مقصد تھا کہ کفار آواز سن لیں اور پیغمبر صاحب کو گرفتار کر لیں اور اِسي واسطے حضرت اُن کو سمجھاتے اور رونے سے باز رکھتے تھے لیکن وہ باز نہ رہتے تھے اور اپني بدنیتي اور فساد باطني کو رونے کے پیرایہ میں ظاہر کرنا چاہتے تھے بلکہ بعض دانشمندوں نے اِس قدر اور بھي بڑھا دیا ہی کہ جب ابوبکر کا رونے سے کام نہ نکلا اور کافروں نے اُن کي آواز نہ سني تب اُنھوں نے اپنا پانوں غار سے باہر کر دیا کہ کفار دیکھہ لیں اور غار کے اندر گھس آویں کہ اُسي وقت خدا کے حکم سے سانپ نے اُنکے پانوں میں کاٹا اور بمجبوري اُنھوں نے اپنا پانوں اندر کھینچ لیا (چوتھے) جب ابوبکر کا مطلب پانوں کے باہر کرنے سے بھي حاصل نہ ہوا یعنے کافروں نے آ کر حضرت کو غار میں سے نہ پکڑا تب اور طرح سے پیغمبر خدا کو تکلیف دینا شروع کیا یعنے حضرت علي کي یاد کرنے لگے اور اُن کي تنہائي پر اپنا رنج ظاہر کرنے لگے تب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ (لاتحزن) کہ اي ابوبکر اپنا رنج علي کي تنہائي پر ظاہر نہ کر (ان اللہ معنا) خدا ہمارے اور علي کے ساتھہ ہی (پانچویں) (ان اللہ معنا) سے دو معنے مراد لیتے ہیں ایک یہہ کہ خدا ہمارے اور علي کے ساتھہ ہی دوسرے یہہ کہ ابوبکر سے پیغمبر خدا نے کہا کہ خدا ہمارے ساتھہ ہی یعنے ہمارے نیکي پر اور تمہارے بدي پر مطلع ہی ہم کو نیکي کا صلہ اور تم کو بدي کا بدلا دیگا اِن تقریروں کو سنکر ہر شخص محو حیرت ہوگا اور زانوے تحیر سے سر نہ اُٹھائیگا اور تعجب کریگا کہ یہہ اِعتراض ہی یا مجنونوں کي بڑ ہی جواب ہی یا دیوانوں کي جھک ہی بلکہ جو لوگ عقل و دانش رکھتے ہیں اُن کو تو یقین ہي اِس پر نہ ہوگا کہ یہہ تقریریں کسي عالم یا مجتہد کي زبان سے نکلي ہونگي مگر جس کسي کو شک ہو وہ احقاق الحق اور مجالس المومنین وغیرہ کو کھولکر دیکھے کہ اِنھیں تقریروں کو شہید ثالث نے کس آب و تاب سے لکھا ہی اور ملا خضر مشہدي نے اِن تقریروں پر کیسا فخر کیا ہی اور صاحب تقلیب المکائد نے بجواب تقریر خاتم المحدثین کے اِسي پر کیسا کچھہ ناز کیا ہی بلکہ مولانا صاحب پر بڑا طعنہ کیا ہی کہ اُنھوں نے ماضي

ولاتنظر الي فرج امراتک ولاتجامع امراتک بشهوة امراة غيرک کہ ای علي نہ کلام کر وقت جماع کے اور
نہ دیکھہ اپني عورت کي شرمگاہ کو اور نہ صحبت کر اپني بي‌بي سے اور کسي عورت کي شہوت پر
پس اگر کوئي پوچھے کہ حضرت علي یہہ کام کرتے تھے یا نہ کرتے تھے اگر نہ کرتے تھے تو وہ قاعدہ باطل
ہوا جاتا ھی کہ نہي شي وقوع شي پر دال ھی اور اگر کرتے تھے تو وہ فعل طاعت تھا یا معصیت اگر
طاعت تھا تو پیغمبر خدا نے کیوں منع کیا اگر معصیت تھا تو امام معصوم کا گنہگار ہونا ثابت ہوا اگر
کوئي یہہ جواب دے کہ امام معصوم ہوتے ہیں اِس لیئے اِس نہي کو اگرچہ نہي عن المعصیت ھی
از ظاهر عدول آن میکنیم تو ہم بھي بہ مجبوري یہہ کہنے لگینگے کہ ابوبکر صدیق بھي محفوظ تھے اِسلیئے ہم
بھي نہي (لاتحزن ان الله معنا) کو از ظاهر آن عدول میکنیم ای یارو ایسي صریح اور صاف بات کو عناد اور
عداوت سے کیوں معما اور پہیلي بنائے دبتے ہو اور سیدھي سچي بات کو کسلیئے مشکل کیئے دیتے ہو
ذرا اِنصاف کرو کہ اگر کوئي دوست کسي دوست پر صدمہ پہنچنے سے رنج کرے اور وہ دوست اُسکو
مطمئن کرے اور کہے کہ کچھہ خوف نہ کر الله ہمارا مددگار ھی تو یہہ کہنا از قبیل تشفي اور تسلي کے
ھی یا از قسم زجر وتوبیخ کے اگر تشفي اور تسلي کے قسم سے ہو تو لاتحزن ان الله معنا کو بھي اُس قسم سے
سمجھو خدا کي آیتوں کي تحریف لفظي نہ کرو اور یہہ خیال نہ کرو کہ نہي کے حرف کا اِستعمال
واسطے منع اور زجر و توبیخ کے ہوتا ھی بلکہ واسطے ترحم اور شفقت کے بھي ہوتا ھی چنانچہ اگر قران مجید
کے لفظوں پر کوئي غور کرے تو اُس کو خود معلوم ہو جاویگا کہ اکثر جگہہ خدا نے پیار و محبت میں
بھي حرف نہي کا استعمال کیا ھی چنانچہ پیغمبر خدا سے فرماتا ھی کہ لاتحرک به لسانک لتعجل به کہ
بہت جلدي زبان نہ کھول دبا کر اور میرے کلام کو پورا سن لیا کر اور دوسرے مقام پر فرماتا ھی کہ
فلا تذهب نفسک علیهم حسرات کہ لوگوں کے پیچھے تیري جان نہ جاتي رہے تو اُنکے لیئے اپني جان
نہ دے تو کیا اِن کلمات کو بھي قاضي صاحب زجر و توبیخ کے کلمے سمجھینگے اور تحرک لسان اور ذهاب
نفس کو معصیت اور ذم تصور کرکے بلحاظ عصمت حضرت کے ظاهر سے عدول کرینگے اور اگر اِن کلمات
کو رحمت اور شفقت پر محمول کرینگے تو اپنے دعوي کے سفاهت کے قایل ہونگے (اِعتراض دوسرا)
کہ ابوبکر کو خدا اور رسول پر کچھہ یقین نہ تھا اِسلیئے باوجود دیکھنے بہت سي نشانیوں حفاظت
کے وہ رونے اور هاے هاے مچانے لگے اِسکا جواب یہہ ھی کہ هاے هاے کرنا اور زور زور سے چلانا ابوبکر
صدیق کا کسیطرح پر ثابت نہیں ھی اِسلیئے کہ قران مجید سے تو حزن کرنا ثابت ہوتا ھی اور حزن کے
معني نوحہ اور فریاد کے نہیں ہیں اگر کوئي خاص لغت کي کتاب حضرات امامیہ کي ایسي ہو کہ جو
الفاظ صحابہ کبار کي شان میں ہوں اُنکي کچھہ معني ہي علحدہ اُس میں لکھے ہوں تو ہم نہیں جانتے
ورنہ حزن کے معني غم کے ہیں نہ هاے هاے مچانے اور زور سے چلانے کے جس کو نورالله شوستري نے
احقاق‌الحق میں لکھا ھی کہ حزني غلبته بکاوه و تزاید علته وارتعاجه علاوہ اِسکے خود مفسرین اِمامیہ کي تفسیر
پر خیال کرنا چاہیئے کہ اُنہوں نے حزن کے کیا معني لکھے ہیں پس مفسر کاشاني نے خلاصة‌المنهج میں
اِسکا ترجمہ کیا ھی کہ چون گفت پیغمبر یار خود را اندوہ مخور اور علامہ طبرسي نے فرمایا ھی (لاتحزن) اي
(لاتخف) پس ہمکو سراسر حیرت ھی کہ قاضي صاحب نے حزن کے معني نوحہ و فریاد کے کہاں سے نکالے اور یہہ
امر کہ خوف مقتضاے بشریت ھی اور انبیا اور ائمہ کو بھي ہوا ھی اور معصیت نہیں ھی ہم اُوپر ثابت کر

عدول از ظاهر شده از ظواهران آیات عدول میکنم و هر گاه اتفاق حاصل باشد درانکه ابوبکر معصوم نه بود واجب است که اجراے نهي که درشان آن واقع شده بر ظاهر آن که قبح حال ابوبکر است بماند بجواب اسکے هم یهه کهتے هیں که خوف کو معصیت میں شمار کرنا هي غلط هی اور انبیا نے جو خوف کیا اور خدا نے اُنکو اُس سے مطمئن کیا اُس نهي کو بلا ضرورت ظاهر سے عدول کرنا هي لغو هی بلکه خوف کو معصیت قرار دیکر عمداً انبیاء پر تهمت کرنا هی اور جو فرقه انبیا کي عصمت کا قایل نهیں هی اُسکو سنوبت دینا هی حالانکه خوف منجمله اُن امور بشریت کي هی جنسے کسي بشر کو خواه وه نبي هو خواه اِمام هو خواه ولي هو چارهٔ نهیں اور اُسپر خدا کي طرف سے بهي مواخذه نهیں هی چنانچه حضرت موسیٰ اور هارون کو حکم هوا که فرعون کو جاکر سمجهاؤ اور اُسکو دعوت اِیمان کي کرو تو اُنهوں نے خوف کیا اور یوں کها که ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا اوان یطغي که خداوندا هم کو خوف هوتا هی که کهیں وه همپر زیادتي نکرے تب الله نے مطمئن کیا اور فرمایا که لاتخافا انني معکما که کچهه خوف نکرو میں تمهارے ساتهه هوں پس ذرا غور کرنے کا مقام هی که جب حضرت موسیٰ اور هارون باوجود نبوت کے خوف کریں اور خدا کي طرف سے اِس خوف پر اُن کو عذاب نه هووے اور اُن کي نبوت میں فرق نه آوے تو اگر حضرت ابوبکر صدیق نے جو بالاتفاق نه نبي تهے نه معصوم خوف کیا تو کیا گناه کیا بلکه جس طرح پر خدا نے حضرت موسیٰ اور هارون کو (انني معکما) کهکر مطمئن کر دیا اِسي طرح پر پیغمبر خدا نے (ان الله معنا) فرما کر ابوبکر کو مطمئن کر دیا هم کو شهید ثالث کي سمجهه پر نهایت تعجب آتا هی که ابوبکر صدیق کے محزوں اور مغموم اور خائف هونے سے خوف کو بهي گناهوں میں داخل کر دیا اور ایک ابوبکر کے ذمه گناه ثابت کرنے کے لیئے تمام پیغمبروں کي نسبت معاصي کا اِلزام لگایا اور بلا ضرورت الفاظ خوف کو اُن کي حقیقي ظاهري معني سے عدول کیا لیکن جب که جا بجا قران میں الفاظ خوف کے انبیا کي نسبت وارد هیں اور مفسرین نے اُس کي ظاهري معني مراد لیئے هیں اور کسي نے خوف کو معصیت اور گناه اور نقص میں شمار نهیں کیا هی تو ایک شهید ثالث کے کهنے سے کچهه نهیں هو سکتا چنانچه آیه فاوجس منهم خیفة کي تفسیر میں علامه طبرسي نے جو محققین شیعه سے هیں لکها هی که فلما امتنعوا عن الاکل خاف منهم وظن انهم یریدون سوءًا فقالوا اي قالت الملائکة لاتخف یا اِبراهیم که جب فرشتوں نے حضرت اِبراهیم کے ساتهه کهانا نه کهایا تو وه ڈرے اور گمان کیا که کهیں یهه لوگ کچهه بدي سے پیش نه آویں تب ملائکه نے کها که ای اِبراهیم کچهه خوف نکرو اور هم سے نه ڈرو هم آدمي نهیں هیں پس خوف دورکرنے کے لیئے جو کلمات تشفي اور تسلي کے به لفظ (لاتخف) یا (لاتحزن) کلام الهي یا احادیث نبوي میں مذکور هیں اُن کو از قبیل اُس نهي کے تصور کرنا جو ارتکاب معاصي کے منع کے لیئے مستعمل هیں بڑي غلطي هی ورنه اگر یهه امر تسلیم کر لیا جاوے که جهاں لفظ (لا) کا جو حرف نهي کا هی اِستعمال کیا جاوے وهاں مراد نهي عن المعصیت هو یا جهاں کسي شی کي نهي بیان هو اُس سے اُس کا وقوع هونا بهي ضروري سمجها جاوے تو هزاروں اِعتراض ائمهٔ کرام پر ایسے وارد هونگے که سواے اُنکي عصمت کے دوسرا جواب حضرات اِمامیه سے بن نه پڑیگا مثلاً علل الشرائع میں لکها هی که پیغمبر خدا صلي الله علیه وسلم حضرت علي علیه السلام سے فرماتے هیں که یا علي لاتتکلم عندالجماع

تو کیا عجب هی لیکن هم کو نهایت تعجب آتا هی علماء شیعه سے که اُنهوں نے ابوبکر صدیق کے ایک شب کے خوف پر اِس قدر زبان درازی کی اور اُنکے خوف کو اُن کی کفر و نفاق کا نتیجهٔ سمجها باوجودیکه اُن کا عقیده هی که تمام ائمه کرام اول سے آخر تک پیدائش کے زمانه سے موت کے وقت تک هر لحظه و هر ساعت خوف میں رهے اور امام اول سے لیکر امام آخر الزمان تک سب کے سب تقیه کرتے رهے ایک بهی ائمه اثنا عشر سے ایسا نهیں هوا که جسکی عمر خوف و ترس میں نه گذر گئی هو اور ایک لحظه بهی خوف سے مهلت پائی هو آخر تقیه جسکی بنا سراسر خوف پر هی اِیمان کا جزو اعظم قرار دیا گیا اور تقیه دینی و دین آبائی امامت کا کلمه مشهور کیا گیا بس جبکه ائمه کرام باوجودیکه موت و حیات اُنکے اِختیار میں که جب تک چاهیں زنده رهیں ملائکه اُنکے حکم میں که جو چاهیں وه کریں نگاه میں اُنکے وه تاثیر که اگر پهاڑ کی طرف دیکهیں وه بهی پهٹ جاوے دارو میں اُن کے وه قوت که اگر ایک هاتهه اُٹهاویں اسی هزار جن قتل هو جاویں علم کا وه حال که جو کچهه هوا اور هوگا سب سے آگاه جو کچهه گذرا اور گذریگا سب سے واقف اعجاز کی یهه کیفیت که عصا هاتهه سے گرا دیں اژدها هو جاوے کفار اور منافقین کے طرف اِشاره کریں ایک دم میں سب کو نگل جاوے اور پهر باوجود ایسی قدرت اور طاقت اور اعجاز کے تمام عمر خوف اور ترس میں رهیں اور اپنے امامت کا دعویٰ تک نه کریں جان و آبرو کے ڈر سے کسی سے سچ بات نه کهیں اگر کسی اپنے اخص خواص سے کوئی راز کی بات کهنے کو هوں تو دروازے بند کر لیں ڈرتے ڈرتے اپنے شاگردوں کو علوم دینی کی تعلیم دیں اور اگر ایک ناصبی سامهنے آجاوے تو اِنکار کر جاویں اپنے خلص اصحاب پر لعنت اور تبرا کرنے لگیں اور حضرات شیعه اُن کے خوف و ترس پر کچهه بهی طعنه نه کریں اور اُنکی امامت اور فضیلت پر اُس سے کچهه شبهه نه لاویں بلکه اُس خوف کو بهترین عبادت سمجهیں اور تقیه کو ائمه کرام کا دین سمجهیں اور ابوبکر صدیق کی ایک شب کے خوف پر اِس قدر زبان درازی کریں اور اُنکے خوف و ترس کو اُنکے کفر و نفاق کی دلیل سمجهیں باوجودیکه نه ابوبکر صدیق کے اِختیار میں موت و زندگی تهی نه ملائکه اُن کے تابع فرمان تهے نه علم ما کان و ما یکون اُن کو حاصل تها نه اسی هزار جن کے قتل کر دینے کی اُنکو طاقت تهی معلوم نهیں که حضرات شیعه نے ائمه کرام کے خوف میں اور ابوبکر صدیق کے خوف میں مابه الامتیاز کیا قرار دیا هی که وهی خوف ائمه کے حق میں فضیلت هو اور ابوبکر صدیق کے حق میں نقص و عیب مصرعه ببیں تفاوت ره از کجاست تا بکجا لیکن اگر هم شیعوں کے عقیدے کے موافق خوف کو انبیا اور ائمه کی نسبت به سبب معصوم هونے اُن کے ظاهر سے عدول کریں اور اِن آیات کی نسبت جنسے خوف اُنکا ثابت هوتا هی (از ظواهر آن عدول میکنم) کهیں توبهی کچهه حاصل نهیں هوتا اِس لیئے که علاوه انبیا کے خدا کے کلام سے مومنین کا بهی خایف هونا ثابت هوتا هی چنانچه الله جلشانه فرماتا هی که ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون که جو لوگ کهتے هیں که خدا همارا پروردگار هی اور پهر مضبوط رهے هیں اُن پر ملائکه یهه کهتے هوئے نازل هوتے هیں که (لا تخافوا ولا تحزنوا) که کچهه خوف نه کرو اور کچهه حزن نه کرو پس اِس سے اُن مومنین کا جو اپنے اِیمان پر نهایت مضبوط هوتے هیں خایف اور

آئے ھیں اوراب پھر ثابت کرتے ھیں کہ حضرت موسیٰ نے خود اللہ جلشانہ سے کہا کہ اخاف ان یقتلون
کہ میں ڈرتا ھوں کہ کہیں فرعون اور اُس کی لشکری مجھے قتل نہ کر ڈالیں تب خدا نے فرمایا کہ
لاتخف انک من آلامنین کہ ھرگز اِس کا خوف نہ کر تو امن و امان میں رھیگا بلکہ علماء اِمامیہ نے
حضرت موسیٰ کے خائف ھونے کا ایسے موقع پر اِقرار کیا ھی کہ نہ اُس سے انکار کر سکتے ھیں نہ اُس
میں تاویل کر سکتے ھیں چنانچہ جو دلیل حضرت علی کی حضرت موسیٰ سے افضل ھونے پر بیان کی
ھی اُس میں یہی تقریر کی ھی کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے مدین کو جاتے تھے تب وہ خائف اور
ھراساں تھے فخرج منھا خائفا یترقب اور حضرت علی ھجرت کی رات کو بے خوف پیغمبر کے بستر پر
بفراغ خاطر سوتے تھے اگر کچھہ بھی خوف ھوتا تو ھرگز اُن کو نیند نہ آتی ‡ اور اگر اِس پر بھی
حضرات شیعہ کی خاطر جمع نہو اور ابوبکر صدیق پر خوف و ترس کے اِلزام لگانے سے باز نہ آویں تو ھم
اُنکے اِقرار سے خود پیغمبر خدا کا خائف ھونا ثابت کرتے ھیں چنانچہ صاحب تقلیب المکائد کید
ھشتاد وھشتم کے جواب میں فرماتے ھیں کہ اگر خوف قتل وقتال نہ بود پیغمبر خدا چرا مختفی
بیرون رفت وحال آنکہ سبب ھجرت فرمودن رسول خدا محض خوف قتل بود بار خدایا سمجھہ
میں نہیں آتا کہ علماء شیعہ حضرت ابوبکر صدیق کے حزن و خوف کو کس طرح اُنکے عدم یقین پر
محمول کرتے ھیں حالانکہ انبیا و مرسلین کے حزن و خوف کا خود اِقرار کرتے ھیں اور خاص سید الانبیا
کی ھجرت کا سبب محض خوف قتل کہتے ھیں ھمارے عقیدہ کے مطابق ابوبکر صدیق حضرت موسیٰ سے
افضل نہ تھے کہ خائف نہ ھوتے پیغمبر خدا سے زیادہ اِطمینان اُن کو نہ تھا کہ قتل وقتال سے نہ ڈرتے
یہہ عقیدہ تو حضرات شیعہ کا ھی کہ حضرت موسیٰ کو خائف بتلاویں پیغمبر خدا کی نسبت قتل و قتال
کے خوف کی نسبت دینے کو عیب نہ جانیں لیکن حضرت علی کی نسبت خوف کا خیال بھی
نکریں اور اُنکے تقیہ کو ھتک آبرو کے خوف کا سبب سمجھیں جیسا کہ تقلیب المکائد کا مولف
لکھتا ھی تقیہ بجہت خوف ھلاکت جان خود نہ بود بلکہ نہ جہت خوف ھتک عرض و ناموس بودہ
الی قولہ کہ دانستی کہ خوف حضرت امیرالمومنین نہ از ھلاکت جان بود بلکہ خوف ھتک عرض وناموس
عرض کہ اِن سب روایتوں کے دیکھنے سے یہہ بات ثابت ھو گئی کہ اِلزام خوف کا ابوبکر صدیق پر
کسیطرح عائد نہیں ھو سکتا اِسلیئے کہ اگر یہہ کہا جاوے کہ اُنکو خوف قتل و قتال کا تھا تو ایسا خوف
باقرار علماء شیعہ انبیا کو بھی ھوا ھی اور اگر یہہ کہا جاوے کہ اُن کو قتل وقتال کا خوف نہ تھا
بلکہ ھتک آبرو کا تو اِس کا خوف حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کو بھی ھوا ھی جو بہ اِعتقاد شیعہ
سب نبیوں سے افضل اور سب پیغمبروں سے بہتر تھے الحاصل قران مجید کی آیتیں اور ائمہ کی حدیثیں
اور علماء امامیہ کے اقوال اِس پر شاھد ھیں کہ حضرت اِبراھیم سے پیغمبر جو خدا کے خلیل تھے
اور حضرت موسیٰ سے نبی جو خدا سے باتیں کیا کرتے تھے اور حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے
رسول جو خدا کے خاص محبوب تھے اور حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ سے امام جو پیغمبر کے وصی
اور خدا کے شیر تھے اور سب پیغمبروں سے افضل اور بہتر تھے قتل و قتال کے خوف اور عزت اور
آبرو کے خوف اور ڈر سے محفوظ نہیں رھے تو اگر ابوبکر صدیق بھی خوف و ترس سے نہ بچے ھوں

‡ واضح ھو کہ حضرت موسیٰ نے ایکھی مرتبہ خوف نہیں کیا بلکہ چند مرتبہ چنانچہ جب اول اول حضرت موسیٰ نے غیب سے آواز انا اللہ کی سنی تب خوف زدہ ھو گئے کہ خدا نے فرمایا لاتخف انی لا یخاف لدی المرسلون بعدہ جب ساحران فرعون سے مقابلہ ھوا اور جادوگروں نے اپنی رسیوںکو سانپ کی شکل پر دکھلایا تب بھی حضرت موسیٰ ڈر گئے کہ خدا اُسکی خبر دیتا ھی فاوجس فی نفسہ خیفۃ آخر خدا نے خوف دور کرنیکے لیئے کہا کہ لاتخف انک انت الاعلی حالانکہ خدا نے حضرت موسیٰ سے وعدہ کر لیا تھا کہ انتما ومن اتبعکما الغالبون کہ تم اور تمہارے متابعین غالب ھونگے اور جب حضرت موسیٰ نے فرعون اور اُسکے لشکر سے خوف قتل کا کرکے خدا سے کہا تھا کہ اخاف ان یقتلون کہ میں ڈرتا ھوں کہ وہ قتل نکریں تب بھی خدا نے لاتخف کہکر مطمئن کر دیا تھا تو باوجود ایسے وعدھای الٰہی کے حضرت موسیٰ کے خوف اور اندیشے کا کوئی محل نہ تھا پس اگر فقط خوف دلیل عدم رضاء وعدہ الٰہی پر ھووے تو ھزار درجہ صدیق اکبر سے بڑھکر اِلزام حضرت موسیٰ پر ھو سکتا ھی اور حسد در شیعیان علی صدیق اکبر پر طعنہ کرتے ھیں اُس سے زیادہ منکرین نبوت پیغمبروں پر طعنہ کر سکتے ھیں و نعوذباللہ من ذلک

هوا جاتا هی که وه دشمنوں سے ملے هوئے تھے اور راز فاش کرنا چاهتے تھے اِسلیئے که اگر وه کافروں سے ملے هوئے هوتے تو پھر اُسسے اُنکو کیا ڈر هوتا اور اگر کافروں سے ملے هوئے نهیں تھے بلکه اُنکو کافروں کي طرف سے خیال اپنے اُوپر اِیذا پهنچنے کا تھا تو اِس سے دو باتیں ثابت هوتي هیں ایک یهه که کفار به سبب اِیمان اور رفاقت پیغمبر کے ابوبکر صدیق سے ایسي دشمني رکھتے تھے که اُنکے قتل کے درپی تھے تو اِس سے وهي بات ثابت هوئي جسکا هم دعوي کرتے هیں (دوسرے) یهه که کبھي ابوبکر صدیق کا اِرادہ راز فاش کرنیکا نه تھا اِسلیئے که جن لوگوں سے خود اُنکو خوف تھا اور جنکے ڈر سے غار میں چھپے هوئے تھے اُنهیں پر اپنا راز ظاهر کرتے اور اپنے آپ کو معرض هلاکت میں ڈالتے اور اگر یهه کها جاوے که ابوبکر صدیق کو خوف پیغمبر صاحب پر صدمه پهنچنے کے خیال سے تھا تو یهه خوف هزار اِطمینان سے بهتر هی اور ایسے عیب پر هزار هنر قربان هیں اور ایسے خوف کو حضرات شیعه گناہ کیا اگر کفر بھي سمجھیں مگر هم ثواب کیا هزار اِیمان سے بهتر سمجھینگے اور سمجھتے هیں اور اِسي خوف سے حضرت صدیق اکبر کي صدیقیت کا اِعتقاد کرینگے اور کرتے هیں اِسلیئے که اگرچه ابوبکر صدیق کو پیغمبر صاحب کي جان اور سلامتي پر یقین کامل تھا مگر جب اُنھوں نے دیکھا که شاہ هر دوسرا پادشاہ دین و دنیا ایک غار تنگ و تاریک میں رونق فزا هی اور جسطرح چاند کسیوقت ابر میں چھپ جاتا هی اِسیطرح ماہ نبوت غار میں چھپا هوا هی اور جسکا مقام عرش و کرسي هی وہ ایک تنگ جگهه میں قیام فرما هی تو یهي حالت پیغمبر کي ابوبکر کے دل کو پارہ پارہ کرتي تھي اور اُن کو بیچین کر رهي تھي چنانچه ابوبکر صدیق کا اول خود غار میں جانا اور اُس کو صاف کرنا اور سب سوراخوں کو اپنے قبا چاک کرکے بند کرنا اور پھر پیغمبر صاحب کو بلانا اور اپنے زانو پر سلانا اِسپر شاهد هی اور پھر ایسي دردناک حالت میں جب اُنھوں نے کفار کو درِ غار پر دیکھا تو بخیال ایذاء پیغمبر کے جو کچھه صدمه اُنکے دل پر هوا هوگا اُس کو وهي جانتے هیں یا وہ عاشق جانے جسکا معشوق اُسکے سامھنے کسي تکلیف و ایذا میں مبتلا هوا هو اور دشمن اُسکے اُسپر حمله آور هوئے هوں اُس وقت کوئي اُس عاشق مسکین کي کیفیت دیکھے که اُس کو اضطرار هوتا هی یا وہ اِطمینان سے بیٹھا رهتا هی هاں جسکو عشق و محبت سے خبر هي نهو وہ عاشق صادق کے خوف و اِضطرار پر طعنه نه کرے تو کیا کرے اي بھائیو اول ذرا پیغمبر صاحب کے ساتھه محبت پیدا کرو تب جو پیغمبر صاحب کے جان نثار تھے اُنپر اِلزام لگاؤ مگر جب تم کو محبت هي نهیں هی تو تم اُسکي حقیقت کیا جانو *

تو نازنین جهاني و ناز پروردہ   ترا ز سوز درون و نیاز ما چه خبر

چو دل به مهر نگاري نه بستهٔ اي مه   ترا ز حالت عشاق بینوا چه خبر

اي شیعیان پاک ذرا مهرباني کرکے اپنے شهید ثالث کي مو شگافیوں پر غور کرو که ابوبکر صدیق کے حزن و غم کي نسبت کیا کچھه زبان درازي فرمائي اور (قد ظهر من جزعه و بکائه ما یکون من مثله فساد الحال) کهکر اُنکي شان گھٹائي مگر وہ تحریر اُنکي خاک میں مل گئي اور سب تقریر اُنکي هباءً منثورا هو گئي آخر اِنهیں باتوں پر خیال کرکے اصلي خوف اور حزن سے اِنکار فرمایا اور اُس کو تصنع اور بناوٹ پر محمول کیا اهل اِنصاف سے اُمید هی که ذرا دل لگاکر اُس کو بھي سنیں اور جو کچھه سحر بیاني اور جادو زباني اُس بیان میں حضرات اِمامیه نے کي هی اُسپر احسنت و آفرین کهیں اور اِسکا کچھه خیال نه

محزوں هونا ثابت هوا اور پهر ایک دوسري جگهه پر الله جلشانه مومنین سے فرماتا هی که (ولاتحزنوا وانتم الاعلون) که کچهه غم نه کرو تمهیں کو غلبه هوگا پس معلوم نهیں اِن آیتوں میں جو مومنین کي نسبت لفظ (لاتحزنوا) کا هی یهه بهي زجر وتوبیخ کے واسطے هی یا تسلي اور تشفي کے لیئے پس یهه تو ظاهر هی که قاضي صاحب بهي اِسکا اِقرار نه کرینگے که یهاں بهي زجر وتوبیخ کے لیئے هی بلکه یهي فرماوینگے که تسلي اور تشفي کے لیئے تو پهر هم نهیں سمجهتے که ابوبکر صدیق کے شان میں جو لفظ لاتحزن کا هی اُس کو کس طرح زجر و توبیخ کے لیئے بیان کرتے هیں تعجب کي بات هی که ایک هي کلمه (لاتحزن) هزار جگهه واسطے تسلي اور تشفي کے اِستعمال کیا جاے اور ایک جگهه واسطے زجر وتوبیخ کے هاں اگر کوئي قرینه عتاب وخفگي کا پایا جاتا تو هم تسلیم کرتے که ابوبکر صدیق کي نسبت کلمه (لاتحزن) واسطے زجر وتوبیخ کے هی سو وه بهي نهیں اِسلیئے که جس طرح مومنین کي نسبت خدا نے فرمایا که (لاتحزنوا) اور آگے بیان کیا که (ابشروا بالجنة) که کچهه غم نه کرو تمهارے واسطے بهشت موجود هی یا اِرشاد کیا که (لاتحزنوا و انتم الاعلون) که کچهه غم نه کرو تمهیں کو غلبه هوگا اُسي طرح پر ابوبکر صدیق سے بهي پیغمبر نے فرمایا که (لاتحزن ان الله معنا) کچهه غم نه کرو خدا همارے تمهارے ساتهه هی پس به ظاهر دونوں میں کچهه فرق پایا نهیں جاتا اِس لیئے اگر اُن آیتوں میں (لاتحزنوا) واسطے تسلي اور تشفي کے هی تو اِس آیت میں بهي تسلي کے لیئے هی اور اگر وهاں واسطے زجر وتوبیخ کے هی تو یهاں بهي لیکن باوجود اتحاد الفاظ اور تطابق قراین کے (لاتحزنوا) کو اُن آیتوں میں تسلي پر اور یهاں عتاب پر محمول کرنا موجب هزار حیرت اور باعث صد هزار تعجب هی لیکن هم حضرات شیعه کو معذور سمجهتے هیں که اگر الفاظ قراني سے اُن کي حقیقي معاني مراد لیں تو صدیق اکبر کے صدیقیت کا اِقرار کرنا پڑتا هی اگر اِقرار کریں تو مذهب هاتهه سے جاتا هی پس بجز اِسکے که قران کي تحریف معنوي کریں اور کلام الله کے لفظوں کے نئے نئے معنے بناویں اور کچهه چاره نهیں هی شعر

دست بیچاره چون بجان نه رسد چاره جز پیرهن دریدن نیست

اگر اِسپر بهي حضرات شیعه کے دلوں میں کچهه خطره ره جاوے اور کوئي دانشمند یهه کهنے لگے که هم نے مانا که خوف گناه نهیں اور (لاتحزن) تسلي کا کلمه هی لیکن اِتنا تو بهي ثابت هوا که ابوبکر صدیق کو کامل یقین پیغمبر صاحب کے وعده پر اور خدا کي حفاظت پر نه تها ورنه کسیطرح اُن کو خوف نهوتا اُسکا یهه جواب هی که خود حضرات شیعه کا اِقرار هی که پیغمبر خدا بار بار ابوبکر صدیق پر خفا هوتے تهے اور فرماتے تهے که چپ رهو راز کو فاش نه کرو اور وه نه مانتے تهے پس شیعوں کے طرح هر ایک ملحد کهه سکتا هی که پیغمبر صاحب کو بهي اپنے خدا کے وعده پر اور حفاظت پر یقین نه تها ورنه جو بات ابوبکر افشاء راز کي کرتے تهے اُس سے پیغمبر صاحب نه گهبراتے اور بار بار ابوبکر پر راز کے فاش کرنے پر خفا نهوتے پس جو اُس ملحد کو حضرات شیعه جواب دیں وهي هماري طرف سے قبول فرماویں † لیکن اگر کوئي ذرا بهي غور کرے تو موافق اصول اور عقاید شیعوں کے حضرت ابوبکر صدیق کي نسبت خوف و حزن کا اطلاق هو هي نهیں سکتا اِسلیئے که اگر وه اِقرار کریں که ابوبکر صدیق حقیقت میں خایف تهے تو هم پوچهتے هیں که اُنکو اپني جان کا اندیشه اور اپنے اُوپر تکلیف پهنچنے کا ڈرتها یا پیغمبر صاحب کے اِیذا و مصیبت کا خوف اگر اُنکو اپني جان کا خوف تها تو یهه قول باطل

† گوهر مراد میں جسکا مولف ترا عالم شیعوں کا هی لکها هی که پانچ کافروں نے پیغمبر صاحب سے آکر کها که تاوقت ظهر ترا مهلت دادیم اگر بهگشتي از سخن خود والا هلاک پس آن حضرت بمنزل خود آمده در بست و بغایت اندوهناک نشست جبرئیل نازل شد و آورد که فاصدع بما تومروا عرض عن المشرکین آن حضرت گفت که اي جبرائیل چگونه باک ندارم با تهدید که مستهزئین بامن کردند جبرئیل گفت انا کفیناک المستهزئین حضرت گفت الان نزد من بودند جبرئیل گفت من نیز الان کفایة ایشان کردم اِس روایت کو دیکهکر حضرات شیعه اِنصاف فرماویں که پیغمبر صاحب کا جان کے خوف سے دروازه بند کرکے بیٹهه رهنا اور اندوهناک هونا اور جبرئیل کے اِطمینان دینے پر بهي مطمئن نهونا ثابت هوتا هی پس باوجود تصدیق ایسے روایتوں کے نهایت تعجب هی که پهر صدیق اکبر کے خوف پر طعنه کریں (منه عفاعنه)

امامیه یهه فرماویں که پیغمبر خدا کو بهي خوف تها اِسلیئے خدا نے اُن پر تسلي نازل کي اُسکے جواب
میں هم کهینگے که حضرات امامیه جب ابوبکر صدیق پر خوف کے سبب سے طعنه جبن و نامردي
کا کرتے هیں تو پهر اب اُسي خوف کو کس منهه سے حضرت کي طرف منسوب کرتے هیں اور اگر هم
حضرت کا خایف هونا تسلیم بهي کر لیں اور واسطے ازاله خوف حضرت کے تسلي کا نزول حضرت پر قبول
کریں تو عبارت آیة کے لایق اِصلاح معلوم هوتي هی یعني بجاے اِن لفظوں کے جو خدا نے فرمائي که
(اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه) کي اِس طرح پر الفاظ آیت کي هوني چاهیئے تهي
که (فانزل الله سکینته علیه فقال لصاحبه لاتحزن) که پهلے خدا نے اپني تسلي حضرت پر نازل کي اور جب
حضرت کو اِطمینان کامل هو گیا تب حضرت نے ابوبکر سے کہا که کچهه غم نه کرو خدا همارے ساتهه هی
ورنه آیت کي لفظوں سے تو یهه معني جو حضرات شیعه کهتے هیں نهیں بنتے اِسلیئے که پهلے الفاظ سے
صاف یهه معني ظاهر هوتي هیں که پیغمبر خدا نے ابوبکر کو محزوں دیکهکر فرمایا که (لاتحزن ان الله معنا)
که کیوں محزوں هوتے هو خدا همارے ساتهه هی پس حضرت کے اِس کهنے سے خدا نے اپني تسلي ابوبکر
پر نازل کي تاکه اُنکا حزن و غم جاتا رهے پس ای یارو سوچو که آیت کے معني اِس طرح پر بنتے هیں
جو هم کهتے هیں یا اُس طرح پر جو تم کهتے هو (دوسرا اِعتراض) که الله جلشانه کو اگر ابوبکر صدیق پر
تسلي نازل کرنا منظور هوتا تو ضرور پیغمبر خدا کا ذکر کرکے ابوبکر کا ذکر کرتا اِسلیئے که خدا نے بغیر
شرکت رسول کے کبهي کسي پر تسلي نازل نهیں کي چنانچه قاضي نورالله شوستري نے اِس تقریر کو
در ضمن حکایات مفیده شیخ مفید کے نهایت آب و تاب سے لکها هی اور اِس تقریر کو عسیر الجواب
سمجهکر یهه فرمایا که چون این سخن را گوش ناصبیان شنید باعث حیرت ایشان گردید و در حیله خلاصی
ازان جان ایشان بلب رسید اور صاحب تقلیب المکائد نے اُس کو اپني کتاب میں بلفظه نقل کرکے اِسپر
بڑا هي ناز کیا هی چنانچه هم اُس عبارت کو بلفظه لکهتے هیں اور اهل اِنصاف سے اِلتماس کرتے هیں که
ذرا غور کریں که قاضي صاحب نے اپني صدف طبیعت سے کیسي جهوٹهي موتي نکالکر اپنے مقلدین کے
نذر کیئے هیں اور وے بهي اُنکو گوهر گراں بها سمجهه کر درةالتاج بنائے هوئے هیں کوئي آنکهه کهولکر
نهیں دیکهتا که اُنکي موتي جهوٹهي هیں یا سچي وهوهذه آنچه کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست
که مقدمان مشائخ ما رضوان الله علیهم افاده فرموده اند که خداے تعالی هرگز در هیچ جاے که یکے از اهل ایمان
با حضرت پیغمبر بوده اند انزال سکینه نه نمود الا انکه نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشته چنانچه در
بعضي آیات فرموده ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم
ولیتم مدبرین ثم انزل الله سکینته علي رسوله و علي المؤمنین و در آیه دیگر گفته فانزل الله سکینته علي رسوله
و علي المؤمنین وچون دران حضرت غیر از ابوبکر در غار نبود لاجرم خدایتعالی آن حضرت را در نزول سکینه
منفرد ساخت و اورا بان مخصوص گردانید و ابوبکر را باو شرکت نه داد و گفت فانزل الله سکینته علیه
وایده بجنود لم تروها پس اگر ابوبکر مومن میبود بایستي که خدایتعالی درین آیه او را جاري مجری مومنان
مي نمود و در عموم سکینه داخل مي فرمود الي قوله بنابرین نزول سکینه مخصوص او شده باشد و ابوبکر بواسطه

برد چونکه میدانست که
او بعد آنحضرت خلیفه
خواهد بود که مبادا او
تلف شود و حضرت
امیر المومنین علي بن
ابیطالب را برجاے خود
خوابانید براي آنکه مي
دانست که اگر کشته
شود ضرري بامور
مسلمانان نمي رسد الي
قوله که از جواب او
ساکت شدم و دیگر بر
گشتم و طوماری نوشتم
واین دو مسئله را نیز
درج کردم که بخدمت
حضرت امام حسن
عسکري صلوات الله
علیه بفرستم با احمد بن
اسحاق که وکیل آن
حضرت بود رفتم چون
او را طلب کردم گفتند
متوجه سرمن راے ست
من از عقب او روان شدم
و باو رسیدم الي قوله که
بعد ازان صاحب الامر
باعجاز فرمود که اي سید
خصم تو میگفت که
حضرت رسول ابوبکر را
براے شفقت بغار برد
چونکه میدانست که او
خلیفه است مبادا
کشته شود چرا در جواب
نه گفتي که شما روایت
کرده اید که پیغمبر فرمود
که خلافت بعد از من
سي سال خواهد بود و
این سي سال را بعمر
چهار خلیفه قسمت
کرده اید پس بگمان فاسد
شما این چهار خلیفه بر
حق اند پس اگر این
معنے باعث بردن بغار
بود مناسب که همه را
با خود بغار برد فقط
اب کوئي شخص اِس
مجلسي کے مقلدین سے
پوچهے که شیخ صدوق

کریں که ایک دعوي کو چهوڑکر دوسرا دعوے کیوں کرتے هیں اور ایک امر کا اقرار کرکے اُس سے منکر کیوں هو جاتے هیں اسلیئے که یهه امر اِسي خاص بحث کے لیئے مخصوص نهیں هی بلکه هر کلیه اور هر جزئیه میں اِس شان کا ظهور هی ابهي کیا هی جب مباحث امامت و خلافت کے آوینگے تب دیکهنا که یهه حضرات کیسا رنگ بدلتے هیں اور کیسے نئے نئے گل بوٹوں سے تقریروں کو زینت دیتے هیں

شاهد دلرباي من میکند از براي من نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو

جب حضرات امامیه نے دیکها که حزن اور خوف کے اثبات سے مُحبت صدیق اکبر کے ساتهه پیغمبر صاحب کے ثابت هوتي هی تب اِس دعوي کو چهوڑکر یهه دعوی کیا که ابوبکر کو کچهه خوف نه تها بلکه واسطے فاش کرنے راز کے حرج وفرع کرتے تهے جیسا که رساله حسنیه میں لکها هی که غوغایش از جزع وفرع وفریاد براے آن بود که مشرکان را اِطلاع گرداند و آنها بدانند که درین غاراست اور ملا خضر مشهدي نے لکها هی که و ایضا مما اشتهر من لدغ الحیة ایاه انما کان بعد رجله بربد اظهار امره که جب ابوبکر کا کام رونے اور پیٹنے سے بهي نه نکلا تب پانوں بڑها دیا که اُسي کو دیکهکر کفار اندر غار کے چلے آویں تب خدا نے سانپ کو حکم دیا اُس نے پانوں میں اُن کے کاٹا تب بمجبوري پیغمبر صاحب کا راز فاش هونے سے بچا اِس کے جواب میں هماري زبان سے تو کوئي بات بهي نهیں نکلتي اور ایسے حکیمانه تقریر کے تردید هم سے هو هي نهیں سکتي اگر از شرق تا غرب اور از جنس تا انس جمع هوں تب بهي کسي سے یهه عقده حل نهوگا في الحقیقت‡ جو صاحب تقلیب المکاید نے اپنے بزرگوں کي تقریر نقل نه کرنے پر مولانا صاحب قدس الله سره پر غصه کیا هی وه نهایت هي بجا تها اگر وه اِن تقریروں کو نقل کر دیتے اور بلفظه اِن عبارتوں کو لکهه دیتے تو حقیقت میں مذهب امامیه کے پهر کسي کو کیا کلام رهتا اور پهر ابوبکر صدیق کي فضیلت کو کوئي کسطرح ثابت کرتا اي یارو اِنصاف کرو اور حضرات امامیه کي مجتهدین کي غزارت علم پر لحاظ فرماؤ که جو بات هی وه حکیمانه جو قول هی وه محققانه *

‡ صاحب تقلیب المکاید نے خاتم المحدثین رحمة الله علیه پر یهه طعنه کیا هی که اپني طرف سے تقریر بناکر اپني طور پر جواب دینا اُنکي عادت هی اُسکا حال تو شهید ثالث کے عبارت دیکهنیوالوں پر کهل جاویگا لیکن هم دعوي کرکے کهتے هیں که اپني طرف سے تقریر بنانا اور اُسکا جواب دینا بلکه اُس جواب نا معقول کو صاحب الامر کي طرف منسوب کرنا امامیه کے محدثین و مُجتهدین کا شعار هی چنانچه اِسي آیه غار کي نسبت ملا باقر مجلسي نے رساله رجعتیه کے حدیث ششم میں جو کچهه لکها هی وه همارے دعوی پر شاهد هی وهوهذه حدیث ششم شیخ صدوق محمد بن بابویه قمي از اکابر محدثین رضوان الله علیهم از سعد بن عبد الله قمی روایت کرده اند که اوگفت روزے مبتلا شدم بمباحثه بد ترین نواصب وبعد از مناظرات بسیار گفت واي برتو و اصحاب تو شما روافض مهاجران وانصار را طعن میکنید و انکار محبت پیغمبر نسبت باشان مي نمائید اینک ابوبکر به سبب زود مسلمان شدن از همه صحابه بهتر بود واز بسکه پیغمبر او را دوست میداشت درشب غار او را با خود

نواں اِعتراض نویں فضیلت پر

‡ اُوپر هم نے بیان کیا هی که جب ابوبکر صدیق محزوں اور غمگین هوئے اور اُن کو کسي قدر اضطرار هوا تب الله جلشانه نے اپني تسلي اُن پر نازل کي جسکا بیان خدا نے اِن لفظوں سے فرمایا هی که (فانزل الله سکینته علیه) اِسپر حضرات امامیه چند طرح سے اِعتراض کرتے هیں (اول) یهه که علیه کي ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کے هی نه ابوبکر صدیق کے اِس لیئے اِس کے یهه معنے هیں که نازل کي تسلي اپني خدا نے اُوپر پیغمبر کے جواب اُس کا یهه هی که حزن اور خوف تو ابوبکر صدیق کو تها نه پیغمبر خدا صلي الله علیه و سلم کو پس اگر علیه کي ضمیر راجع طرف پیغمبر خدا کے هو تو آیت کے یهه معني هونگے که جب ابوبکر صدیق کو خوف اور اضطراب هوا تو پیغمبر نے اُنسے کها که کچهه غم نه کرو الله همارے ساتهه هی پس خدا نے اپني تسلي پیغمبر پر نازل کي اِس عبارت بے جوڑ اور بے ربط کو دیکهه کر کون شخص هی جو نه هنسیگا اور کس کو اِسپر تعجب نه هوگا که خوف اور اِضطراب تو ابوبکر کو هو اور پیغمبر خدا اُنکي تشفي کریں اور خدا کي تسلي پیغمبر صاحب پر نازل هو اگر حضرات

جماعت کے مقابلہ میں قران شریف کي سند پیش کرتے ھیں جنکي زبان پر ایک ایک لفظ قران مجید کا اور جنکے دل میں ایک ایک حرف کلام اللہ کا لکھا ھوا ھی پس یہہ غلطي قاضي صاحب اور اُنکے مشایخ کبار سے قران مجید کي ناواقفیت سے ھوئي ھی اِسلیئے ھم اُن کو معذور سمجھتے ھیں اور اُنکي غلطي سے در گذر کرتے ھیں (تیسرا اِعتراض) کہ اگر ضمیر علیہ کي (فانزل اللہ سکینتہ علیہ) میں راجع طرف ابوبکر کے ھو تو تخلل في الضمائر لازم آتا ھی اِسلیئے کہ پہلے حتني ضمیریں (اخرجہ) اور (لصاحبہ) وغیرہ میں ھیں وہ سب رسول کي طرف راجع ھیں اور پھر آگے جو ضمیر (وایدہ) میں ھی وہ بھي راجع طرف پیغمبر کے تو کیونکر ممکن ھی کہ ضمیر علیہ کے بیچ میں راجع طرف ابوبکر کے ھو جواب اُسکا یہہ ھی کہ اول تو ضمیر کا عود چاھیئے کہ اقرب مذکورات کي طرف ھو سو اِس مقام پر ابوبکر ھیں اِسلیئے کہ اُنھیں کي طرف (لصاحبہ) کا اِشارہ ھی (دوسرے) تخلل ضمیر جب ھو کہ (وایدہ) عطف ھو (فانزل اللہ) پر حالانکہ و ایدہ عطف ھی (فقد نصرہ اللہ) پر پس تخلل ضمائر بھي واقع نہوا (تیسرے) تخلل في الضمائر قران مجید میں اکثر جگہہ ھی جیسا کہ ان الانسان لربہ لکنود و انہ علي ذلک لشہید الخ میں ھی پس جو اِعتراض نزول سکینہ کا ابوبکر پر تھا رد ھوا اور بفضلہ تعالیٰ نازل ھونا تشفي کا ابوبکر صدیق پر ثابت ھوا اور جو کچھہ قاضي صاحب اور ملا صاحب اور اُنکے مشائخ اور مقلدین نے لکھا پڑھا تھا وہ سب باطل ھوا اور اُس کي بیھودگي اور سفاھت کا حال بھي سب پر کھل گیا اور نہ فقط ھم اھل سنۃ ان اِعتراضات کو بیھودہ سمجھتے ھیں بلکہ بعض حضرات امامیہ بھي کبھي شرما کر اِقرار اُس کے سفاھت کا کرنے لگتے ھیں جیسا کہ صاحب مجمع البیان طبرسي نے اپني تفسیر میں لکھا ھی کہ و قد ذکرت الشیعۃ في تخصیص النبي في ھذہ الایۃ بالسکینۃ کلاماً راینا الاضراب عن ذکرہ احري لئلا ینسبنا ناسب الي شئي کہ شیعوں نے اِس آیۃ میں تسلي کو پیغمبر صاحب کے ساتھہ مخصوص ھونے پر ایسي باتیں لکھي ھیں کہ ھم اُن کا نہ لکھناھي مناسب سمجھتے ھیں تاکہ کوئي کہنے والا ھم کو بھي کچھہ کہنے نہ لگے پس اِس علامہ کے اِن لفظوں سے صاف ظاھر ھی کہ وہ باتیں جو شیعہ ذکر کرتے ھیں ایسي پوچ اور بیھودہ ھیں کہ اُن کو بیان کرنے سے اُسے شرم آتي ھی *

غرض کہ اب اچھي طرح پر معلوم ھوگیا کہ اِن آیتوں سے وہ فضایل حضرت ابوبکر صدیق کي ثابت ھوتي ھیں جو اُوپر ھم نے بیان کیئے اور جو اِعتراضات شیعوں کے ھیں وہ بالکل پوچ اور بیھودہ ھیں اور سیاق آیت بھي اِسي پر شاھد ھی اِسلیئے کہ اگر اِن آیتوں میں ابوبکر صدیق کے ذکر کرنے سے اُن کے رفاقت اور نصرت کا بیان منظور نہوتا تو یہہ کوئي موقع اُن کے نفاق کے اِظہار کا نہ تھا کہ یہہ بات خود حضرات امامیہ جانتے ھیں اور دل میں سمجھتے ھیں مگر صرف اپنے مذھب کے تعصب کے سبب سے ایسي صریح اور صاف آیت سے اِنکار کرتے ھیں اور باوجود کھل جانے امر حق کے فضیلت افضل الصحابہ کا اِقرار نہیں فرماتے ھیں اور اپنے آپکو ایسي آیات کے اِنکار سے مستحق جہنم بناتے ھیں نعوذ باللہ من شرور انفسھم و من سیئات اعمالھم *

عدم ایمان از فضیلت سکینه محروم ماندہ باشد و ایضاً بنص قرانی ابا دارد ازان که در آیه غار سکینه بر غیر رسول باشد خلاصه اِس سارے تقریر کا یہه هی که خدا نے جہاں تسلي مومنین پر نازل کي هی تو وهاں اول رسول پر نازل کي اور بعدہ مومنین پر کسي جگہه فقط مومنین پر تسلي نازل نہیں کي تو کیونکر ممکن هی که غار میں پیغمبر صاحب کو چھوڑ کر فقط ابوبکر پر تسلي نازل کي هو پس اِسي آیۃ سے ابوبکر کا عدم اِیمان ثابت هوا اِسلیئے که اگر وہ با اِیمان هوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا اُنپر بھي تسلي نازل کرتا لیکن یہه دعویٰ قاضي صاحب اور اُنکے مشائخ کا که یہه امر خلاف نص قراني کي هی که تشفي فقط مومنین پر خدا نازل نہیں کرتا محض غلط هي کسي آیت سے صراحۃً کیسا کنایۃً بھي تو یہه بات نہیں پائي جاتي که تسلي سواے پیغمبر کے دوسرے پر تنہا نازل نہیں هوئي اور اگر دو چار جگہه مومنین پر بشمول نبي و رسول کے تسلي نازل کرنیکا ذکر آیا هي تو اِس سے اِنکار نزول تسلي سے بلا شمول رسول کے مومنین پر لازم نہیں آتا پس اگر فرض کیا جاوے که کسي جگہه قران مجید میں ذکر نزول سکینه کا فقط مومنین پر نہوتا تب بھي یہه اِعتراض درست نه تھا نه که خدا کے فضل سے نزول سکینه کا فقط مومنین پر بلا شمول رسول کے هونا قران مجید میں مذکور هی مگر حضرات اِمامیه میں سے سلفاً عن خلف کوئي حافظ قران تو هوا هي نہیں اور شاید قاضي صاحب نے اور اُنکے مشائخ کرام نے از اول تا آخر قران مجید کو تمام عمر میں ایک مرتبه دیکھا تک نہیں ورنه اِس زور شور سے اِنکار نه کرتے اور اِس شد ومد کے ساتھه یہه نه فرماتے که خدایتعالیٰ هرگز در هیچ جاے که یکے از اهل اِیمان با حضرت بودہ اند انزال سکینه نه نمود چنانچه اب هم حضرات اِمامیه کو نشان دیتے هیں که نزول سکینه تنہا مومنین پر بلا شمول پیغمبر صاحب کے سورہ انا فتحنا میں دو مقام پر مذکور هي اگر شک هو تو قران مجید میں سے اُس سورہ کو نکالکر دیکھه لیں که الله جلشانه پہلے رکوع میں فرماتا هی هوالذی انزل السکینۃ في قلوب المومنین لیزدادوا اِیمانا مع ایمانہم اور پھر تیسرے رکوع میں اِرشاد کرتا هی که اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافي قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم پس اي مومنین ذرا غور سے اِن آیتوں کو پڑھو اور دس بیس قرانوں کو ملاؤ که کسي میں یہه تو نہیں لکھا هی که هوالذي انزل السکینۃ في قلب رسوله و قلوب المومنین یا فانزل السکینۃ علیٰ رسوله وعلیہم اگر عرب سے عجم تک هند سے ایران تک کسي قران میں علیٰ رسوله کا لفظ هو تو تم سچے تمهاري مجلسي سچے اور اگر کسي میں یہه لفظ نہو اور ایران اور کوفه کے قرانوں میں بھي فانزل السکینۃ علیہم لکھا هو تو پھر تم هي اِنصاف کرو که تم اور تمهارے قاضي اور اُنکے متقدمین و مشائخ جھوٹھے هیں یا سچے اي یارو افسوس کرنے کي بات هی که صدها برس گذر گئے که یہه مباحثه هو رها هی اور آج تک کسینے سورۂ فتح کو نکال کر بھي نه دیکھا اور فانزل السکینۃ علیہم پر خیال نه کیا اور ابتک اُنہیں قاضي صاحب کے جھوٹھے قول پر ناز هي اور اُنکي فضیلت و قابلیت پر افتخار هي اور سب سے زیادہ افسوس اِس پر هی که حضرات امامیه جنمیں سے دو چار هي ایسے شخص نکلینگے جنکو قران کي سورتوں کے نام بھي یاد هوں اور دو ایک هي ایسے هونگے جنکو انا انزلناہ اور قل هو الله کے سواے کلام الله کے دو چار رکوع حفظ هوں ورنه خدا کے فضل سے سب کے سب قران شریف سے بیخبر کلام الله سے نا واقف اور باایں نا واقفیت یہه شوخي که اهل سنت و

صاحب کي بناوٹ هی یا ملا مجلسي صاحب کي تہمت اِسلیئے که کسي اهلسنت نے اب تک یہه دعوي نہیں کیا که پیغمبر صاحب ابوبکر کو اُنکے مارے جانے کے خیال سے غار میں لیگئے اور حضرت علي کو چھوڑ گئے اور اگر یہه کہا جاوے که مراد نواصب سے خارجي دشمن اهلسنت هیں شاید اُنہوں نے یہه اعتراض کیا هو تو وہ بھي بعید از قیاس هی اِسلیئے که وہ حضرت علي کو خلیفه بر حق نہیں جانتے تو یہه فرمانا امام صاحب الامر کا که تم چاروں خلیفوںکو بر حق سمجھتے هو بے موقع اور غلط هوا جاتا هی اور امام صاحب کا باوجود هونے عالم ماکان اور مایکون کے خوارج کے عقیدہ سے بیخبر هونا ثابت هوتا هی پس کوئي صاحب تعلیب المکاید کي اولاد اور احفاد اور مریدوں سے پوچھے که بناوٹ اِسے کہتے هیں جو اُنکے شیخ صدوق اور مجلسي نے کي یا اُسے کہتے هیں جو خاتم المحدثین نے کي افسوس اِن بیخبروںکي حال پر که اپنے گھر کے شوستري اور مفتري کے افترا سے تو بیخبر هیں اور اوروں پر طعنه کرتے هیں
(منه عفا عنه)

نکالکر نه دکهلا دیا اور اُسکي صحت کو امام کے قول سے ثابت نه کر دیا تب تک اُنهوں نے اِس حدیث کي صحت پر کیا شور و غل مچایا اور اُسکي موضوعیت اور بطلان کے اثبات میں دفتر کے دفتر سیاه کیئے یہاں تک که قاضي نورالله شوستري نے کس شد و مد سے احقاق‌الحق میں فرمایا هی که

اما مارواه من حدیث اصحابي کالنجوم ففیه من اثار الوضع والبطلان مما لا یخفی که اِس حدیث کي موضوعیت پر اِتني نشانیاں هیں که بیان نہیں هو سکتیں لیکن افسوس که قاضي صاحب نے یهه خیال نه فرمایا که جس حدیث کي موضوعیت کا دعوي اِس شد و مد کے ساتهه کرتے هیں وه خود همارے حدیث کي کتابوں میں منقول هی اور جس کے بطلان کا اِلزام اهلسنت پر لگاتے هیں وه بروایت ائمه کرام همارے اصول کے موافق ثابت هی هاں اِتنا فرق هی که سني بیچاروں کي راوي ضعفا اور مجاهیل هیں اور خود بدولت کي یہاں راوي ائمه کرام هیں پس اگر سنیوں کے طور پر روایت کي هوئي حدیث کو غلط کهه دیا یا خود سنیوں نے اپنے طور پر راویان احادیث کو ضعیف تصور کیا تو کچهه هرج نہیں اگر قاضي صاحب نے یا کسي اَور صاحب نے اِس حدیث کو موضوع بتلانا اور باوجود تصدیق امام موسي رضا کے اُس کو جهٹلایا تو اُسنے اپنا دین هي غارت کیا اور امام کي تکذیب کرکے اپنے آپ کو دائره اِیمان سے خارج کیا *

اب هم اُن تحریفات کو بیان کرتے هیں جو علماؤ امامیه نے اِس حدیث کي نسبت کي هیں عیون اخبار میں جو حدیث هم نے اصحابي کالنجوم نقل کي هی اُس میں بعد اُن الفاظ کے یهه عبارت بڑهائي هی یرید من لم یغیر بعده و لم یبدل الخ †که مراد اُن اصحاب سے جو حدیث میں مذکور هیں وه هیں جنهوں نے کچهه تغیر و تبدل نہیں کي تب پوچهنے والے نے امام سے پوچها که یا حضرت هم کیونکر جانیں که اصحاب نے کچهه تغیر و تبدل کي هی تب امام نے جواب دیا که خود پیغمبر صاحب کي حدیث موجود هی که حضرت نے فرمایا که کچهه لوگ میرے اصحاب سے قیامت کے دن حوض سے علحده کر لیئے جاوینگے تب میں کهونگا که خدایا یهه میرے اصحاب هیں تب الله جلشانه فرماویگا که تو نہیں جانتا که اُنهوں نے تیرے پیچهے کیا کیا اور وه دوزخ کي طرف کهینچ لیئے جاوینگے تب میں کهونگا که دور هو دفع هو اِن الفاظ کے بڑهانے سے غرض یهه هی که بعض اصحاب به سبب ارتداد کے حدیث کي مصداق سے خارج هو جائیں لیکن تب بهي همارا کچهه نقصان نہیں اِس لیئے که هم خود قایل هیں که جو لوگ پیغمبر کے بعد مرتد هوگئے وه اِس حدیث کے مصداق سے خارج هیں اور اصحاب مقبولین نے نه تغیر و تبدیل کیا نه اِس حدیث کے مصداق سے خارج هوئے اور خود حضرات امامیه کا اِقرار هی که اصحاب مقبولین حدیث حوض کے مصداق سے مستثني هیں جیسا که صاحب استقصاء الافحام نے بجواب منتهي الکلام کے مسلک ثاني کے ایک مقام پر اِس کا اِقرار کیا هی و هذه عبارته که

هرگز حدیث حوض در حق مقبولین اصحاب کرام جناب خیرالانام صلي‌الله علیه و اله و سلم وارد نیست و هرگز این حدیث برانها منطبق نمي تواند شد اور اِس امر کو که خلفاء راشدین اور انصار و مهاجرین اصحاب مقبولین تهے هم اسي حدیث کے بحث میں فصل ارتداد صحابه میں ثابت کرینگے انشاء الله تعالی ولو فرضنا که بعض اصحاب مقبولین مغیرین و مبدلین میں هوں لیکن تا هم اکثر اصحاب کي نسبت اِس حدیث کا مضمون صادق آتا هی اِسلیئے که افصح الفصحا ابلغ البلغا علیه التحیه والثنا ایسا لفظ تشبیه میں صحابه

†یرید من لم یغیر بعده و لم یبدل قیل و کیف نعلم انهم قد غیر و اوبدلوا قال لما یروونه من انه صلي الله علیه وسلم قال لیذادن رجال من اصحابي یوم القیامة عن حوضي کما تذاد غرائب الابل عن الماء فاقول یارب اصحابي اصحابي فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول بعداً لهم وسحقا افتری هذا لمن لم یغیر و لم یبدل انتهي

• ائمہ کرام کي شہادتیں صحابہ کي فضیلت میں

پہلي حدیث

شیعوں کي کتابوں میں بروایت ائمہ کرام علیہم السلام منقول هی کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اصحابي کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے هیں اُن میں سے جس کسي کي پیروي کروگے هدایت پاؤگے اور نیز حضرت نے فرمایا هی کہ دعوا لي اصحابي کہ میرے اصحاب کو میرے لیئے چھوڑو یعني میرے حقوق صحبت کي اُن کے حق میں رعایت کرو اور اُن کي عیب جوئي نہ کرو اِن دونوں حدیثوں میں سے پچھلي حدیث کي صحت لفظاً و معناً علماء امامیہ کے نزدیک مسلم هی اور صاحب استقصاء الافحام نے بھي اُس کو قبول کیا هی لیکن پہلي حدیث کي نسبت کچھہ کلام هی اِس لیئے هم پچھلي حدیث کي نسبت صرف یہي کہتے هیں کہ جب اُس کي صحت پر اِقرار هی تو کیا وجہ هی کہ اُس پر عمل نہیں کرتے اور جو پیغمبر صاحب نے اپنے اصحاب کے حق میں فرمایا اُس کو نہیں مانتے کیوں حقوق صحبت پیغمبر کي اُن کے حق میں رعایت نہیں کرتي اور کس لیئے اُن کي عیب جوئي سے باز نہیں آتے اور کس واسطے باوجود سفارش پیغمبر صاحب کے اُن کي دشمني ترک نہیں کرتے اور پہلي حدیث اصحابي کالنجوم کي نسبت هم اقوال ائمہ کرام کو امامیہ کي کتابوں سے نقل کرکے اُسکي صحت ثابت کرتے هیں اور علماء امامیہ نے جو تاویلات اور تحریفات لفظي و معنوي کي هیں اُنکو ظاهر کرکے اُسکا بطلان ثابت کرتے هیں *

واضح هو کہ عیون اخبار میں جو معتمدین کتب امامیہ سے هی لکھا هی کہ حدثنا الحاکم ابو علي الحسن ابن احمد البیهقي قال حدثنا محمد ابن یحیي الصولي قال حدثنا محمد بن موسي ابن نصر الرازي قال حدثني ابي قال سئل الرضا علیہ السلام عن قول النبي صلي اللہ علیہ و الہ و سلم اصحابي کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم و عن قولہ دعوا لي اصحابي فقال هذا صحیح کہ ایک شخص نے امام موسي رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا هی کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے هیں اُن میں سے جس کسي کي پیروي کروگے هدایت پاؤگے اور یہہ بھي فرمایا هی کہ چھوڑو میرے واسطے میرے یاروں کو تو امام موصوف نے جواب دیا کہ یہہ صحیح هی اِس روایت سے ثابت هوا کہ حدیث اصحابي کالنجوم جن لفظوں سے کتب اهلسنت میں منقول هی اُنھیں لفظوں سے کتب امامیہ میں مذکور هی اور امام موسي رضا علیہ السلام کي زبان سے اُس کي صحت پر علماء امامیہ کو اِقرار هی اور نہ صرف اِسي ایک روایت سے اِسکا ثبوت هوتا هی بلکہ اور بھي بہت سي روایتیں مؤید اِسکي کتب امامیہ میں موجود هیں کہ بعد ملاحظہ اُن کے کسي شیعي کي یہہ مجال نہیں کہ اِس حدیث کي صحت سے اِنکار کر سکے یا اُسکو موضوع کہہ سکے یا اُسکو خبر احاد کہکر اپنا پیچھا چھڑاوے اِس لیئے کہ شیخ صدوق نے معاني الاخبار میں اور علامہ طبرسي نے احتجاج میں اور ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں اور ملا حیدر آملي اثنا عشري نے جامع الاسرار میں اِس حدیث کے مضمون کي صحت پر اِقرار کیا هی پس تعجب هی علماء متقدمین امامیہ پر کہ جب تک علماء اهلسنت نے اِس حدیث کو خود اُن کي کتابوں سے

کے لفظ سے اهلبیت اور اهلبیت کے لفظ سے اصحاب مراد نہ لے اور صرف ایک حدیث اصحابي کالنجوم میں خلاف تبادر اذهان اور مخالف محاورہ و عادت کے اصحاب کے معني اهلبیت کے لیئے جائیں اور پهر بهي ایسے معنے بنانیوالے اپنے آپ کو مصداق یحرفون الکلم عن مواضعہ کا نہ سمجهیں ای حضرات ذرا تو اِنصاف کرو کہ اگر کوئي سني بیچارہ اپني زبان سے نکالے کہ اهلبیت میں ازواج مطهرات بهي داخل هیں اور مثل اهلبیتي کسفینۃ نوح کے مصداق میں وہ بهي شامل هیں اور آیہ تطهیر میں جو لفظ اهلبیت مذکور هی اُس سے پیغمبر کي ازواج مطهرات مراد هیں بلکہ مراد لینا بہ یکطرف وہ بهي شامل هیں تو دیکهو کہ تمهارے علماء کیسا شور غل مچاتے هیں قیامت برپا کرتے هیں آسمان زمین کو ملاتے هیں نوحہ و فریاد کي آواز عرش تک پهنچاتے هیں کهنے والے کو خارجي اور ناصبي اور دشمن اهلبیت کا بتلاتے هیں اور با آنکہ اهلبیت سے ازواج مراد لینا ٹهیک محاورہ کے موافق هی تسپر تحریف کا اِلزام لگاتے هیں اور خود حب اصحاب سے مراد اهلبیت اور یار اور رفیق کے لفظ کو بهائي اور آل اولاد کي سمت استعمال کرتے هیں تو کچهہ بهي نہیں شرماتے شرمانا کیسا ایسي سمجهہ پر ناز کرتے هیں ایسے حوائوں پر سر افتخار بلند کرتے هیں پس ایسي سمجهہ کا کیا علاج اور ایسے حواب کا کیا جواب

این سدرہ واین چشمہ واین لالہ واین گل آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

پس هر شخص جو ذرا بهي اِنصاف اور سمجهہ کو دخل دے یقین کریگا کہ اگر پیغمبر صاحب اِس حدیث کو اهلبیت کي شان میں فرماتے تو صاف لفظ اهلبیت کا اِرشاد کرتے اور بجاے اصحابي کالنجوم کي اهلبیتي کالنجوم فرماتے هاں شاید حضرات شیعہ یہہ جواب دیں کہ پیغمبر صاحب نے معاذ اللہ تقیہ کو دخل دیا اور اصحاب کے خوش کرنے کو لفظ اصحابي فرمایا اور جب گهر میں آئے اور اهلبیت نے شکایت کي تب آپ نے اُن سے یہہ فرما دیا هو کہ مراد اصحاب سے تم هو *

دوسري دلیل

اگر هم لفظ اصحاب سے اهل بیت کے معنے مراد لینے پر کچهہ دارو گیر امامیہ کي نہ کریں اور اُنکي اِس تحریف معنوي کو تسلیم بهي کر لیں تب بهي موافق اُن کے عقیدہ کے یہہ حدیث شان میں اهل بیت کے صادق نہیں آتي اِسلیئے کہ اهل بیت کا اطلاق دوازدہ امام پر هوتا هی اور اصحاب کا اطلاق صرف اُنهیں لوگوں پر جو حضرت کے صحبت میں رهے† او رسواے حضرت علي اور حسنین علیهم السلام کے اور نو امام پیغمبر صاحب کے پیچهے پیدا هوئے پس یہہ ظاهر هی کہ نو اماموں پر لفظ اصحاب کا صادق نہ هوگا تو حدیث اصحابي کالنجوم میں سے سواے حضرت علي اور حسنین علیهم السلام کے اور سب ائمہ کرام خارج هو جائینگے اور وہ نجوم کي تشبیہ سے مستثني کر دیئے جائینگے اور اُنکے اقتدا باعث هدایت نہ سمجهي جائیگي (و نعوذ باللہ من ذلک) کون مسلمان هی کہ ایسي بات زبان پر لاویگا اور ائمہ کرام کي نسبت ایسا خیال کریگا پس ثابت هوا کہ مراد اصحاب سے اهل بیت نہیں هیں ورنہ پیغمبر صاحب ضرور لفظ اهل بیت کا فرماتے اور بجاے اصحابي کالنجوم کي اهلبیتي کالنجوم اِرشاد کرتے تاکہ کوئي امام اُس کے مصداق سے خارج نہ هوتا هاں ممکن هی کہ حضرات شیعہ یہہ جواب

† قاضي نور اللہ شوستري نے مجالس المومنین میں لکها هی کہ تعریف صحابي بنابر اظهر اقوال آن سنت کہ ملاقات نمودہ باشد با پیغمبر صلي اللہ علیہ و الہ وسلم در حالتیکہ اِیمان باو آوردہ باشد

کے بیان فرمایا ھی کہ جس طرح پر وہ فضیلت پر دال ھی اُسیطرح پر کثرت پر یعنے لفظ نجوم پس حضرت کا یہہ فرمانا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ھیں اُنکے بیشمار ھوے پر دلالت کرتا ھی اور سواے جاھل اور نادان کے کوئي ستاروں کے مثال کو معدودي چند کے حق میں وارد نہیں سمجھہ سکتا و سلمنا کہ بہت ھي تھوڑے بلکہ دو تین ھي اصحاب پر جو ارتداد سے بچ گئے یہہ حدیث منطبق ھووے تب بھي یہہ عقیدہ امامیہ کا کہ اقتدا صرف اھلبیت کي واجب ھی اور دوسرے کي نا جایز باطل ھوتا ھی اور اھتداء جو کہ مخصوص اھلبیت کے لیئے ھی اُس میں دو چار کا شریک ھونا ثابت ھوتا ھی († و لم یقل بہ احد منھم) غرض کہ جب حضرات امامیہ نے دیکھا کہ یہہ عبارت زاید بھي بیکار ھوئي اور اِسنے بھي دار و گیر اھلسنۃ سے نہ بچایا تب اِس کو چھوڑا اور دوسرے طور پر تاویل کو کام فرمایا اور یہہ دعوي کیا کہ مراد اصحاب سے اھل بیت ھیں جیسا کہ صاحب استقصاء الافحام نے بجواب منتھي الکلام کے فرمایا ھی (مراد از اصحاب درحدیث اصحابي کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اھل بیت علیھم السلام اند) لیکن ھم اِس دعوي کو چند دلیلوں سے باطل کرتے ھیں *

† اور اُن میں سے کوئي اِسکا قائل نہیں ھی

دلیل اول

اصحاب کے لفظ سے اھلبیت مراد لینا داد تحریف دینا ھی اِسلیئے کہ عرفاً اصحاب کا اطلاق یار دوستوں پر اور اھلبیت کا گھر والوں پر ھوتا ھی شرعاً اصحاب سے مراد پیغمبر پر ایمان لانیوالے اور رفقا لیئے جاتے ھیں اور اھلبیت سے گھر والے اور بني فاطمہ سمجھے جاتے ھیں بلکہ احادیث نبوے اور اقوال ائمہ اطہار سے یہہ ظاھر ھی کہ دونوں لفظوں کے مصداق دو فریق علحدہ علحدہ ھیں جہاں یاران پیغمبر کي شان میں کوئي حدیث یا قول ھی وھاں لفظ اصحاب کا آیا ھی اور جہاں خاندان نبوے اور ائمہ اطہار کا ذکر ھی وھاں لفظ اھلبیت اور عترت کا چنانچہ پیغمبر خدا نے فرمایا ھی کہ اني تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتي یا مثل اھلبیتي کسفینۃ نوح یا امام زین العابدین نے اپنے دعا میں جو صحیفہ کاملہ میں مذکور ھی فرمایا ھی اللھم و اصحاب محمد خاصۃً الذین احسنوا الصحابۃ الخ اگر لفظ اصحاب یاران پیغمبر کے لیئے مخصوص نہ ھوتا اور اُس کا اِستعمال اھلبیت اور عترت کي نسبت بھي ھوتا تو کیوں اِن احادیث میں الفاظ اھلبیت اور عترت کي تخصیص کیجاتي اور کس لیئے پیغمبر خدا حدیث اني تارک فیکم الثقلین میں بجاے کتاب اللہ و عترتي کي کتاب اللہ و اصحابي نہ فرماتے اور حدیث مثل اھلبیتي کسفینۃ نوح میں مثل اصحابي کسفینۃ نوح ارشاد نہ کرتے اور کس واسطے پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و سلم جب حضرت فاطمہ کے گھر جاتے تو (سلام علیکم اھل البیت) فرماتے اور سلام علیکم یا اصحابي نہ کہتے غرضکہ احادیث نبوے اور اقوال ائمہ اطہار سے صاف معلوم ھوتا ھی کہ اصحاب اور اھلبیت کے لفظ محاورہ میں دونوں ایک دوسرے سے جدا ھو گئے اور دونوں کے مصداق دو فریق ھو گئے اصحاب کا اطلاق یاروں دوستوں پر اور اھلبیت کا استعمال گھروالوں پر ھوتا رھا اور ابتک خواص اور عوام دونوں فریق کے ویساھي استعمال کرتے ھیں پس نہایت تعجب کي بات ھی کہ صدھا احادیث ھزارھا اقوال میں تو اصحاب کا لفظ یاران پیغمبر پر اور اھلبیت کا لفظ گھر والوں پر استعمال کیا جاوے اور کسي حدیث کسي قول میں کوئي اصحاب

چنانچه صاحب استقصاء الافحام نے جواب میں منتهي الکلام کے لکھا ھی که اِس روایت سے ثابت ھوتا ھی که دو حدیثوں کي نسبت سائل نے سوال کیا ایک حدیث اصحابي کالنجوم کي نسبت دوسري حدیث دعوالے اصحابي کي نسبت اور امام موسي رضا علیه‌السلام نے (ھذا صحیح) اُس کے جواب میں فرمایا پس یهه جواب صرف حدیث اخیر کي نسبت ھی نه حدیث اول کي نسبت کما قال

از ملاحظه این حدیث شریف ظاهر است که انچه مُخاطب در ترجمه آن گفته که امام رضا علیه‌السلام حکم به صحت این هر دو حدیث نمود غیر صحیح است زیرا که هرگز تصریح به صحت هر دو حدیث درین روایت صراحةً که مدلول کلام اوست مذکور نیست بلکه لفظ هذا صحیح مذکور است و جایز است که آن متعلق بهر دو حدیث نباشد بلکه محتمل است که گو سائل در سوال از دو حدیث استفسار کرده بود مگر آن جناب در جواب یکي ازان که حدیث اخیر است بیان فرموده

اِس جواب با صواب میں تین خطائیں ھیں (اول) خود مجیب اِس جواب کو یقیناً بیان نہیں فرماتا اور جایز است اور محتمل است بجاے واجب است و یقینی است کے اِستعمال کرتا ھی اور اِحتمال اور شک سے اِس حدیث کے جسکي صحت میں بقول امام کچھه شک نہیں تکذیب فرماتا ھی (دوسرے) یهه اِحتمال بھي فقط اِحتمال ھي اِحتمال ھی اِسلیئے که جب سائل نے دو حدیثوںکي نسبت اِستفسار کیا اور امام نے ھذا صحیح کهکر جواب دیا تو یقیناً یهه امر ثابت ھوا که حضرت امام نے سائل کے قول کي تصدیق کي اور اُس کا قول دو حدیثوں کي نسبت تھا اِس سے دونوں کي صحت ثابت ھوئي رھا یهه اِحتمال که اگر امام دونوں حدیثوں کي صحت تسلیم کرتے تو ھذان صحیحان فرماتے یهه قابل لحاظ کے نہیں ھی اِس لیئے که مقصود سائل کا واحد تھا یعني قول به نسبت مدح صحابه کے تو حرف اِشارہ واحد کا مقصود واحد کي نسبت اِستعمال کرنا خلاف محاورہ نہیں ھی (تیسرے) سائل نے دو حدیثوں کي نسبت اِستفسار کیا اور امام نے فقط ھذا صحیح فرمایا پس اگر ھم تسلیم بھي کریں که یهه جواب دوسري ھي حدیث کي نسبت ھی تو پہلي حدیث کا جواب کیا ھی کیا یهه کسي کے خیال میں آتا ھی که سائل دو حدیثوں کي نسبت سوال کرے اور امام ایک حدیث کي نسبت جواب دیں اور دوسرے کي نسبت لا ونعم کچھه نه فرماویں اور اُس کي صحت اور عدم صحت کي نسبت کچھه بھي زبان مبارک سے اِرشاد نه کریں اور ایک مجمل لفظ کهکر سائل کو حیرت میں ڈالیں شاید حضرات امامیه یهه جواب دیں که ائمه کي شان یهي ھی که کبھي کسي کو جواب صاف نه دیں اور تقیه کو کسي حالت میں نه چھوڑیں اور ھمیشه گول بات کے سوا زبان سے کچھه اِرشاد نه فرماویں خدا کے واسطے ذرا اِنصاف کرنا چاھیئے که جس سائل نے امام سے سوال به نسبت دو حدیثوں کے کیا تھا جب اُس کے جواب میں امام نے (ھذا صحیح) فرمایا تو وہ کیا سمجھا ھوگا دونوں حدیث کی نسبت یا ایک ھي حدیث کي نسبت اگر وہ ایک ھي حدیث کي نسبت سمجھتا تو ضرور وہ دوسري حدیث کي نسبت مکرر اِستفسار کرتا اور اگر وہ دونوں حدیثوں کي نسبت سمجھا تو یا امام کے اُن لفظوں کا یهي مطلب ھوگا یا معاذ الله امام نے اُس کو جان بوجھه کر مجمل لفظ کهکر دھوکهه میں ڈالا ھوگا لیکن اگر ھم اِس روایت میں امام کے تصدیق کو به نسبت دوسري ھي حدیث کے سمجھیں

دیں کہ نو امام جو پیغمبر صاحب کے روبرو پیدا نہیں ہوئے اگرچہ باعتبار عالم اجسام کے لفظ اصحاب کے مصداق سے خارج ہیں مگر بلحاظ عالم ارواح کے اصحاب میں داخل ہیں *

تیسری دلیل

جو عبارت (من لم یغیر بعدہ) کے اِس حدیث کے آگے زیادہ لکھی ہی اُسنے اِس تاویل کا دروازہ بند کر دیا اور لفظ اصحاب سے اہلبیت کے معنے لینے کو منع کر دیا اِسلیئے کہ حضرات نے تو یہہ خیال کیا کہ اگر اور کچھہ الفاظ اِس حدیث کے آگے نہ بڑھائے جاوینگے اور فقط ھذا صحیح کہکر یہہ حدیث ختم کر دی جاویگی تو سنیوںکے دار و گیر سے نجات نہ ملیگی اور حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت سنکر وہ جان آفت میں ڈال دینگے اِسلیئے یہہ الفاظ امام صاحب کی طرف سے بڑھا دیئے کہ مراد اصحاب سے وہ لوگ ہیں جنھوں نے کچھہ تغیر و تبدل دین میں نہیں کی اور جو مرتد نہیں ہوئے اور جو دوزخ کی طرف نہ کھینچے جائینگے اور جنسے پیغمبر خدا بیزاری اپنی ظاہر نہ کرینگے پس اِن الفاظ سے ہمارا نقصان تو کچھہ نہوا اِسلیئے کہ ہم بھی ایسے تغیر و تبدیل کرنیوالوں کو اور مرتد ہو جانیوالوں کو اِس حدیث کے مصداق سے خارج سمجھتے ہیں اور خلفاء راشدین اور انصار و مہاجرین کو گو ہزار طرح پر امامیہ مرتدین میں شامل کرنا چاہیں وہ شامل نہیں ہو سکتے کہ اِسکا بیان تفصیلی بحث ارتداد صحابہ میں ہوگا انشاء اللہ تعالی لیکن اِن الفاظ سے ہم کو بہت ہی فائدہ ہوا اور حضرات امامیہ کی تاویل و تحریف کا حال اِس سے کھل گیا اِس لیئے کہ اگر یہہ الفاظ نہ ہوتے تو خیر کسی نہ کسی طرح پر وہ اپنا دل خوش کر سکتے تھے اور اصحاب سے مراد اہلبیت لے سکتے تھے لیکن اِن لفظوں نے مجبور کر دیا کہ وہ کسی طور سے اصحاب سے اہل بیت مراد نہیں لے سکتے اِس لیئے کہ اگر حدیث اصحابی کالنجوم میں مراد اصحاب سے اہل بیت ہوں تو جو الفاظ (من لم یغیر بعدہ) کے آگے بیان کیئے گئے ہیں وہ بھی اُنکے شان میں وارد ہونگے تو معاذ اللہ معنے اُس کے مطابق قول شیعوں کے یہہ ہونگے کہ وہی اہل بیت مثل ستاروں کے ہیں جنھوں نے دین میں تغیر و تبدیل نہیں کی (و نقل کفر کفر نہ باشد) جو مرتد نہیں ہوئے پس کس منہہ سے اِس حدیث کو شان میں اہل بیت کے کہینگے اور کس طرح اہلبیت نبوی پر تہمت تغیر و ارتداد کے لگاوینگے غرض کہ اِن الفاظ نے امامیہ کی تحریف کو ثابت کر دیا اور اُنکے تاویل کا دروازہ بند کر دیا سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی کہ جن الفاظ سے ہم پر اِلزام دیا چاہتے تھے اُنسے خود ہی ملزم ہو گئے اور جو عبارت ہمارے قایل کرنے کے لیئے بڑھائی تھی اُس سے خود قایل ہو گئے

عدو شود سبب خیر خدا خواہد　　خمیر مایہ دوکان شیشہ‌گر سنگ است

جب علماء امامیہ نے دیکھا کہ یہہ دعوی بھی ثابت نہیں ہوتا اور اِس حدیث میں اصحاب کے لفظ سے اہل بیت کے معنے نہیں بنے تب مجبور ہو کر حدیث اصحابی کالنجوم کی صحت سے اِنکار کیا اور اُس کے عدم صحت کا دعوی کر کے اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا مگر ہزار شکر اِس پر ہی کہ الفاظ حدیث سے اِنکار نہیں کیا اور اُس عبارت کو جو اُوپر ہم نے نقل کی ہی نہیں جتھلایا بلکہ صرف تاویل اور تحریف معنوی کو کام فرمایا ہی اور فقط شبہات اور احتمالات سے اُس کی صحت سے اِنکار کیا ہی.

بایها اخذ اهتدي باي اقاويل اصحابي-اخذتم اهتديتم و اختلاف اصحابي لكم رحمة يعنے امام جعفر صادق نے فرمایا كه فرمایا پیغمبر خدا صلي الله عليه و اله و سلم نے كه جو پاؤ تم خدا كي كتاب میں اُس پر عمل كرو كوئي عذر تم كو اُسكے ترك پر نهیں هو سكتا اور جو كچهه كتاب خدا میں نه پاؤ اُس میں میري سنت پر عمل كرو كوئي عذر تم كو میري سنت كے ترك پر نهیں هو سكتا اور جسمیں میري سنت نه ملے اُس میں عمل كرو اُس پر كه جو كچهه میرے اصحاب نے كها هو كیونكه میرے اصحاب تمهارے بیچ میں ایسے هیں جیسے كه ستارے جسطرح پر جس كسي ستاره كو كوئي لے لے راه پر پهنچ جائیگا اِسي طرح پر میرے اصحاب هیں كه جس كسي قول كو میرے اصحاب كے تم لے لوگے هدایت پاؤگے اور میرے اصحاب كا اختلاف تمهارے واسطے رحمت هی اِس حدیث كي صحت میں كسي كو كلام نهیں اِس لیئے كه علامه طبرسي نے احتجاج میں اور ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں اِسكي تصدیق كي هی پس یهه حدیث معناً مطابق حدیث سابق كے هی بلكه اختلاف اصحابي لكم رحمة كا فقره اۏر زیاده هی پس اِنكار حدیث سابق سے جو عیون اخبار میں مذكور هی تكذیب امام موسي رضا كي ثابت هوتي هی لیكن اگر هم اُس حدیث كو جو عیون اخبار میں مذكور هی كان لم یكن سمجهیں اور اِسي حدیث كو جو معاني الاخبار سے همنے نقل كي صحیح جانیں تب بهي مطلب همارا فوت نهیں هوتا اِس لیئے كه جو الفاظ اِس حدیث كے هیں وه بهي موید همارے قول كے هیں باقي رهے تاویل و تحریف علماء امامیه كے اُسكي نسبت بهي هم بحث كرتے هیں اور جو كچهه تاویلات اُنهون نے كیئے هیں اُس كو ظاهر كرتے هیں *

واضح هو كه شیخ صدوق نے اِس حدیث كو جسطرح اُوپر همنے نقل كیا لكهكر یهه الفاظ اۏر بڑها دیئے هیں فقیل یا رسول الله من اصحابك قال اهلبیتي كه جب حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا كه اصحاب میرے مثل ستاروں كے هیں اور اُنكا اختلاف رحمت هی تب پوچهنےوالے نے پوچها كه یا حضرت آپ كے اصحاب كون هیں حضرت نے جواب دیا میرے اهلبیت اِنهیں الفاظ پر صاحب استقصا نے اپنے جواب كو جو حدیث سابق كي نسبت هی استدلال كیا هی اور حدیث سابق كا اِن لفظوں سے جواب دیا هی پس اگر در حدیث عیون جواب آن حضرت متعلق بهر دو حدیث باشد و معنایش آن باشد كه ازین حدیث نجوم هم مراد اصحاب اند مخالفت و مناقضت با حدیث معاني الاخبار و امثال آن لازم مي آید لهذا بالبداهت قطعاً ثابت شد كه جواب امام رضا علیه السلام متعلق بهر دو حدیث نیست بلكه آن حضرت فقط حال حدیث دعوالي اصحابي بیان فرموده و تفسیر آن باصحابیكه متغیر و متبدل نه شدند نموده زنگ شبهه از خواطر اهل اِیمان زدوده لیكن اِس جواب میں بهي چند نقص هیں (اول) هم اِس عبارت زاید كو صحیح نهیں سمجهتے اور اُس كو تحریف شیخ صدوق كي جانتے هیں كه حضرت نے اپنے مذهب كے موافق یهه الفاظ بڑها دیئے هیں اور یهه صرف هم اپني بدظني سے نهیں كهتے اور هم شیخ صدوق پر تهمت نهیں لگاتے بلكه خود اُنهیں كے علما اُنكي نسبت ایسا خیال كرتے هین اور اُن كو تحریف كے فن میں اُستاد جانتے هیں اگر كسي كو شك هووے تو وه ملا باقر مجلسي كے بحارالانوار كو دیكهے كه ملاي موصوف نے شیخ صدوق كي نسبت كیا فرمایا هی ایك حدیث میں جو

اینحدیث از جد ما ماثوراست و تحریف لفظی دران راه نیافته آري نواصب بتحریف معنوي مبادرت كرده اند كه اینحدیث را بر اهل ردت فرود آوردند و در تیهه ضلالت حیران و سر گردان ماندند ونه دریافتند كه حضرت خاتم المرسلین كسانی رانجوم هدایت فرموده‌اند واقتداء شان را موجب اهتدا قرار داده‌اند كه حال شان درزمان سعادت توامان آن جناب و بعد از وفات شریف بر نهج واحد بود نه كسانیكه مصداق امنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا گردیدند الي قوله و بنده‌را حیرتي كه درخصوص این امر است نه ازان جهت كه امر باقتداء فلان و فلان لازم مي آید بلكه حیرت ازان است كه بعد از احاله امت بد وچیز عظیم القدر یعني قران وعترت ارشاد اینمعني كه اصحاب من مثل ابوذر وسلمان وحذیفه و مقداد وابن مسعود نجوم هدایت اند بهر كه اقتدا كنید راه دین و نجات خواهید یافت و مهتدي خواهید شد چه محمل داشته باشد و مزید حیرت آنكه بعضے از علما میگویند كه مراد اهلبیت اند درین معني به بعضي از اخبار واثار كه خلاف آنرا شیخ ابن بابویه غالبا درهدایه نقل كرده تشبث دارند دربنصورت قطع نظ

توبهي حضرات شيعه كي جان نهين بچتي اِس ليئے كه قطع نظر اِس روايت اور اِس كتاب كي اوُر روايتون سے بهي صحت مضمون حديث اصحابي كالنجوم كي هوتي هى پس اگر علماء اماميه اِس روايت مين اِس حديث كي تكذيب كرين تو اور احاديث كو كيا كرينگے اور كهانتك ائمه كرام كے قولون كو جهٹلاوينگے چنانچه اب هم اِس حديث كي صحت دوسرے طريق سے ثابت كرتے هين ملا حيدر آملي اثنا عشري نے جامع الاستفسارمين لكها هى كه پيغمبر خدا صلي‌الله عليه و اله و سلم نے فرمايا كه انا كالشمس و علي كالقمر و اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم كه مين مثل سورج كے هون اور علي مثل چاند كے اور ميرے اصحاب مثل ستارون كے جنكي پيروي كروگے هدايت پاوگے معلوم نهين كه اِس حديث كو ديكهكر كيسا شعله جانسوز علماء اماميه كے سينه سے نكليگا اور خبر نهين كه يهه شرارة اُنكے خرمن عقل و خرد كو كيسا جلاويگا هان اِسكي بهي تاويل كرينگے كه مراد اصحاب سے اهل بيت هين اُسكا جواب هم اُوپر بيان كرچكے اور اب بهي بيان كرتے هين ليكن قبل جواب دينے كے هم يهه عرض كرتے هين كه جب اِس حديث كي صحت ثابت هو گئي تو عيون اخبارمين جو امام موسي رضا كے جواب سے اُسكي صحت ثابت هوتي هى اُسكا كس منهه سے اِنكار كرينگے اور جو عبارت زايد (من لم يغير بعده) اُس روايت مين هى اُس كو شان مين اهلبيت كے كيونكر صادق سمجهينگے اب اِس تاويل كو جو اِس حديث كي نسبت هى غور سے سنيئے كه جو تقرير اِس علامه اثنا عشري نے كي هى وه اِس امر پر دال هى كه مراد اصحاب سے اهلبيت نهين هين اِسليئے كه اُوپر اِس حديث كے يهه بيان هى كه نبوت مثال نور آفتاب كے هي اور امامت مانند چاند كي روشني كے اور علم علما كا مانند چمك ستارون كے و هذه عبارته بلفظه وورد في اصطلاح القوم تسمية الولاية بالشمسية والقمرية والمراد بهما ولاية النبي و ولاية اولي و نسبة العلماء اليهما كنسبة النجوم الي القمر و الشمس الي قوله فكذلك لايكون للعلماء مدرة ولاظهور مع وجود الاوصياء و انوارهم من حيث الولاية ويويد ذلك كله ما اشار اليه النبي صلي الله عليه واله و سلم لقوله انا كالشمس و علي كالقمر و اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم پس ظاهر هى كه ائمه كرام اوصيا مين داخل هين نه علماء مين اور تمثيل نجوم كي علماء پر صادق هى نه اوصيا پر تو اِس علامه كي تقرير سے ظاهر هوا كه حديث اصحابي كالنجوم مين اصحاب سے مراد اهلبيت نهين هين بلكه علماء هين اور اِس سے همارے دونون مطلب ثابت هوگئے كه يهه حديث صحيح هى اور مراد لفظ اصحاب سے اهلبيت نهين هين اگر اِس روايت پر سيري نهووے اور حضرات اماميه كو اپنے اوُر بزرگون كي تصديق سننے كي خواهش هو تو اوُر بهي سنيں اور تيسرے طريق سے اِس حديث كي مضمون كي صحت پر سند ليں ! شيخ صدوق نے معاني الاخبار مين لكها هى كه حدثنا محمد بن الحسن احمد الوليد رحمه الله قال حدثنا محمد بن الحسن الصفار عن الحسن ابن موسي الخشاب عن غياث ابن كلوب عن اسحق ابن عمار عن جعفر بن محمد عن آبائه عليهم السلام قال قال رسول‌الله صلي‌الله عليه و اله و سلم ما وجدتم في كتاب الله عزوجل فالعمل لكم به لاعذر لكم في تركه و ما لم يكن في كتاب الله عزوجل و كانت فيه السنة مني فلا عذر لكم في ترك سنتي و مالم يكن سنة مني فما قال اصحابي فقولوابه انما مثل اصحابي فيكم كمثل النجوم

! اِس حديث كے مذكور هونيسے كتب اماميه مين جوصدمه حضرات اماميه كو هى اُسكا بيان نهين هوسكتا چنانچه جونهر برين باهم منشي سبحان عليخان صاحب اور اُنكے دينې بهائي نورالدين كے هوئے هين وه اِسپر شاهد هين هم اِنتخاب اُسكا رسالة المكاتيب في رواية الثعاليب والغرائيب مطبوعه سنه ١٢٦٨ هجري سے نقل كرتے هين وهوهذه

اِنتخاب خط سبحان عليخان بنام مولوي نور الدين منقول از صفحه ١٠١ رسالة المكاتيب

چنانچه المي بي پايان از بودن سند حديث اصحابي كالنجوم درطرق شيعه از تحرير خدام در يافته بر داشتندام براي خدا زود رقمي گرددكه چگونه وچسان سند پيدا كرده و هرگاه سند چنين احاديث درطرق شيعه يافته شود باز سر رابكدام سنگ توان زد

جواب از مولوي نور الدين منقول از صفحه ١٤١ ايضاً

حيراني و تشويش سامي از بهمرسانيدن سند حديث نجوم كه ذاصب را اتفاق افتاده بجاے خوداست ملاذا نقير در بعضے از مجلدات بحار ديده بودم كه بعضے از ائمه طاهرين درجواب بعضے از مسترشدين نوشته اند كه حقيقت اينست كه

بایها اخذ اهتدي باي اقاویل اصحابي اخذتم اهتدیتم و اختلاف اصحابي لکم رحمة یعنے امام جعفر صادق نے فرمایا که فرمایا پیغمبر خدا صلي الله علیه و اله و سلم نے که جو پاؤ تم خدا کي کتاب میں اُس پر عمل کرو کوئي عذر تم کو اُسکے ترک پر نهیں هو سکتا اور جو کچهه کتاب خدا میں نه پاؤ اُس میں میري سنت پر عمل کرو کوئي عذر تم کو میري سنت کے ترک پر نهیں هو سکتا اور جسمیں میري سنت نه ملے اُس میں عمل کرو اُس پر که جو کچهه میرے اصحاب نے کها هو کیونکه میرے اصحاب تمهارے بیچ میں ایسے هیں جیسے که ستارے جسطرح پر جس کسي ستارہ کو کوئي لے لے راہ پر پهنچ جائیگا اسي طرح پر میرے اصحاب هیں که جس کسي قول کو میرے اصحاب کے تم لے لوگے هدایت پاؤگے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمهارے واسطے رحمت هی اِس حدیث کي صحت میں کسي کو کلام نهیں اِس لیئے که علامه طبرسي نے احتجاج میں اور ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں اِسکي تصدیق کي هی پس یهه حدیث معناً مطابق حدیث سابق کے هی بلکه اختلاف اصحابي لکم رحمة کا فقرہ اور زیادہ هی پس اِنکار حدیث سابق سے جو عیون اخبار میں مذکور هی تکذیب امام موسي رضا کي ثابت هوتي هی لیکن اگر هم اُس حدیث کو جو عیون اخبار میں مذکور هی کان لم یکن سمجهیں اور اِسي حدیث کو جو معاني الاخبار سے همنے نقل کي صحیح جانیں تب بهي مطلب همارا فوت نهیں هوتا اِس لیئے که جو الفاظ اِس حدیث کے هیں وہ بهي مؤید همارے قول کے هیں باقي رهے تاویل و تحریف علماء امامیه کے اُسکي نسبت بهي هم بحث کرتے هیں اور جو کچهه تاویلات اُنهوں نے کیئے هیں اُس کو ظاهر کرتے هیں *

واضح هو که شیخ صدوق نے اِس حدیث کو جسطرح اُوپر همنے نقل کیا لکهکر یهه الفاظ اور بڑها دیئے هیں فقیل یا رسول الله من اصحابک قال اهلبیتي که جب حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا که اصحاب میرے مثل ستاروں کے هیں اور اُنکا اختلاف رحمت هی تب پوچهنےوالے نے پوچها که یا حضرت آپ کے اصحاب کون هیں حضرت نے جواب دیا میرے اهلبیت اِنهیں الفاظ پر صاحب استقصا نے اپنے جواب کو جو حدیث سابق کي نسبت هی استدلال کیا هی اور حدیث سابق کا اِن لفظوں سے جواب دیا هی پس اگر در حدیث عیون جواب آن حضرت متعلق بهر دو حدیث باشد و معنایش آن باشد که ازین حدیث نجوم هم مراد اصحاب اند مخالفت و مناقضت با حدیث معاني الاخبار و امثال آن لازم مي آید لهذا بالبداهت قطعاً ثابت شد که جواب امام رضا علیه السلام متعلق بهر دو حدیث نیست بلکه آن حضرت فقط حال حدیث دعوالي اصحابي بیان فرموده و تفسیر آن باصحابیکه متغیر و متبدل نه شدند نموده زنگ شبهه از خواطر اهل اِیمان زدوده لیکن اِس جواب میں بهي چند نقص هیں

(اول) هم اِس عبارت زاید کو صحیح نهیں سمجهتے اور اُس کو تحریف شیخ صدوق کي جانتے هیں که حضرت نے اپنے مذهب کے موافق یهه الفاظ بڑها دیئے هیں اور یهه صرف هم اپني بدظني سے نهیں کهتے اور هم شیخ صدوق پر تهمت نهیں لگاتے بلکه خود اُنهیں کے علما اُنکي نسبت ایسا خیال کرتے هیں اور اُن کو تحریف کے فن میں اُستاد جانتے هیں اگر کسي کو شک هووے تو وہ ملا باقر مجلسي کے بحارالانوار کو دیکهے که ملاي موصوف نے شیخ صدوق کي نسبت کیا فرمایا هی ایک حدیث میں جو

اینحدیث از جد ما ماثور است و تحریف لفظي دران راہ نیافته آري نواصب بتحریف معنوي مبادرت کرده اند که اینحدیث را بر اهل ردت فرود آوردند و در تیهه ضلالت حیران و سر گردان ماندند و نه دریافتند که حضرت خاتم المرسلین کسانی را نجوم هدایت فرموده اند واقتداء شان را موجب اهتدا قرار داده اند که حال شان در زمان سعادت توامان آن جناب و بعد از وفات شریف بر نهج واحد بود نه کسانیکه مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا گردیدند الي قوله و بنده را حیرتي که در خصوص این امر است نه ازان جهت که امر باقتداء فلان و فلان لازم مي آید بلکه حیرت ازان است که بعد از احالة امت بد و چیز عظیم القدر یعني قران وعترت ارشاد اینمعني که اصحاب من مثل ابوذر و سلمان و حذیفه و مقداد و ابن مسعود نجوم هدایت اند بهر که اقتدا کنید راہ دین و نجات خواهید یافت و مهتدي خواهید شد چه محمل داشته باشد و مزید حیرت آنکه بعضے از علما میگویند که مراد اهلبیت اند درین معني به بعضي از اخبار واثار که خلاف آنرا شیخ ابن بابویه غالبا در هدانه نقل کرده تشبث دارند دربنصورت قطع نظ

توبھي حضرات شيعه كي جان نهيں بچتي اِس ليئے كه قطع نظر اِس روايت اور اِس كتاب كي اوٗر رواىتوں سے بھي صحت مضمون حدىث اصحابي كالنجوم كي هوتي هى پس اگر علماء لماميه اِس روايت ميں اِس حديث كي تكذيب كريں تو اور احاديث كو كيا كرينگے اور كهانتك ائمه كرام كے قولوں كو جھٹلاوينگے چنانچه اب هم اِس حدىث كي صحت دوسرے طرىق سے ثابت كرتے هيں ملا حيدر آملي اثنا عشري نے جامع الاسنفسارميں لكھا هى كه پيغمبر خدا صلي‌الله عليه و اله و سلم نے فرمايا كه انا كالشمس و علي كالقمر و اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم كه ميں مثل سورج كے هوں اور علي مثل چاند كے اور ميرے اصحاب مثل ستاروں كے جنكي پيروي كروگے هدايت پاوگے معلوم نهيں كه اِس حديث كو ديكھكر كيسا شعله جانسوز علماء اماميه كے سينه سے نكليگا اور خبر نهيں كه يهه شراره اُنكے خرمن عقل و خرد كو كيسا جلاويگا هاں اِسكي بھي تاويل كرينگے كه مراد اصحاب سے اهل بيت هيں اُسكا جواب هم اُوپر بيان كرچكے اور اب بھي بيان كرتے هيں ليكن قبل جواب دينے كے هم يهه عرض كرتے هيں كه جب اِس حدىث كي صحت ثابت هوگئي تو عيون اخبارميں جو امام موسي رضا كے جواب سے اُسكي صحت ثابت هوتي هى اُسكا كس منهه سے اِنكار كرينگے اور جو عبارت زايد (من لم يغير بعده) اُس روايت ميں هى اُس كو شان ميں اهلبيت كے كيونكر صادق سمجھينگے اب اِس تاويل كو جو اِس حدىث كي نسبت هى غور سے سنيئے كه جو تقرير اِس علامه اثنا عشري نے كي هى وه اِس امر پر دالّ هى كه مرّاد اصحاب سے اهلبيت نهيں هيں اِسليئے كه اُوپر اِس حديث كے يهه بيان هى كه نبوت مثال نور آفتاب كے هي اور امامت مانند چاند كي روشني كے اور علم علما كا مانند چمك ستاروں كے و هذه عبارته بلفظه وورد في اصطلاح القوم تسمية الولاة بالشمسية والقمرية والمراد بهما ولاة النبي و ولاية اولي و نسبة العلماء اليهما كنسبة النجوم الي القمر و الشمس الي قوله فكذلك لايكون للعلماء مدرة ولاظهور مع وجود الاوصياء و انوارهم من حيث الولاية وبوىد ذلك كله ما اشار اليه النبي صلي الله عليه واله و سلم لقوله انا كالشمس و علي كالقمر و اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم پس ظاهر هى كه ائمه كرام اوصيا ميں داخل هيں نه علماء ميں اور تمثيل نجوم كي علماء پر صادق هى نه اوصيا پر تو اِس علامه كي تقرير سے ظاهر هوا كه حديث اصحابي كالنجوم ميں اصحاب سے مراد اهلبيت نهيں هيں بلكه علماء هيں اور اِس سے همارے دونوں مطلب ثابت هوگئے كه يهه حديث صحيح هى اور مراد لفظ اصحاب سے اهلبيت نهيں هيں اگر اِس روايت پر سيري نهووے اور حضرات اماميه كو اپنے اوٗر بزرگوں كي تصديق سننے كي خواهش هو تو اوٗر بھي سنيں اور تيسرے طريق سے اِس حديث كي مضمون كي صحت پر سند ليں ‡ شيخ صدوق نے معاني الاخبار ميں لكھا هى كه حدثنا محمد بن الحسن احمد الوليد رحمه الله قال حدثنا محمد بن الحسن الصفار عن الحسن ابن موسي الخشاب عن غياث ابن كلوب عن اسحق ابن عمار عن جعفر بن محمد عن آبائه عليهم السلام قال قال رسول‌الله صلي‌الله عليه و اله و سلم ما وجدتم في كتاب الله عز وجل فالعمل لكم به لا عذر لكم في تركه و ما لم يكن في كتاب الله عزوجل و كانت فيه السنة مني فلا عذر لكم في ترك سنتي و مالم يكن سنة مني فما قال اصحابي فقولوابه انما مثل اصحابي فيكم كمثل النجوم

‡ اِس حديث كے مذكور هونيسے كتب اماميه ميں جو صدمه حضرات اماميه كو هى اُسكا بيان نهيں هوسكتا چنانچه جو تحريريں باهم منشي سبحان عليخاں صاحب اور اُنكے دىني بھائي نورالدين كے هوئے هيں وه اِسپر شاهد هيں هم اِنتخاب اُسكا رسالة المكاتيب في روية الثعاليب والغرابيب مطبوعه سنه ١٢٦٨ هجري سے نقل كرتے هيں وهوهذه

اِنتخاب خط سبحان عليخاں بنام مولوي نور الدين منقول از صفحه ١٠١ رسالة المكاتيب

چنانچه المي بي پايان از بودن سند حديث اصحابي كالنجوم در طرق شيعه از تحرير خدام در يافته سرداشته‌ام براي خدا زود رقمي گردد كه چگونه وچسان سند پيدا كرده و هرگاه سند چنين احاديث در طرق شيعه يافته شود باز سر رابكدام سنگ توان زد

جواب از مولوي نور الدين منقول از صفحه ١٤٠ ايضاً

حيراني و تشويش سامي از بهمرسانيدن سند حديث نجوم كه ناصب را اتفاق افتاده بجاے خوداست ملاذا فقير در بعضے از مجلدات بحار ديده بودم كه بعضے از ائمه طاهرين درجواب بعضے از مسترشدين نوشته‌اند كه حقيقت اينست كه

هی که جهوتهه بولنے کو رحمت سمجهیگا اور اختلاف اصحابي لکم رحمة کے حدیث کو تقیه پر محمول کریگا *

لیکن اگر هم اختلاف کو تقیه پر منحصر سمجهیں تو گویا حدیث کے یهه معنے هوئے که میرے اهلبیت کے جس قول پر کوئي عمل کریگا وه هدایت پاویگا اگرچه وه قول باهم مختلف هوں اور ایک دوسرے سے مخالف هوں اِسلیئے که اختلاف میرے اهلبیت کا رحمت هی فقط اور یهه ظاهر هی که هزارها احادیث اور اقوال اماموں کے ایسے هیں که جنکو اهلسنة مانتے هیں اور حضرات امامیه اُن کو تقیه پر محمول کرتے هیں لیکن جب تقیه رحمت میں شمار کیا گیا تو سنیوں کا اُن اقوال پر عمل کرنا جو اماموں نے براه تقیه کے فرمائي عین هدایت ٹهہرا ورنه اگر تقیه کے قولوں پر عمل کرنیوالے خطا پر هوں اور گمراه ٹهہرائے جاویں تو پهر معنے اِن الفاظ کے که (بای اقاویل اصحابي اخذتم اهتدیتم و اختلاف اصحابي لکم رحمة) کے کیا معنے هونگے اور کوئي یهه نه خیال کرے که ائمه کرام نے جو اقوال اور احکام براه تقیه کے فرمائے هیں وه مجمل اور مشترک المعني نهیں هیں بلکه نهایت صاف اور صریح هیں اور یهه بهي کوئي نه سمجهے که اُنهوں نے وقت کهنے اُن اقوال اور دینے اُن احکام کے اِسکا خیال نهیں کیا که پوچهنےوالا اور سننےوالا گمراه هوگا بلکه جان بوجهکر سوچ سمجهکر اُن † اقول کو فرمایا هی که پوچهنےوالا اور سننےوالا اُس پر یقین کرے اور کسي طرح پر اُس کو اُس قول کے صداقت میں شبهه نرهے جیسا که علماء امامیه نے اِس کو خود بیان کیا هی چنانچه میر باقر داماد نبراس الضیا میں فرماتے هیں که جو فتوي ائمه کرام نے موافق قاعده تقیه کے دیئے هیں اُن میں سے بعض ایسے هیں که اُن سے غرض تعلیم هی تاکه اُسکا جواز بیان کیا جائے که وقت ضرورت کے اُس پر عمل کیا جاوے اور بامید اِس کے که مومنوں کو حق بات بتلا هي دي گئي هی اور اُن میں سے بعض فتوي ایسے هیں که جو ایسے پوچهنےوالے نے پوچهے که اپنے باطل مذهب پر فریفته تها اور اپنے دین کج پر اعلي درجه کا غلو رکهتا تها تو ایسے شخص کو ائمه کرام نے اُسي کے دین و مذهب کے موافق فتوي دے دیئے اِسلیئے که نه اُسکي هدایت پانیکي اُمید تهي نه راه راست پر آنے کا یقین تها پس جب اماموں نے خود دیده و دانسته پوچهنےوالے کو فتوي اُس کے دین و مذهب کے موافق بتلا دیا تو گو وه فتوي مخالف اور روایتوں کے هو لیکن به نسبت (اختلاف اصحابي لکم رحمة) کے پوچهنےوالے کے حق میں رحمت هوگیا اور بمقتضاي (بای اقاویل اصحابي اخذتم اهتدیتم) کے اُس پر عمل کرنیوالا هدایت پانیوالوں میں محسوب هوگا *

† اصل عبارت اِس کتاب کي بحث تقیه میں منقول هوگي

(تیسري دلیل) صاحب استقصاء نے حدیث عیون اخبار کي تکذیب پر یهه دلیل بیان کي هی که اگر وه حدیث صحیح هووے تو مخالفت دوسرے حدیث سے جو معاني اخبار میں مذکور هی لازم آتی هی یهه دلیل بالکل پوچ هی اِسلیئے که اگر عبارت زاید پر جو شیخ صدوق نے بڑها دي هی لحاظ نه کیا جاوے تو دونوں حدیثوں کا مضمون موافق هوتا هی نه مخالف اِسلیئے که عیون اخبار کے حدیث کے یهه الفاظ هیں (اصحابي کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم) اور معاني اخبار کے حدیث کے یهه الفاظ هیں ان مثل اصحابي فیکم کمثل النجوم بایها اخذ اهتدي پس هم نهیں جانتے که دونوں حدیثیں باعتبار معنے کے کیونکر مخالف هیں باقي رهے بحث عبارت زاید (فقیل یا رسول الله من اصحابک) کے اِس کو هم تحریف شیخ صدوق کي سمجهتے هیں اور اُسکي دلایل هم ابهي بیان کرچکے هیں پس اگر هم تسلیم کریں که جو حدیث اصحابي کالنجوم کو امام موسي رضا نے موضوع اور غیر صحیح فرمایا تو جب اُسکي صحت امام

اسي بصير سے الفاظ شاء ماشاء کے معنے میں منقول ھی صدوق صاحب نے تحریف کي اور الفاظ حدیث کو کم زیادہ کر دیا اور جن لفظوں سے کافي میں منقول تھے نقل نه کیا اُس پر ملا باقر مجلسي نے یہه الفاظ شان میں حضرت کے لکھے ھیں هذا الخبر ماخوذ من الکافي و فيه تغيرات عجيبة تورث سوء الظن بالصدوق و انه انما فعل ذلک ليوافق مذهب اهل العدل و في الکافي هکذا الخ که یہه خبر کافي سے لي گئي ھی اور اُسمیں عجیب تغیر و تبدیل کیا گیا ھی جس سے صدوق کي نسبت بدظني هوتي ھی اور معلوم هوتا ھی که اُنھوں نے اِس حدیث میں تغیر و تبدیل اِسلیئے کي ھی که اهل عدل کے مذهب کے موافق هو جاوے اور الفاظ حدیث کافي کی اِس طرح پر ھیں فقط که اِس کو لکھکر ملا مجلسي نے الفاظ حدیث کافي کي نقل کیئے ھیں پس باقرار ملا باقر مجلسي کے ثابت هوا که حضرت شیخ صدوق ذرا ذرا بات پر الفاظ حدیث کے بدل دیتے تھے اور واسطے موافق کرنے ساتھه اپنے مذهب کے اماموں کے احادیث میں تغیر و تبدیل کر دیا کرتے تھے پس اگر اِس حدیث میں جس سے صحابه کي فضیلت ثابت هوتي ھی اور جسکي صحت سے کل مذهب هي باطل هوا جاتا ھی کچھه الفاظ زائد کر دیئے هوں تو کیا عجب ھی بلکه یقین کرنا چاهیئے که ضرور اُنھوں نے اخیر فقره بڑھا دیا ھی اور کیوں نه بڑھاتے اِسلیئے که اگر حدیث کو اُنھیں لفظوں پر ختم کر دیتے اور اصحاب کا پیغمبر صاحب کي زبان سے مثل ستاروں کے هونا اور اُن کے اقتدا کرنا تسلیم کر لیتے تو پھر اپنے مذهب کو کس طرح بچاتے اِسلیئے هم بھي ملا باقر مجلسي صاحب کے ساتھه اتفاق کرتے ھیں اور حضرت شیخ صدوق کے حق میں اِس حدیث میں الفاظ زائد کرنے کي نسبت وهي الفاظ کہتے ھیں (انما فعل ذلک ليوافق مذهب اهل العدل) لیکن اگر کسي کو اِس پر اِطمینان نه هو اور باوجود اِقرار ملا مجلسي کے صدوق کي تحریف و تغیر پر یقین نه آوے تو هم چند دلیلوں سے ثابت کرتے ھیں که الفاظ (فقيل له يا رسول من اصحابک فقال اهلبيتي) بڑھائے هوئے ھیں *

(پہلي دلیل) مولوي علي بخش خانصاحب بهادر اپنے ایک رساله میں فرماتے ھیں که اصحابي کا لفظ معما تھا یا پہیلي اور چیستان تھے که جسکے پوچھنے کي ضرورت هوتي اور سننےوالا نه سمجھتا اور بالفاظ من اصحابک استفسار کرتا پس یہه سوال خود اِس امر پر دلالت کرتا ھی که اپني طرف سے بڑھایا ھی *

(دوسري دلیل) اِس حدیث سے اختلاف اصحاب کا ثابت هوتا ھی اور موافق اصول شیعوںکے اهلبیت باهم مختلف نہیں هوتے پس کیونکر اصحاب سے اهل بیت مراد لینا جائز هوگا اور اختلاف اصحابي لکم رحمة کے فقره کے کیا معنے هونگے چنانچه خود اِسي حدیث میں بعد اُن الفاظ کے جو هم نے نقل کیئے شیخ صدوق صاحب یہه فرماتے ھیں که قال محمد بن علي مولف هذا الکتاب ان اهل البيت عليهم السلام لا يختلفون ولکن يفتون للشيعة بمر الحق و انما افتوهم بالتقية فما يختلف من قولهم فهو للتقية والتقية رحمة للشيعة که مولف اِس کتاب کا کہتا ھی که اهلبیت علیهم السلام تو کچھه اختلاف نہیں کرتے بلکه اپنے شیعوں کو صحیح فتوي دیتے ھیں البته کبھي کبھي کوئي فتوي تقیه سے بھي کر دیتے ھیں پس اختلاف سے مراد تقیه ھی اور تقیه شیعوں کے حق میں رحمت ھی اگرچه صدوق اور اُنکے پیرو اِس جواب پر ناز کریں مگر کوئي اهل عقل اِس جواب کو پسند نه کریگا اِس لیئے که تقیه کے معنے ھیں سچ بات کو به سبب خوف کے چھپانا اور جھوٹھه کو ظاهر کرنا پس سوائے حضرات امامیه کے دوسرا کون

ازیں تخالف مذکور حدیث اول هم معارض میشود والا باید که این بزرگان قائل شوند باینکه معاذالله حال اهلبیت هم مانند اصحاب بود که جمعي براه احداث وردت رفتند و بعضي بر حال خویش راسخ ماندند و لم يقل به احد الي فواه لهذا حیرت بنده درین باب نسبت به حیرت جناب مضاعف خواهد بود سخت حیرتها دارم و کفهاي دست را باهم میسایم ارتعاد ملت و جگرخدام بر جاي خود نیست بمقتضاي بشریت نمیتوان گفت عین درد دیني است

باستبصار وفي كتاب تهذيب الاحكام ما يرد علي خمسة الاف حديث وقد ذكرت في اكثرها اختلاف الطائفة في العمل بها و ذلک اشهر من ان يخفي اور يهه نه خيال کرنا چاهيئے که يهه اختلاف صرف راويوں کے سبب سے هی بلکه حضرات اماميه اِسکا اِقرار کرتے هيں که يهه اختلاف خود ائمه کي طرف سے هی چنانچه ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار ميں لکها هی که ايک شخص نے امام جعفر صادق عليه‌السلام سے کها که کوئي شي سخت زياده هم پر اِس سے نهيں هی که همارے آپس ميں بڑا اختلاف هی تب امام نے جواب ديا که يهه اختلاف ميري طرف سے هی † اور اُسي ميں بروايت زرارة کے لکها هی که اُس نے امام باقر عليه السلام سے ايک مسئله پوچها حضرت امام نے اُس کو کچهه جواب ديا اِسکے بعد ايک دوسرا شخص آيا اور اُسنے بهي وهي مسئله پوچها اُس کو برخلاف پهلے جواب کے جواب ديا که پهر تيسرا شخص آيا اُس کو دونوں جوابوں کے برخلاف جواب ديا جب وه دونوں آدمي چلے گئے تب ميں نے کها که يا ابن رسول الله اِسکا کيا سبب هی که دو آدمي اهل عراق سے آئے اور وے دونوں آپ کے شيعوں ميں سے تهے اور آپ نے دونوں کو جواب ايک دوسرے سے خلاف ديا هی امام نے فرمايا که يهي همارے حق ميں بهتر هی اور اِسي ميں هماري تمهاري خيريت هی اگر اُس ميں تم سب مختلف نهو اور ايک بات پر متفق هو جاؤ تو لوگ تم کو نه چهوڑيں اور هم تم زنده نه رهنے پاويں اور پهر زرارة کهتا هی که جب امام جعفر صادق سے اِس امر کو ميں نے پوچها تو اُنهوں نے بهي اپنے پدر بزرگوار کے موافق جواب ديا ‡ اور يهه کوئي نه سمجهے که فقط ايک مسئله ميں دو تين هي مختلف احکام ائمهٔ کرام ديا کرتے تهے بلکه ٧٠ تک نوبت پهنچتي تهي جيسا که بحارالانوار ميں امام جعفر صادق سے منقول هی که امام موصوف فرماتے هيں که ميں ايک بات ميں ٧٠ پهلو رکهتا هوں جس سے چاهوں نکل جاؤں § غرض که اِن اختلافات کو کوئي کهانتک بيان کرے جس کو اِس باغ کي بهار ديکهنا هو وه باب کتمان الدين عن غير اهله کو بحارالانوار سے نکالکر ذرا سير کرے پس جب که اختلاف احاديث کا يهه حال هو اور خود حضرات ائمه ايک بات ميں ٧٠ بات پيدا کرتے هوں اور ايک وقت ميں ايک سوال کے جواب ميں اپنے مخلصين شيعوںکو ايسے مختلف جواب ديئے هوں جن ميں سے ايک کو دوسرے سے نسبت نه هو اور اِسي ميں اپنے اور اپنے شيعوں کي خيريت سمجهي هوں تو پهر صاحب استقصاء دو حديثوں کے اختلاف پر کيوں تعجب کرتے هيں اور کسليئے اُنکی تطبيق کي فکر فرماتے هيں اور حقيقت يهه هی که يهه اختلاف اُن منافقوں اور جهوٹهوں نے کيا هی جنکو ائمه اپنے پاس آنے نه ديتے تهے اور وه ائمه کو بدنام کرتے تهے اور اپني طرف سے حديثيں اور باتيں بناکر اُن کي طرف منسوب کرتے تهے اور ائمه کرام اُن سے بيزاري ظاهر کرتے تهے اور اُن پر لعنت کرتے تهے اور اُن کو کاذب اور ملعون کهتے تهے اور وه اپني جهوٹهي بنائي هوئي باتوں کو ائمه کي طرف منسوب کرتے تهے اور اِس امر کو هم آينده شيعوںکي کتابوں سے ثابت کرينگے انشاء الله تعالي *

† و هذه عبارته عن محمد بن بشير وعزيز عن ابي عبد الله عليه السلام قال قلت له انه ليس شئ اشد علي من اختلاف اصحابنا قال ذلک من قبلي

‡ و هذه عبارته عن زرارة عن ابي جعفر قال قال سألته عن مسئلة فاجابني قال ثم جاء رجل فسأله عنها فاجابه بخلاف ما اجابني و اجاب صاحبي فلما خرج الرجلان قلت يا ابن رسول الله رجلان من اهل العراق من شيعتک قدما يسئلان فاجبت کل واحد منهما بغير ما اجبت بالاخر فقال يا زرارة ان هذا خير لنا وابقي لنا ولکم لو اجتمعتم علي امر واحد لقصدکم الناس ولکان اقل بقائنا و بقائکم فقلت لابي عبد الله شيعتکم لو حملتموهم علي الاسنة وعلي النار لمضوا وهم يخرجون من عندکم مختلفين قال فسکت فاعدت ثلث مرات فاجابني بمثل جواب ابيه

§ وهذه الفاظ عن ابي عبد الله قال اني لا تکلم علي سبعين وجها لي في کلها المخرج.

دوسري شهادت

صحيفه کامله ميں جسکا ايک ايک لفظ حضرات اماميه کے نزديک صحت اور اعتبار ميں کم از الفاظ قرآني نهيں هی لکها هی که حضرت امام زين العابدين عليه‌السلام پيغمبر خدا عليه التحيه والثنا کے اصحاب اور

باقر علیہ السلام کے بیان سے هوتي هی تو ایک امام کے قول سے دوسرے امام کي تکذیب لازم آتي هی هاں اگر معاني اخبار کے حدیث سے یہہ ثابت هوتا کہ حدیث اصحابي کالنجوم معناً موضوع اور غلط هی تو هم صاحب استقصاء کے جواب کو اُن کے اصول کے مطابق تسلیم کر لیتے لیکن جب اُس سے بهي اُسکي صحت ثابت هوتي هی تو هم نہایت تعجب کرتے هیں کہ مولف موصوف نے حدیث معاني اخبار کے بیان کرنے میں سواے اِس کے کہ حدیث اصحابي کالنجوم کي صحت کو ایک دوسرے امام کے قول سے ثابت کر دیا کیا فائدہ اپنے واسطے تصور کیا تها علاوہ بریں غور کرنیکي بات هی کہ اگر پوچهنےوالا یہہ سوال نکرتا کہ اصحاب سے مراد کون لوگ هیں تو یہہ کسي کو نہ معلوم هوتا کہ اصحاب سے مراد اهل بیت هیں پس کیونکر قیاس میں آوے کہ اگر پیغمبر خدا یہہ حدیث شان میں اهلبیت کے فرماتے تو وہ ایسا لفظ استعمال کرتے جسکا اطلاق عرفاً اهلبیت پر نہیں هوتا اور کیونکر عقل قبول کرے کہ اصحاب کے لفظ کو سائل نہ سمجها هوگا اور اُس نے اُسکے معنے حضرت سے پوچهے هونگے اِسلیئے کہ هم اکثر احادیث میں دیکهتے هیں کہ لفظ اصحاب کا آیا هی اور پهر کسي ایک میں بهي ایسا سوال نہیں دیکهتے مثلاً حدیث (دعوا لي اصحابي) کو دیکهنا چاهیئے کہ خود صاحب استقصاء اُس کو صحیح بتلاتے هیں اور امام موسي رضا کي تصدیق کو اُسي پر ختم کرتے هیں تو اِسکے بعد یہہ عبارت نہیں هی (فقیل من اصحابک) تو کیونکر هم جانیں کہ کبهي کسي شخص نے اصحاب کے لفظ کو پیغمبر صاحب سے سنکر اُسکے معنے نہ پوچهے اور اِس حدیث میں لفظ اصحاب ایسا مغلق اور معما هوگیا کہ بغیر پوچهنے معنے کے سننےوالا اُسکے معنے نہ سمجها اور بدون اُسکے شرح دریافت کرنیکے سامع سے نہ رها گیا و هذہ ممایضحک علیه الصبیان *

(چوتهي دلیل) اگر هم اُس عبارت زائد کو جو معاني اخبار کے حدیث میں هی موافق قول صدوق کے تسلیم بهي کریں اور عیون اخبار کے حدیث کو معاني اخبار کے حدیث سے مخالف هونا بهي قبول کریں تب بهي صرف اِس وجہ سے کہ دونوں میں مخالفت هی یہہ کیا ضرور هی کہ عیون اخبار کے حدیث کو غلط ٹهہراویں اورکیوں اُس حدیث کو صحیح کہکر معاني اخبار کے حدیث کو غلط نہ ٹهہراویں بلکہ غلط ٹهہرانیکي ضرورت هي نہیں هی فقط اخیر کا جمایا هوا فقرہ دور کرکے دونوں حدیثوں کا اختلاف دور کر دیں علاوہ بریں همکو صاحب استقصاء کے اِس امر پر نہایت تعجب آتا هی کہ وہ اختلاف کے سبب سے ایک حدیث کو غلط ٹهہراتے هیں اِسلیئے کہ حضرت کے محدثین اور علماء نے ایسے احادیث اور اقوال نہیں بیان کیئے کہ جنکے اختلاف پر تعجب هووے ائمہ کرام اِسي کا افسوس کرتے رهے مجتهدین متاخرین اِسي غم میں مرگئے اور احادیث کا اختلاف دور نہ کرسکے پس جب اختلاف درجہ غایت پر پہنچ گیا هو اور باوجود مساعي جمیلہ متقدمین کے اِسکا رفع هونا محالات میں سے ٹهہر گیا هو تو ایک دو حدیث کے اختلاف پر کیوں اِس قدر افسوس هی تعجب هی صاحب استقصاء کي ذات سے کہ حضرت نے اپنے امام اعظم طوسي کا قول ملاحظہ نہیں فرمایا کہ جس میں اِقرار هی کہ فقط کتاب تہذیب میں پانچ هزار سے زیادہ حدیثیں هیں جو باهم متعارض اور متناقض هیں اور جنکا تعارض هزار تاویل اور تحریف معنوي سے چهپانا چاها اور نہ چهپ سکا چنانچہ اُن کے امام اعظم کي تقریر جو صاحب فوائد مدنیہ نے نقل کي

هی یہہ هی و قد ذکرت ما ورد عنهم علیهم السلام من الاحادیث المختلفة التي تختص الفقه في کتابي المعروف

فعل پر عمل کرنیکا دعوي رکھتا ھوگا وہ امام کي زبان سے ایسي تعریفیں صحابہ کي سنکر اُنکا معتقد نہوگا *
پوشیدہ نرہے کہ جب ھم صحابہ کے فضائل میں احادیث اور اقوال کو اپني کتابوں سے نقل کرتے ھیں تو حضرات اُن کو موضوع اور غلط کہہ دیتے ھیں اور جب اُن کي کتابوں سے ائمہ کرام کے اقوال کو سند لاتے ھیں تو اُس کو تقیہ پر محمول فرما دیتے ھیں لیکن یہہ دعا صحیفہ کاملہ کي ایسي ھی کہ جسپر احتمال تقیہ کا بھي نہیں ھو سکتا اِسلیئے کہ یہہ وہ دعا ھی جو امام زین العابدین مناجات میں بوقت خلوت حالت خاص میں خدا سے کیا کرتے تھے اور راز و نیاز کے وقت اصحاب رسول کي تعریفیں خدا کے رو برو کرکے اُن پر درود بھیجا کرتے تھے اور اُنکي کوششوں اور مصیبتوں کو جو خدا کي راہ میں اُٹھائیں بیان کرکے خدا سے اُنکے لیئے طلب رحمت کیا کرتے تھے پس اُس وقت نہ کسیکا خوف تھا نہ کسي سے اندیشہ کہ جس سے ضرورت تقیہ کرنے کي ھوتي پس اِس دعا میں احتمال تقیہ کي بھي گنجایش باقي نہیں رھي اور امام کي زبان سے اعلي درجہ کي تعریف اصحاب رسول کي ثابت ھو گئي پس حضرات امامیہ کو چاھیئے کہ اول سے آخر تک اِس دعا کو دیکھیں اور لفظ لفظ پر غور فرماویں اور اِنصاف کریں کہ جب امام علیہ السلام مناجات میں ایسي ستائش اصحاب کي کریں اور اُن کے تابعین کے حق میں دعاء خیر فرماویں اور بالفاظ و ارضھم من رضوانک واشکرھم علي ھجرھم فیک اُن کے لیئے رضاي ابزدي کے طالب ھوں اور اُنکے مصائب اور تکالیف کو ذریعہ رضوان الھي کا جانیں اور اُن کو باعث ترقي دین اِسلام کا فرماویں اور پھر بھي ائمہ کي اطاعت کے دعوي کرنیوالے اور اپنے آپ کو قدم بہ قدم ائمہ کے طریقوں پر چلنےوالے اپنے آپ کو امامیہ کہنےوالے برخلاف اُس کے اصحاب رسول کي برائیاں بیان کریں اور اُن کي ھجو و مذمت کو شعائر دین ٹھہراویں اور اُنکي عیب جوئي میں شب و روز صرف اوقات کریں اور اُنکے محامد و اوصاف سے اغماض کرکے مطاعن کے اِظہار میں مصروف رھیں اور بجاے دعاء خیر اور طلب رحمت کے اُن کے حق میں بددعا کرنیکو عبادت جانیں اور اُنکي پیروي کو ذریعہ ضلالت و گمراھي کا سمجھیں اور جو کوئي اُنکے چال پر چلنا چاھے اُس کو دائرہ اِسلام سے خارج جانیں اور جو کوئي اُن پر تہمت کرے اور اُن سے دشمني رکھے اُس کو بڑا مومن پاک تصور کریں معلوم نہیں کہ اِن حضرات کے اصطلاح میں محبت اور اِیمان کے کیا معنے ھیں اور عداوت اور کفر کا کیا مطلب ھی اھل سنۃ جو ائمہ کرام کے اقوال و افعال پر عمل کریں وہ خارجي اور ناصبي کھلاویں اور حضرات شیعہ جو اُن کے اقوال و افعال سے مخالفت رکھیں وہ امامیہ اور دوست اھل بیت کے ٹھہریں فاعتبروا یا اولي الالباب ان ھذا لشئي عجاب *

جاننا چاھیئے کہ اِس دعا سے چند فوئدے حصل ھوئے (اول) امام کا اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرنا اور اُن پر درود بھیجنا اور اُن کے حق میں گمان نیک رکھنا (دوسرے) اُن اصحاب کا سب سے افضل ھونا جو سب سے اول اِیمان لائے اور اصحاب رسول کا خدا کي راہ میں ایذائیں اور مصیبتیں اُٹھانا اور خدا کے لیئے گھر بار چھوڑ کر ھجرت کرنا اور پیغمبر کے پیچھے اُن کے قریب اور رشتہداروں کا اُن سے قرابت اور رشتہ چھوڑ دینا اور خدا کے دین میں داخل ھونے کے لیئے لوگوں کو دعوت اِسلام کي کرنا (تیسرے) اصحاب کے تابعین کي فضیلتیں اور اُنکي نشانیاں اب ھر ایک امر کي نسبت ھم علحدہ علحدہ بحث کرتے ھیں *

اُن کے تابعین کي نسبت اِن لفظوں سے دعا کیا کرتے تھے اللهم واصحاب محمد صلي الله عليه وسلم خاصة الذين احسنوا الصحابة والذين ابلوا البلاء الحسن في نصره* الخ كه خداوندا رحمت نازل کر اوپر اصحاب محمد صلي الله عليه و سلم کے خاصکر اوپر اُن اصحاب کے جنهوں نے حق صحبت نهايت خوبي سے ادا کیا اور جنهوں نے سب طرح کي مصيبتوں اور ايذاؤں کو اُسکے اعانت میں گوارا کیا اور جنهوں نے ملکر اُس کي مدد میں کوئي دقيقه نهيں چهوڑا اور جنهوں نے اُسکي رسالت کے قبول کرنے میں بڑي جلدي کي اور اُسکي دعوت کي اجابت میں سبقت کي جب اُن کو پيغمبر خدا نے اپني پيغمبري کي حجتيں بتائيں اُنهوں نے بلا توقف قبول کیا اور اُن کے کلمه کے ظاهر کرنے میں اپنے لڑکے بالوں جورو بچوں کو چهوڑا اور اُن کي نبوت کے ثابت کرنے میں اپنے باپ اور بيٹوں کو قتل کیا جب اُنهوں نے پيغمبر کا دامن پکڑا تو اُنکے کنبے قبيلے کے لوگوں نے اُن کو چهوڑ دیا اور جب وه پيغمبر کے قرابت کے سايه میں آئے تب اُن کے رشته‌داروں نے اُن سے رشته توڑ دیا پس خدايا مت بهولنا تو اُن باتوں کو جو پيغمبر کے اصحاب نے تيرے واسطے اور تيرے پيچهے چهوڑا اور راضي کر دينا اُنکو تو اپني رضامندي سے اِس ليئے که اُنهوں نے خلق کو تيري طرف جمع کر دیا اور تيرے پيغمبر کے ساتهه دعوت اِسلام کا حق ادا کیا الهي وے شکر کرنيکے لايق هيں که اُنهوں نے اپني قوم اور کنبے کے گهر اور اپنے وطن کو تيرے پيچهے چهوڑا اور عيش و آرام کو ترک کرکے ضيق معاش کو تيرے ليئے اِختيار کیا اور خداوندا اُن کے تابعين کو جزاء خير دے جو که دعا کیا کرتے هيں که پروردگار هماري مغفرت کر اور همارے اُن بهائيوں کے جو هم میں سے اِيمان میں سبقت لے گئے هيں ايسے تابعين جو اُن اصحاب کي چال پر چلے هيں اور اُنکے آثار کي پيروي کرتے هيں اور اُن کي هدايت کے نشانيوں کي اقتدا کرتے هيں جنکو کوئي شک اُن کي نصرت میں نهيں هوتا اور جنکے دل میں کوئي شبهه اُن کے آثار کي پيروي میں نهيں آتا ايسے تابعين جو معاون اور مددگار اصحاب کے هيں اور جو اپنا دين اُنکے دين کے موافق رکهتے هيں اور جو اُن کي هدايت کے مطابق هدايت پاتے هيں اور جو اصحاب سے اِتفاق رکهتے هيں اور جو کچهه اصحاب نے اُن کو پهنچايا اُس میں اُن پر کچهه تهمت نهيں کرتے هيں اور خدايا رحمت نازل کر اُن اصحاب کے تبعيت کرنيوالوں پر آج کے دن سے جسميں هم هيں قيامت تک اور اُنکے ازواج اور ذريات پر فقط

اي مسلمانو اِس دعا کے لفظوں پر خيال کرو اور اُنکے معنے غور سے سوچو اور سمجهو که امام زين العابدين عليه السلام نے دعا میں کن لفظوں سے پيغمبر صاحب کے اصحاب کو ياد فرمايا هي اور اُن کے محامد اور اوصاف کو کس خوبي سے بيان کیا هي اور اُن کي کوششوں اور مصيبتوں کو جو راه خدا میں اُٹهائيں کس طرح پر ظاهر کیا هي اور اُن کے حق میں کس سوز دل سے دعا فرمائي هي کون شخص هي که جو دعوي اِيمان اور اِسلام کا رکهتا هو وه بعد سننے اِس دعا کے پهر صحابه کي فضيلت میں شک کريگا اور کون آدمي هي که جو ائمه کرام کي امامت کو اصول دين سے سمجهتا هوگا اور اُن کے قول اور

* وكانفوه واسرعوا الي وفادته وسابقوا الي دعوته واستجابوا له حيث اسمعهم حجة رسالاته و فارقوا الازواج والاولاد في اظهار كلمته وقاتلوا الاباء و الابناء في تثبيت نبوته و انتصروا به ومن كانوا منطوين على محبته يرجون تجارة لن تبور في مودته و الذين هجرتهم العشائر اذ تعلقوا بعروته وانتفت منهم القرابات اذ سكنوا في ظل قرابته فلا تنس لهم اللهم ما تركوا لك وفيك وارضهم من رضوانك و بما حاشوا الخلق عليك وكانوا مع رسولك دعاة لك اليك واشكرهم على هجرهم فيك ديار قومهم و خروجهم من سعة المعاش الي ضيقه ومن كثرت في اعزاز دينك من مظلومهم اللهم واوصل الي التابعين لهم باحسان الذين يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان خير جزائك الذين قصدوا سمتهم و تحروا وجهتهم ومضوا على شاكلتهم لم يثنهم ريب في بصيرتهم ولم يختلجهم شك في قفو اثارهم والايتمام بهداية منارهم مكانفين و موازرين لهم يدينون بدينهم و يهتدون بهديهم يتفقون عليهم ولا يتهمونهم فيما ادوا اليهم اللهم وصل على التابعين من يومنا هذا الي يوم الدين و على ازواجهم وعلى ذرياتهم

کرام درود بھیجیں اُن پر تبرا کریں اور اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوائے لعنت کے اپنی زبان پر دوسرا لفظ نہ لاویں اور بجائے لعنتیہ کے اپنے گروہ کا نام امامیہ رکھیں *

امر دوم پیغمبر خدا کے یارونکا ایمان کے سبب سے مصیبت اور ایذا پانا اور جو سب سے اول ایمان لائے اُن کا اوُرونسے افضل اوُر بہتر ہونا

اِس دعا سے اِمام علیہ السلام کے پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے اصحاب کرام کی جو فضایل ثابت ہوتی ہیں وہ یہہ ہیں اُن کا پیغمبر صاحب کی مددگاری میں مصایب اور تکالیف کا پانا حضرت کی محبت میں اپنے بال بچوں اور گھر بار کو چھوڑنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر جانا اثبات نبوت میں اپنے باپ بیٹوں عزیزوں کو قتل کرنا پیغمبر خدا کی دعوت کو قبول کرنا اور خلق کو خدا کی طرف جمع کر دینا اِن فضایل کو امام نے اِس تفصیل کے ساتھہ بیان فرمایا ہی کہ کسی شیعہ کو کیسا ہی متعصب کیوں نہ ہو اُس کی تکذیب اور تاویل کی جرأت باقی نہیں رہی اِسلیئے کہ کتاب صحیفۂ کاملہ ایسی معتبر کتاب ہی کہ حضرات شیعہ اُس کو زبور آل محمد کہتے ہیں اور اُسکی لفظ لفظ اور حرف حرف کو صحیح جانتے ہیں اور جو کچھہ اُس میں لکھا ہی اُسکی تصدیق کرتے ہیں پس اِن فضایل کو جو اِمام نے بیان کیئے دیکھہ دیکھہ کر گو دل میں جلتے ہوں اور اپنے محدثین اور علما کو اُس کی تصدیق و تصحیح پر برا بھلا کہتے ہوں لیکن کسی طرح پر اُس کی تکذیب نہیں کر سکتے باقی رہی تاویل اُسکی تین صورتیں ہیں (١) یا کہ اُن فضایل کا مصداق سوائے صحابہ کے اوُر کسی کو گردانیں جیسا کہ حدیث اصحابی کالنجوم وغیرہ میں گردانا (٢) یا کہ اُس کو تقیہ پر محمول فرماویں جیسا کہ اوُر احادیث ائمہ میں کیا ہی (٣) یا کہ اُن فضایل کو اپنے مقبولین صحابہ کے حق میں قبول کریں اور اکثر مہاجرین اور انصار کو خصوصاً خلفاء ثلثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اُس سے خارج سمجہیں لیکن تینوں طرح سے تاویل کا دروازہ بند ہی اور سوائے اِسکے کہ موافق ہمارے مذہب کے اِن فضایل کو تمام مہاجرین و انصار کی نسبت خصوصاً خلفاء ثلثہ کے حق میں تسلیم کریں اوُر دوسرا چارہ نہیں ہی چنانچہ ہم تینوں تاویلوں کا بطلان ثابت کرتے ہیں *

امر اول کہ مصداق اِن فضایل کے اصحاب رسول نہیں ہیں اِس کا خود کسی شیعہ نے دعوی نہیں کیا بلکہ اِن فضایل کا صحابہ کے شان میں وارد ہونے کو اُن کے علماء نے قبول فرمایا ہی چنانچہ صاحب نزہۂ اثنا عشریہ نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اِسکو تسلیم فرمایا ہی وہذہ عبارتہ کہ امامیہ جمیع اصحاب را مقدوح و مجروح نمی دانند بلکہ بسیاری از صحابہ عظام را جلیل القدر و ممدوح بلکہ از اولیای کرام میدانند و مستحق رحمت و رضوان ملک منان می پندارند در صحیفۂ کاملہ کہ ورقۂ حقہ آنرا زبور آل محمد گویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین علیہ السلام ماثور است شاہد عدل این دعوی ست *

امر اول امام کا اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرنا

اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرنا اور اُن کو نیکي سے یاد کرنا درحقیقت پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے حکم کي اطاعت کرنا هی اِس لیئے که خود حضرت نے اُن کے حق میں ایسا فرمایا هی چنانچه اوپر هم عیون اخبار سے اِس حدیث کو بیان کر چکے هیں که حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا که دعوا لے اصحابي که میرے اصحابوں کو میرے لیئے چھوڑو اور میري صحبت کے حقوق اُن کے حق میں رعایت کرو اور اِس کي تائید میں اور احادیث اور اقوال نقل کرتے هیں (اول) حدیقۂ سلطانیه کي جلد سویم بحث نبوت میں جناب میرزاصاحب قبله فرماتے هیں که جب پیغمبر صاحب کا وقت وفات قریب آیا تو حضرت نے منبر پر جاکر اصحاب سے پوچھا که میں کیسا پیغمبر تھا سبھوں نے عرض کیا که جو کچھه صبر خدا کي راه میں آپ نے گوارا کیا اُس کي جزاء خیر خدا آپ کو دے تب حضرت نے اُس کے جواب میں فرمایا که خدا شما را نیز جزاي خیر دهد که یهه روایت صفحه ۳۲۸ حدیقه سلطانیه میں موجود هی پس معلوم نهیں که اُس وقت جب که هزاروں اصحاب موجود تھے اور واسطے وداع پیغمبر خدا کے مسجد میں جمع هوئے تھے حضرت کا اُن سے مخاطب هوکر یهه فرمانا که خدا تمکو جزاي خیر دے کس امر پر محمول کیا جاوے اور کیونکر ایسے اصحاب کے حق میں گمان نیک نه کیا جاوے (دوسري) تفسیر امام حسن عسکري علیه السلام میں لکھا هی که ان رجلا ممن یبغض آل محمد واصحابه او واحدا منهم یعذبه الله عذابا لوقسم علي مثل ما خلق الله لاهلکهم احمعین که اگر کوئي شخص دشمني رکھے آل محمد سے اور اصحاب محمد سے یا ایک سے بھي منجمله اُن کے اُس پر خدا ایسا عذاب کریگا که اگر وه تقسیم کیا جاوے تمام خلق پر تو وه سب هلاک هو جاویں پس جس طرح پر آل محمد کے دشمني حرام هی اِسي طرح پر اصحاب محمد کے عداوت حرام هی (تیسري) پیغمبر خدا نے اپنے اصحاب کے سب و دشنام سے منع کیا هی چنانچه جامع اخبار میں که معتمدین کتب شیعه سے هی منقول هی قال النبي من سبني فاقتلوه ومن سب اصحابي فاجلدوه که جو کوئي مجھے برا کھے اُس کو قتل کرو اور جو کوئي میرے اصحاب کو برا کھے اُس کو درے لگاؤ (چوتھي) کتاب مفتاح الشریعت اور مفتاح الحقیقت میں جس کو ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں اور قاضي نوراللہ شوستري وغیره نے امام جعفر صادق علیه السلام کي طرف سے منسوب کیا هی لکھا هي که غیبت بهت بڑا عیب هی اور بهتان اور افترا اُس سے بھي بڑھکر هی اور عوام آدمیوں کے حق میں غیبت اور بهتان گناه کبیره هی نه که اصحاب پیغمبر خدا صلي اللہ علیه واله وسلم کے حق میں کتنا بڑا گناه هوگا پس اُنکے حق میں اعتقاد نیک رکھنا ضروروات سے هی اُن کے فضایل کے بیان کرنے میں رطب اللسان رهنا چاهیئے اور اُن کے دشمنوں کي صحبت سے نفرت رکھنا چاهیئے که اُس سے نفاق خفي دل میں پیدا هوتا هی الخ پس باوجود اِسکے که یهه روایتیں خود شیعوں کي کتابوں میں موجود هوں اور پیغمبر خدا کا اور ائمه کرام کا دعاء خیر کرنا اصحاب کے حق میں ثابت هو اور پھر وه اصحاب کے کینے کو افضل عبادت جانیں اور لعنت کرنے کو جو که خود اُنھیں پر لوٹتي هی عمده ترین طاعت جانیں اور جن پر امام زین العابدین اور دیگر ائمه

اصحاب کرام کي شان میں هیں تو ما بہ‌النزاع درمیان همارے اور حضرات کے صرف یہہ امر رہ گیا کہ مراد اُس سے تمام مهاجرین و انصار هیں یا نہیں بلکہ اصل تصفیہ اِس امر پر منحصر رها کہ خلفاء ثلثہ رضي الله تعالی عنهم بهي اُس میں داخل هیں یا نہیں چنانچہ هم دعوي کرتے هیں کہ جو فضائل امام نے بیان کیئے هیں وہ تمام مهاجرین و انصار پر خصوصاً خلفاء ثلثہ رضي الله تعالی عنهم پر صادق هیں اِس لیئے کہ وهي لوگ وہ هیں جن کے افعال اور اعمال اور سیرت اور چال و چلن سے ثابت هوتا هی کہ

ابلوا البلاء الحسن في نصرہ وکانفوہ و اسرعوا الي وفادتہ وفارقوا الازواج والاولاد في اظهار کلمتہ یعني اُنهوں نے سب طرح کي بلاؤں اور مصیبتوں کو پیغمبر صاحب کي اعانت میں گوارا کیا اور حضرت کي دعوت کو سب سے اول سنا اور بال بچوں آل اولاد گهر بار کو اُس کے کلمہ کے ظاهر کرنے میں چهوڑا اور اِس دعوي کو بهي هم ثابت کرتے هیں *

جب پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا نے مکہ معظمہ میں دعوي نبوت کا کیا اور لوگوں کو بہ حکم پروردگار اِسلام کے خوبیوں سے آگاہ کیا تو آهستہ آهستہ لوگوں نے اِسلام قبول کیا اور کفار قریش نے اُن لوگوں کو جو حضرت پر اِیمان لائے تهے ستانا اور اِیذا دینا شروع کیا یہانتک کہ برادري اور قرابت اُن سے چهوڑ دي اور اپنے گروہ سے اُن کو خارج کر دیا اور خرید فروخت اُن سے بند کر دي مگر اُن مومنین نے اِسلام کو نہ چهوڑا اور سب کو چهوڑ کر پیغمبر صاحب کا دامن پکڑا اور یہہ ظاهر هی کہ تمام مهاجرین اُسي گروہ میں داخل هیں خصوصاً خلفاء راشدین اُن سب کے پیشوا هیں تو سواے اُن کے یہہ فضائل اور کس پر صادق هونگے اور اگر وهي خارج کر دیئے جاویں تو وے لوگ جنهوں نے اِیمان قبول کیا اور جن کو کفار نے ستایا کون سے تهے اور کس ملک سے آئے اور کہاں رهتے تهے ذرا کوئي حضرات شیعہ سے اُن کے نام اور حالات کو پوچهے اور دیکهے کہ وہ سواے اُنهیں مهاجرین اور خلفاء راشدین کے کسي دوسرے کا نام بتلاتے هیں یا نہیں هم نے جهانتک شیعوں کي کتابوں کو دیکها اور جو کچهہ اُن کے عالموں سے سنا تو یهي دیکها اور سنا کہ اِنهیں مهاجرین اور خلفاء راشدین کا وہ بهي نام لیتے هیں اور اِنهیں کو اِیمان لانیوالوں میں شمار کرتے هیں مگر اِتنا فرق هی کہ هم اُن کے اِیمان کو صدق دل سے تصور کرتے هیں اور وہ اُس کو نفاق پر یا طمع دنیا پر یا کاهنوں اور نجومیوں کے سننے پر محمول کرتے لیکن اِسکا اِقرار کرتے هیں کہ یہہ لوگ ظاهر میں اِیمان لائے اور پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے نبوت کے معتقد هوئے جیسا کہ حملۂ حیدري کا مولف لکهتا هی کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام وعظ و نصیحت کیا کرتے اور ایک ایک دو دو آدمي اُن پر اِیمان لایا کرتے کما قیل

دگر وعظ و ارشاد بر این نسق   در ابطال اصنام و اثبات حق
نمودے حبیب خدائے جہاں   نہ کردے ولے کار در مشرکاں
بخواندے مدام از کلام مجید   برآں قوم آیات وعد و وعید
نمودے ز اثر گفتہ‌اش گاہ گاہ   کہ بگذاشتے یکدو کس پا براہ
ولیکن نہ جملہ ز راہ یقین   یکے بہر دنیا یکے بہر دین
بناداں رسد گر بگیرد خطا   کہ دنیا کجا بود با مصطفا
چنیں است دنیا نہ بود آن زماں   ولے بود آیندہ منظور شاں

رہا امر دوم کہ امام نے یہہ فضایل براہ تقیہ کے بیان کیئے ہیں اِس کو بہي کسي عالم نے علماءِ شیعہ سے بیان نہیں کیا اور کیونکر لفظ تقیہ کا اِس موقع پر زبان پر لاتے اِس لیئے کہ یہہ فضایل جو امام نے بیان کیئے وہ کسي ناصبي اور خارجي اور دشمن اہل بیت اور دوست صحابہؓ کے سوال کے جواب میں بیان نہیں فرمائے کہ اِحتمال تقیہ کا ہوتا اور حضرات شیعہ یہہ کہکر کہ اِمام نے بخوف جان و آبرو سایل ناصبي کے ظلم سے بچنے کے لیئے جہوٹہي تعریف اصحاب کي کر دي جان بچا لیجاتے بلکہ یہہ تعریف امام نے خداي جلشانہ سے بہ وقت دعا کي ہی جس وقت سواے اُن کے اور خدا کے دوسرا نہ ہوتا تہا اور خلوت میں راز و نیاز کا دفتر پروردگار کے حضور میں کہولا جاتا تہا امام داعي ہوتے تہے اور خدا مجیب ہوتا تہا پس خیال کرنا چاہیئے کہ اصحاب رسول کي عزت اور بزرگي امام کے دل میں کس درجہ پر تہي کہ ایسے راز و نیاز کے وقت میں بہي اُن کو نہ بہولتے تہے اور جس طرح پر اپنے اور اپنے اہل بیت کے لیئے دعا کرتے تہے اور انبیا و رسل کے حق میں درود بہیجتے تہے اُسي طرح پر اصحاب رسول کے لیئے دعا فرماتے اور اُن پر صلوات اور رحمت کي اِستدعا کرتے تہے اگر کاش حضرت امام اللہم صل علي محمد و آل محمد و اصحاب محمد کہکر قناعت کرتے توبہي کافي تہا اور دعا کے وقت اُن کے محامد اور اوصاف کے دفتر کہولنے کي ضرورت نہ تہي مگر قربان امام سجاد علیہ السلام کي محبت اور اِنصاف کي کہ اُنہوں نے اِتنے پر قناعت نہ کي اور اپنے خدا کے سامہنے اپنے دادا کے یاروں کے اِیمان اور مصائب اور تکالیف کي تفصیل بیان کرکے اُن پر رحمت نازل کرنے کے لیئے دعا کي اور نہ صرف دعا کي بلکہ مہاجرین کي محنتوں اور کوششوں اور مصیبتوں کا ذکر کرکے اُن کي شکر گذاري خدا سے چاہي اِسي واسطے حضرت نے اِس دعا میں فرمایا (واشکرہم علي ہجرہم) کہ خداوندا مہاجرین نے جو ہجرت تیرے واسطے کي اور اپنے گہر بار کو تیرے پیچہے چہوڑا اُس کي شکرگذاري کر پس کون شخص ہی کہ اِن الفاظ اور فقرات کو دیکہکر اِمام کي محبت کا ساتہہ صحابہ کے معتقد نہ ہوگا اور کس کي زبان سے حرف عداوت کا باہم صحابہ اور اہل بیت کے نکلیگا لیکن آفرین ہی حضرات شیعہ کے اِیمان اور محبت پر کہ اپنے آپ کو اِمامیہ کہیں اور ائمہ کرام کي خلوص محبت کا دعوي کریں اور اپنے آپ کو پیرو اماموں کا جانیں اور با ایں ہمہ صحابہ سے عداوت رکہیں اور جس قدر امام اُنکي تعریف کریں اُس سے ہزار حصہ بڑہہ کر وے اُن کي برائیاں بیان کریں اور اگر کسي سني بیچارہ کي زبان سے بہ تبعیت ائمہ کرام اللہم صل علي محمد وآل محمد کے بعد اصحاب محمد نکل جاوے تو غیظ میں آکر اُس کو غصے سے دیکہنے لگیں اور اِتني ہي بات پر اُس کو خارجي اور ناصبي کہنے لگیں سچ تو یہہ ہی کہ جو امور ابطال اِسلام و اِیمان کے پردہ میں محبت اہلبیت کي حضرات شیعہ نے کیئے ہیں وہ دشمنوں سے بہي نہیں ہوئے ولنعم ما قیل

آنچہ بہ فیضي نظر دوست کرد ⁂ مشکل اگر دشمن جاني کند

باقي رہا امر سوم کہ اِن فضایل کي مصداق صرف وہي اصحاب ہیں جن کو علماي شیعہ اچہا جانتے ہیں اور اکثر مہاجرین اور انصار خصوصاً خلفاء ثلثہ اِس سے خارج ہیں سو اِس کا دعوي سب علماء شیعہ نے کیا ہی اور اِسي تاویل کو جواب اِن فضایل کا تصور فرمایا ہی لیکن جب اِس امر کو حضرات شیعہ نے تسلیم کر لیا کہ وے فضیلتیں جو اِمام نے اِس دعا میں بیان کي ہیں وہ

حضرت ابوبکر صدیق رضي الله تعالیٰ عنه کے اِیمان لانیکا حال .

حضرات شیعه اِقرار کرتے هیں که ابوبکر صدیق اُنهیں چند لوگوں میں هیں جو سب سے اول اِیمان لائے اور جنهوں نے اؤرونسے پهلے بیغمبر صاحب کي نبوت کو تصدیق کیا چنانچه هم حضرت صدیق اکبر رضي الله تعالیٰ عنه کے اِیمان لانے کا حال آیه غار کے بیان میں لکهه چکے هیں اِس مقام پر صرف اُن اعتراضات کو به تفصیل رد کرتے هیں جو که حضرت صدیق اکبر کے اِیمان پر علماء شیعه نے کیئے هیں منجمله اُن اِعتراضات کے جو ابوبکر صدیق کے اِیمان پر حضرات شیعه کرتے هیں ایک یهه هی که اُنهوں نے کاهن سے سنا تها که ایک پیغمبر پیدا هوگا اور اُس پر اِیمان لانیوالے اور اُس کي اطاعت کرنیوالے بڑے مرتبے پر پهنچینگے اِسلیئے وه اِیمان لائے چنانچه مولف حمله حیدري بهي مثل اپنے اؤرعلماء کے لکهتا هی

ابابکر راں پس بره یا گـذاشت — که گفتار کاهن بدل یا د داشت
بـاو کا هنـے داده بود ایں خـبـر — کـه مبعوث گردد بکے نـامـو ر
ز بطحا زمیں درهمیں چند گاه — بـود خـاتـم انـبـیـای اِلـه
تـو بـا خـا تم انـبـیـا بگـروي — چـو او بگذرد جانشینش شوي
ز کاهن چو بودش باو ایں نوید — بیاورد اِیماں نشاں چوں بدید

لیکن یهه قول باطل هی چند دلیلوں سے *

پهلي دلیل اگر یهه امر تسلیم کیا جاوے که ابوبکر صدیق رضي الله تعالیٰ عنه کاهن کے کهنے سے اِیمان لائے تو ضرور اُس کے کهنے کو سچ جانا هوگا تو جس طرح پر اُس کے اِس کهنے کو تصدیق کیا که خلافت بعد رسول کے اُن کو هوگي اُسي طرح پر اِس کهنے کو بهي تصدیق کیا هوگا که وه نبي برحق هونگے اور اُن کا دین سچا هوگا تو ضرور وه بیغمبر صاحب کو سچا پیغمبر سمجهه کر اِیمان لائے هونگے پس اِس سے بهي تصدیق رسالت ثابت هوتي هی اور اِسي کا نام اِیمان هی اور اِسي سے حضرات شیعه اِنکار کرتے هیں اور ابوبکر صدیق رضي الله تعالیٰ عنه کو دل سے اِیمان لانیوالا نهیں کهنے چنانچه مجتهد صاحب ذوالفقار میں لکهتے هیں که خلیفه اول از اول امر از اِیمان بهره نه داشت باتفاق من علماء الامامیه لیکن اگرچه جناب مجتهد صاحب قبله و کعبه نے یهه دعوي کیا که تمام علما کا اِتفاق هی که ابوبکر صدیق اول سے اِیمان نه لائے تهے مگر حضرت سے غلطي هوئي اِس لیئے که علامه حلي نے شرح تجرید میں لکها هی که خود حضرت علي کرم الله تعالیٰ وجهه نے فرمایا هی که (امنت قبل ان آمن ابوبکر) که میں اِیمان لایا قبل اِس کے که ابوبکر اِیمان لائے هوں تو جب حضرت علي کے قول سے اُن کا اِیمان لانا ثابت هوا تو پهر مجتهد صاحب کا کهنا کون سنتا هی *

دوسري دلیل معلوم نهیں که کاهن نے صرف حضرت صدیق اکبر رضي الله تعالیٰ سے پیغمبر صاحب کے نبي هونے کا حال کها تها اور صرف وهي ایک کاهن کي تصدیق کرکے اِیمان لائے تهے یا اور اصحاب بهي هم جهانتک شیعه کي کتابوںسے واقف هیں اُن کے اقوال مختلف هیں بعض کهتے هیں که اکثر اصحاب کاهنوں کے کهنے سے اِیمان لائے جیسا که حمله حیدري کے اُن اشعارسے ظاهر هوتا هی جو اُوپر نقل کیئے گئے اور بعض کهتے هیں که نهیں صرف ایک دو هي شخص کاهن کے کهنے سے اِیمان لائے جیسا که نزهه

خبر دادہ بودند چوں کاهناں کہ دین محمد بگیرد جہاں
همہ پیرواںش بہ عزت رسند تمام اهل اِنکار ذلت کشند
بکے کرد ازیں راہ ایماں قبول بکے شخص بہر خداؤ رسول

اور اِس امر کو کہ کوئي مهاجرین میں سے بہ نفاق یا بہ طمع دنیا یا بہ اسماع اخبار کاهناں ایمان نهیں لایا بلکہ صدق دل سے هر ایک نے اِسلام قبول کیا هم آگے ثابت کرینگے لیکن اِس مقام پر هم اِتنا هي ثابت کرنا چاهتے هیں کہ حضرات شیعہ اِن لوگوں کا اِسلام لانا قبول کرتے هیں اور اُن کو منکرین نبوت سے نهیں جانتے چنانچہ یہہ بات اِنهیں چند اشعار سے ثابت هو گئي اور چونکہ اوٗر علما کا بھي یهي قول هی اِسلیئے اوٗر کتابوں کي سند لانا تحصیل حاصل هی باقي رها اُن مسلمانوں کا ایذا اور مصیبت اُتھانا اور کفار قریش کے هاتھہ سے تنگ هونا اِس کو بھي علماء شیعہ تسلیم کرتے هیں اور اُنهیں مهاجرین کا جن کو وہ منافق اور مرتد جانتے هیں (و نعوذ بالله من ذالک) کفار قریش کے هاتھہ سے مصیبت پانیکا اِقرار کرتے هیں چنانچہ مولف موصوف لکھتا هی کہ جب پیغمبر خدا پر بہ سبب محافظت ابوطالب کے کفار کو قدرت نہ هوتي تو اُن کے اصحاب کو ستاتے اور اِیذا دیتے کما قیل

ولے چوں ابوطالب نامور نگهبان او بود ازیں بیشتر
بایذاي اوکس نمیٖیافت دست رسانیدي اصحاب اورا شکست
بھرکوي و هر برزن و هر ممر کہ کردي ز اصحاب اوکس گذر
نمودندے اعداي او از غلو بہر گونہ آزار و ایذاے او
بہ ضرب و بشتم و بمشت و لکد بہ دیگر ستمهاے بیروں ز حد
فگندے ز هر سو بسر خاک شاں نمودے برهنہ تن پاک شاں
پس آنگہ نشاندی چناں بینیاب دراں ریگ تفسیدہ از آفتاب
بردے ازاں قوم آب و طعام زدے نازدانہ ز خلف و امام
دگر ظلمهائے هلاکت مآل کہ آرد بیانش بدلها ملال
نمودندے آں ناکساں شقي براں زمرہ مومن و متقي

اب کوئي حضرات شیعہ سے پوچھے کہ باوجود تصدیق اِس امر کے کہ اصحاب نبي پر کفار کے هاتھہ سے اِس قسم کي مصیبتیں اور تکلیفیں پهنچتي تهیں اور وہ اُس پر صبر کرتے تھے اور پیغمبر صاحب سے جدا نہ هوتے تھے اور اعلاء کلمة الله میں دن رات سعي بلیغ کرتے رهتے تھے تو اگر اِن لوگوں کے حق میں وہ صفات جو اِمام نے بیان کیئے صادق نهیں هیں تو پھر وے دوسرے لوگ کون هیں جو مصداق اُن صفات کے هیں اگر حضرات شیعہ اِنصاف کو دخل دیں اور تعصب اور عناد کو چھوڑیں اور امام کے اِس کلام پر غور کریں الذین هجرتهم العشایر اذ تعلقوا بعروته و انتفت منهم القرابات اذسکنوا في ظل قرابته اور پھر صحابہ کرام کي حالت کو خود اپنے هي کتابوں سے نکالکر دیکھیں تو تمام مهاجرین کو مصداق اِس مضمون کا پاویں اور کسي ایک کو اُس فضیلت سے مستثني نہ کریں لیکن اگر اِس پر بھي حضرات شیعہ کي خاطر جمع نہ هو اور خلفاء راشدین کے اِیمان اور اِسلام کي تفصیل بہ قید اُن کے نام کے چاهیں تو اُس کو بھي غور سے سنیں اور اپني هي کتابوں کي سند لیں *

پانچویں دلیل اگر فرض کیا جاوے کہ ابوبکر صدیق سچے دل سے ایمان نہیں لائے اور عیاذاًباللہ کافر تھے جیسا کہ جا بجا مجتہد صاحب نے اِس عقیدہ کو ظاہر کیا ہے چنانچہ ذوالفقار میں فرماتے ہیں اول ایمان اصحاب ثلثہ را اثبات باید رسانید بعد ازیں باین افسانہ بیہودہ ترنم باید نمود زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ دریں باب اینست کہ اصحاب ثلثہ از اول امر از ایمان بہرہ نہ داشتند اور مجتہد صاحب کے مقلد صاحب استقصاء الافحام اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ فان کفرهم وارتدادهم واضح لاسترة فیه کہ کفر اور ارتداد خلفاء ثلثہ کا ایسا واضح ہے کہ وہ کچھہ چھپا ہوا نہیں ہے پس اگر مطابق اصول شیعہ کے کفر اور عدم ایمان حضرت ابوبکر صدیق کا فرض کیا جاوے تو تمام مہاجرین و انصار بلکہ تمام اصحاب کا کافر ہونا لازم آتا ہے اِس لیئے کہ سبہوں نے اُن کو اپنا سردار بنایا اور بعد پیغمبر خدا کے اُن کو خلیفہ کیا اور اُن کے ہاتھہ پر بیعت کی اور یہہ بیعت کرنیوالے اور اُن کو خلیفہ بنانیوالے دس بیس سو دو سو ہزار دو ہزار آدمی نہ تھے بلکہ لاکہوں تھے اِس لیئے کہ اصحاب نبوی بعد پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے بروایتے ایک لاکہہ سے زیادہ اور بروایت ملا باقر مجلسی جو اُنہوں نے تذکرۃ الائمہ میں لکھی ہے چار لاکہہ تھے تو جب چار لاکہہ آدمی عیاذاًباللہ ایک کافر کو اپنا سردار بناویں تو پھر اُن کے کفر میں کیا شک رہا رہا یہہ امر کہ سب مسلمانوں نے جو اُس وقت تھے ابوبکر صدیق کی بیعت کے باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضیٰ کے قول سے ظاہر ہے جو بحارالانوار کے مجلد تین میں منقول اور جس کا ترجمہ مجتہد صاحب نے باین الفاظ کیا ہے جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو و سکون و اطمینان سوے او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ و خارج از اِسلام است سبحان اللہ کیا دین و ایمان ہے حضرات شیعہ کا کہ حضرت صدیق اکبر کی عداوت سے دین محمدی کو باطل کرتے ہیں اور چار لاکہہ مسلمانوں کو جو مہاجرین اور انصار اور مجاہدین تھے اور جن میں بنی ہاشم اور اہل بیت نبوی بہی داخل تھے اُن سب کو صراحۃً اور کنایۃً کافر بناتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک *

چھٹویں دلیل ہم کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے ایمان کی اثبات میں زیادہ دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اِس لیئے کہ خود علماء شیعہ نے یہہ سمجھہ کر کہ اُن کے کفر کا دعوی ایسا بیہودہ ہے کہ اُس سے سننے والے کو تعجب ہوتا ہے اُس سے اِنکار کیا اور اپنے اُن علما کو جنہوں نے ایسا دعوی کیا ہے خود جھٹلایا اِسلیئے ہم اُن کے اُن اقوال کو نقل کرتے ہیں قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین میں فرماتے ہیں کہ نسبت تکفیر بجناب شیخین کہ اہل سنۃ و جماعت بہ شیعہ نمودہ اند سخنے است بے اصل کہ در کتب اصول ایشاں از ایشاں اثرے نیست و مذہب ایشاں ہمیں است کہ مخالفان علی فاسق اند و محاربان او کافر جناب مجتہد صاحب قبلہ و کعبہ اِس قول کے جواب میں ذوالفقار میں فرماتے ہیں کہ پوشیدہ نماند کہ این کلام بر تقدیر صحت و صدور آں از فاضل قادح مقصود ما و مفید مطلب او نمیشود زیراکہ سابق گذشتہ کہ فاسق در مقابلہ مومن اطلاق شدہ پس فرق میاں کفر و فسق ہمیں است کہ کافر نجس است در دنیا و مخلداست فی النار در عقبی و فاسق کہ بسبب

اثنا عشریہ کا مولف فرماتا ہی و ہم آنکہ قول او اگر نہ قول کہنہ و منجمین الخ مدفوع است زیرا کہ امامیہ ابن معدی را در حق اکثر صحابہ روایت نہ کردہ اند بلکہ در حق یک دو شخص پس اگر یہہ امر تسلیم کیا جاے کہ اکثر صحابہ کاہنوں کے کہنے سے ایمان لائے تو کچھہ جاے اعتراض حضرات شیخین پر نہیں ہی اور اصحاب مقبولین امامیہ کے اُس گروہ میں سے مستثنی ہونے کی وجہ نہیں ہی تو جب امامیہ کے صدیق اُن کے کہنے سے ایمان لائے تو اہل سنت کے صدیق بھی اگر اُن کے کہنے سے ایمان لائے تو کیا گناہ کیا اور اگر یہہ بات مانی جاوے کہ صرف یہی دو شخص کاہنوں کے کہنے سے ایمان لائے تو معلوم نہیں کہ اُنہوں نے کاہنوں کے قول کو سچ جانا یا نہیں اگر سچ جان کر ایمان لائے تو کچھہ خلل اُن کے ایمان میں نہیں ہوا اِس لیئے کہ اور لوگ بھی منجملہ اصحاب مقبولین شیعہ کے ایسے ہیں کہ جو پچھلی کتابوں کی پیشینگوئیوں کو دیکھہ کر ایمان لائے یا خواب میں پیغمبر صاحب کی نبوت کی تصدیق کر کے مسلمان ہوئے تو اگر حضرات شیخین بھی کاہن کے کہنے سے ایمان لائے تو کیا ہرج ہی *

تیسری دلیل یہہ قول شیعوں کا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی کاہن کے کہنے سے ایمان لائے اُنہیں کے علما کے اقوال سے غلط ہوتا ہی اِس لیئے کہ اُن کے علما نے لکھا ہی کہ ابوبکر صدیق نے خواب دیکھا تھا اور اُس کے سبب سے ایمان لائے تھے جیسا کہ قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں لکھا ہی کہ ابوبکر بہ برکت خوابیکہ او دیدہ بود مسلمان شدہ بود *

چوتھی دلیل ۔ اگر حضرات شیعہ کے اِس کہنے سے کہ ابوبکر صدیق کاہن کے کہنے سے ایمان لائے یہہ غرض ہو کہ وہ دل سے ایمان نہیں لائے تو اِس کی تکذیب اُن کے حالات سے ہوتی ہی اِسلیئے کہ وہ ہمیشہ دعوت اِسلام میں سعی بلیغ کرتے اور لوگوں کو اِسلام کی طرف راغب کرتے اور اپنے دوست آشناؤں کو سمجھا سمجھا کر حضرت کا مطیع بناتے اور پیغمبر صاحب سے علانیہ دعوت اِسلام کرنے کے واسطے درخواست کیا کرتے اور غلاموں کو خرید کر کرکے خدا کی راہ میں آزاد کرتے اور اپنے مال اور جان کا نقصان گوارا کرتے کہ اِن سب باتوں کا ثبوت اِمامیہ کی کتابوں سے ہوتا ہی تو کیا کوئی عقل اِس کو قبول کریگا کہ جس کی کوششیں اور محنتیں اجراء دین میں غایت درجے پر پہنچی ہوں اور جس کو اعلاء کلمۃ اللہ میں اپنے جان و مال کا خیال نہ ہو وہ خود دل سے پیغمبر صاحب کو سچا نبی اور اِسلام کو سچا دین نہ سمجھتا ہو ایسی بات حضرات اِمامیہ کی زبان سے نکل سکتی ہی ورنہ کوئی نادان بھی اِس کو نہ مانیگا اور واسطے ثبوت اِس امر کے کہ حضرات شیخین نے پیغمبر صاحب کو اِظہار دعوت اِسلام پر برانگیختہ کیا اور اُنہیں کے اصرار سے حضرت نے اِظہار دعوت فرمایا اور اِسی وجہ سے شیخین نے صدمہ اُٹھایا ہم قول صاحب استقصاء الافحام کا نقل کرتے ہیں مولف موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ مگر نمیدانی پیغمبر خدا را کہ از خوف کفار در حصن غار اختفا فرمودہ و در بدو اِسلام از اِظہار دعوت علانیہ احتراز داشتہ تا آنکہ شیخین دل تنگ شدہ آن حضرت را حث و ترغیب باظہار دعوت کردند وآن حضرت بنابر اِظہار عدم مصلحت از جہت اصرار ایشان از اعلان مانع نیامدہ حتی اصاب اولہما ما اصاب و قال ثانیہما ایعبد العزی واللات علانیۃ ویعبد اللہ سراً از خوف جدا ناکل و بوقف غیر مائل می داند *

کہ اِنکار کرنا ابوبکر صدیق کے اِیمان سے اِنصاف سے بعید ہی و ہذہ عبارتہ جواب گفتن این سخن
بارتکاب آنکہ در سنوِ ہجرت اِیمان شرط است و آں شخص یعنی ابوبکر معاذ اللہ ہیچ وقت اِیمان نہ داشتہ
حنفی مثل از شنوح یا خوشی با امیرالمومنین از اِنصاف دور است اور ملا عبد الجلیل قزوینی کتاب نقض
الفضائح میں لکھتے ہیں کہ اما ثنائے خلفا پس بزاں اِنکارے نیست بزرگانند از مہاجرین والسابقون الاولون
من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان اور پھر دوسرے مقام پر لکھا ہی کہ اما انچہ سیرت ابوبکر و عمر
و دیگر صحابہ بیان کردہ مجملی است نہ مفصل آں را خلاف نہ کردہ اند شیعہ الا درجہ خلافت و
اِمامت را کہ شیعہ اِنکار کنند در ایشاں کہ درجہ اِمامت نہ داشتند واں فقد ان عصمت و نصوصیت و
کثرۃ علمی است اما صحابہ رسول ایشاں را دانند و از درجہ شان نہ گذرانند اور احتجاج طبرسی میں لکھا ہی
کہ اِمام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابابکر افضل
من عمر کہ میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی فضیلتوں سے اِنکار نہیں کرتا لیکن ابوبکر عمر فاروق سے افضل
ہیں پس اِن روایتوں اور ہزار مثل اِس کے اور روایتوں سے جن کو ہم نقل کرینگے حضرت ابوبکر صدیق
کے اِیمان اور فضیلت میں کون شک کر سکتا ہی پس یہہ دعوی کہ ابوبکر صدیق باطن میں معاذ اللہ
کافر تھے خود علماء شیعہ اور ائمہ کبار کے احادیث سے باطل ہوا اور اگر اب بھی کسی کو شک ہووے
تو وہ تفاسیر اور احادیث اِمامیہ کو دیکھے کہ باوجود اِس عناد اور تعصب کے جو اُن کو خلفاء ثلثہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کے ساتھہ ہی اب بھی صدہا روایات اور احادیث مدح و ثنا میں خلفا کے موجود ہیں چنانچہ
اُنکے مفسرین قول کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق غلاموں کو مول لیا کرتے اور بسبب اِسلام کے اُن کو
آزاد کر دیتے جیسا کہ علامہ طبرسی نے مجمع البیان میں لکھا ہی کہ عن ابن الزبیر قال ان الایۃ نزلت
فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن فہیرۃ و غیر ہما واعتقہم کہ آیت
سیجنبہا الاتقی الذی شان میں ابوبکر کے نازل ہوئی کہ وہ غلاموں کو جو اِسلام لاتے مول لیتے اور پھر خدا
کی راہ میں آزاد کرتے مثل بلال اور عامر وغیرہ کے فقط پس چونکہ ابوبکر صدیق اپنے مال کو خدا کی
راہ میں صرف کرتے تب خدا نے یہہ آیت نازل کی کہ دوزخ سے وہی بڑا پرہیزگار بچیگا جو اپنے
پاک مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتا ہی پس تعجب ہی کہ جو شخص اپنے مال سے مسلمان غلاموں
کو خریدے اور اُن کو آزاد کرے اور اُس کی شان میں خدا آیتیں نازل کرے اور اُس کو اتقی الناس
فرماوے اُس کی فضیلت اور بزرگی بیکطرف اُس کے اِیمان سے بھی اِنکار کیا جاے اور ایسا شخص
منافق اور کافر سمجھا جاے غرض کہ اِیمان اور اِسلام میں ابوبکر صدیق کے کچھہ شبہہ نہیں رہا اور باقرار
علماء شیعہ اُس کا ثبوت ظاہر ہو گیا اب باقی رہا تیسرا امر کہ مراد اِیمان سے اصول دین کو تصدیق
کرنا ہی اور چونکہ امامت بھی ایک اصل اصول دین سے ہی اور اِس سے ابوبکر صدیق منکر تھے اِس سے
اُن پر اِطلاق اِیمان کا نہیں ہوتا اِس کی تردید ہم بخوبی بحث امامت میں کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ
لیکن ہمارے نزدیک اِبتداے زمانہ نبوت میں امامت کو اصول دین میں داخل کرنا اور جو اُس وقت
امامت پر ائمۂ اثنا عشر کے اِیمان نہیں لایا اُس کو مومن نہ جاننا نادانی ہی اِس لیئے کہ جب پیغمبر
صاحب نے نبوت کا دعوی کیا اور اِسلام کی دعوت فرمائی تو اُس وقت خدا کی توحید اور اپنی

انکار یکے از ضروریات مذهب باشد مخلد در نار خواهد بود گو در دار دنیا احکام مسلمین به سبب اقرار شهادتین بر او جاري شود لیکن اِس عبارت میں حضرت قبله و کعبه نے یا تو غلطي فرمائي یا دیده و دانسته اغماض کیا اِس لیئے که یهه فرمانا که (بر تقدیر صحت و صدور آں از فاضل) کا مطلب سمجهه میں نهیں آتا که اِس قول کو قاضي نور الله شوستري کے حضرت نے تسلیم کیا هي یا اُس سے اِنکار فرمایا هی ایسي گول گول عبارت لکهنے سے سواے هم سے کم فهم جاهلوں کو مغلطه میں ڈالنے سے دوسرا فائده نهیں تها اگر یهه عبارت مجالس المومنین میں موجود هی تو بر تقدیر کهنا کیا معنے اور اگر یهه عبارت اُس میں نهیں هی تو صاف اُس سے اِنکار فرمایا هوتا اور صاحب تحفه اثنا عشریه کے طعن و تشنیع میں موافق اپنے عادت کے دو چار ورق سیاه کیئے هوتے هاں شاید حضرت نے مجالس المومنین نه دیکهي هوگي اِس لیئے نه اِنکار کیا نه اقرار بهر حال اِن الفاظ سے قبله و کعبه کے اُس عبارت کا موجود هونا پایا جاتا هی اور اگر اب بهي کسي کو شک هو وه مجالس المومنین میں دیکهه لے رها جواب جو مجتهد صاحب نے دیا هی وه بهي ایسا هی که اُس کے معنے سمجهه میں نهیں آتے اِسلیئے که قاضي صاحب نے صاف اِقرار کیا هی که تکفیر شیخین همارے اصول کے مُخالف هی اور حضرت مجتهد صاحب اُسي کو ثابت کرتے هیں پس یا خطاء اجتهادي قاضي صاحب سے هوئي که وه تکفیر سے اِنکار کرتے هیں یا مجتهد صاحب سے که وه اُس کو ثابت کرتے هیں یا شاید درمیان کفر اور اِیمان کے ایک تیسرا مرتبه اثبات فرمایا چاهتے هیں جس کا نام اُن کے اِصطلاح میں اِسلام هي جس کے معنے نفاق کے هیں یعنے ظاهر میں کلمه پڑهنا اور باطن میں کافر هونا اِس لیئے هم کو لازم هوا که اِس تیسرے مرتبے پر بهي نظر کریں اور اُس کے اثبات اور ابطال کے دلایل پر غور کریں اِسلیئے هم مجتهد صاحب کي روح سے اور اُن کے مقلدین سے استفسار کرتے هیں که اِس تیسرے مرتبه کے قایم کرنے سے کیا غرض هی آیا یهه که خلفاء ثلثه کے اِیمان سے اِنکار کیا جاے اور اُن کے اِسلام کو تسلیم کیا جاے اور اِسلام کے یهه معنے مراد لیئے جاویں که وه ظاهر میں کلمه گو تهے اور باطن میں منافق یا که وه دل سے بهي مثل زبان کے پیغمبر صاحب کي نبوت کو تصدیق کرتے تهے مگر امام برحق کے امامت کے منکر تهے اور اُن کے حقوق کي غاصب اور اُن پر جابر تهي اور چونکه امامت اصول دین سے هی اِس لیئے به سبب اِنکار ایک اصل کے اصول دین سے وه اِیمان کے دائره سے خارج تهے یا سواے اِس کے اِس تیسرے مرتبے کے قایم کرنے سے اور کچهه مقصد هی بهر حال اور کوئي دوسرا فائده تو سمجهه میں نهیں آتا اِسلیئے امر اول کو تسلیم کرکے اُس سے بحث کیجاتي هی پس اگر خلفاء ثلثه کے اِیمان سے اِس وجه سے اِنکار هی که وه صرف ظاهر میں کلمه گو تهے اور باطن میں توحید اور نبوت سے بهي منکر تهے جیسا که اکثر حضرات شیعه فرماتے هیں بلکه حضرات شیعه کس حساب میں هیں خود اُن کے اِمام مهدي فرماتے هیں که ظاهر میں وه کلمه گو تهے اور باطن میں کافر جیسا که ملا باقر مجلسي نے رساله رجعتیه میں حضرت اِمام کي طرف منسوب کرکے یهه قول لکها هی که ایشاں از روے گفته یهود به ظاهر کلمنیں گفتند از براے طمع اینکه شاید والیے و حکومتے حضرت بایشاں بدهد و در باطن کافر بودند پس اِس کا جواب اُوپر هم دے چکے اُسکا اعاده ضرور نهیں اِسي واسطے اِس قول سے اکثر علماء شیعه نے اِنکار کیا اور جو لوگ ایسا کهتے هیں اُن کو خود اُنهوں نے نا منصف فرمایا جیسا که ملا عبدالله جو علماء شیعه سے هیں اِظهار حق میں فرماتے هیں

جلد اسلام کو رونق هووے چنانچه حضرت نے اپنے نزدیک ایسے صرف دو شخص اپنے قوم میں خیال کیئے ایک حضرت عمر خطاب رضي‌الله تعالی عنه دوسرا ابوجهل که یهه دونوں نهایت هي معزز اور مشهور اور نامور تهے اور اِن کو سب سے زیادہ عداوت بهي پیغمبر صاحب کے ساتهه تهي اور شب و روز اِسلام کے معدوم هو جانے کي فکر میں رهتے تهے پس حضرت نے خدا سے دعا کي که الهي اپنے دین کو اِن دو آدمیوں میں سے کسي ایک آدمي کے مسلمان کر دینے سے قوي کر اور عمر یا ابوجهل میں سے ایک کو ایمان عطا فرما چنانچه خدا نے دعا حضرت کي حضرت عمر کے حق میں قبول کي اور اُن کو اِسلام سے مشرف کیا *

حضرت عمر کے ایمان لانے کا مختصر حال یهه هی که ابوجهل نے جس کو پیغمبر صاحب کے ساتهه دلي عداوت تهي اپنے بهائیوں سے کها که جو کوئي پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لاوے اُس کو هزار شتر سرخ بال‌والے اور بهت سے دینار و درم اُس کے صلے میں دونگا چنانچه حضرت عمر نے اِس کام کو اپنے ذمه لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے اِرادہ سے چلے اِدهر حضرت عمر کا چلنا تها اُدهر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا که اِس کو همارے طرف کهینچو اور جس کے سر لانے کو جاتا هی اُس کے قدموں پر گراؤ هماري قدرت کا تماشه دیکهو که شقي هو کر جاتا هی اور سعید هو کر لوٹیگا کافر بنکر نکلا هی اور مومن پاک هو کر پهرےگا همارے دشمني کے اِرادہ پر مستعد هو کر آتها هی اور هماري محبت کے دام میں ابهي پهنستا هی وہ تو اپني خوشي سے همارے دوست کے قتل کو چلا هی اور هم زبردستي اُس کو کافروں کے قتل کے لیئے مقرر کرتے هیں اب تم سطح زمین پر جاؤ اور اُس کي خبر لو اور اُس کا هاتهه پکڑ کر همارے دین میں لے آؤ گر نیاید بخوشي موي کشانش آرید چنانچه جب حضرت عمر تلوار کو گلے میں حمایل کرکے نهایت غصه اور طیش میں پیغمبر صاحب کے طرف چلے فرشتگان ملاء اعلی نے شادي کا غلغله بلند کیا طرفوا طرفوا کا شور مچایا زبان حال سے اِس شعر کو پڑهنا شروع کیا *

آمد آں یارے که من میخواستم　　راست شدکارے که من میخواستم

رفته رفته میرود آں سوے دام　　هم به هنجارے که من میخواستم

چنانچه حضرت عمر نے اثناء راہ میں بهت سے معجزات دیکهے راہ میں ایک شخص مسلمان ملا اُس کے مارنے کا قصد کیا اُس نے کها که اول اپنے بهن اور بهنوئي کي خبر لو که وہ مسلمان هو گئے هیں تب غیروں کي خبر لینا چنانچه حضرت عمر اپنے بهن کے گهر گئے دروازہ بند پایا اور آواز قران مجید کے پڑهنے کي سني که اُس کو باهر سے سنتے رهے آخر دروازہ کهٹکهٹایا اُن کي بهن نے دروازہ کهولا پوچها که تم لوگ کیا پڑهتے تهے هم کو دو اُنهوں نے دینے میں اِنکار کیا آخر اپنے بهن اور بهنوئي کو خوب مار پیٹ کي جب اُن کي بهن نے یهه زیادتي دیکهي تو پکار اُٹهي که ای عمر هوشیار هو هم تو ایمان لا چکے اور سچے دین میں داخل هو گئے (اشهد ان لااله الاالله و اشهد ان محمد رسول‌الله) تم کو جو کرنا هو سو کرو تب تو حضرت عمر ڈهیلے پڑے اور کها که اُس قران سے کچهه سناؤ تب سورة طه اُن کو سنائي اُس کي فصاحت اور بلاغت پر غش هو کر حضرت عمر کے دل کو یقین هو گیا که یهه بے شک سچا کلام خدا کا هی اور اُسي وقت کلمه شهادت پڑها اور ایمان لائے اور قصد پیغمبر صاحب کے حضور

نبوت کي تصديق ايمان کي علامت رکهي ائمه کي امامت کي تصديق کي تکليف کسي کو نهيں دي بلکه خود حضرت علي رضي‌الله تعالیٰ عنه کو بهي اسلام کي دعوت صرف توحيد اور نبوت کي تصديق پر کي بس اُس وقت امامت کا کچهه ذکر هي نه تها که کوئي اُس کو قبول کرتا يا اُس سے انکار کرتا اگر هم غلط کهتے هوں تو حضرات شيعه اپني هي کتابوں سے يهه بات ثابت کر دیں که جب اول اول پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا نے لوگوں کو اسلام کي طرف بلايا تو اُن سے توحيد اور نبوت کے سوا حضرت علي کي امامت کي تصديق کو بهي فرمايا حضرت علي خود اُس وقت لڑکے تهے کسي شخص سے اُس وقت پيغمبر صاحب نے نهيں فرمايا که جس طرح پر خدا کي توحيد اور ميرے نبوت کي تصديق تم پر ايمان کے لیئے ضرور هے اِسي طرح ميرے چهوٹے بهائي علي کے امامت کي تصديق بهي ضرور هے اور جب که ايسا کسي سے اُس وقت نهيں کها اور امامت کو اصول ايمان سے قرار نهيں ديا تو ابوبکر صديق کا انکار يا اقرار کرنا بهي اُس سے ثابت نهيں هوتا اور جب يهه ثابت نه هوا تو اُن کے ايمان ميں بهي کچهه خلل نه آيا هاں حضرات شيعه يهه کهه سکتے هيں که آخر زمانه نبوت ميں خم غدير پر جب خطبه امامت علي مرتضیٰ کا پڑها اور لوگوں کو توحيد اور رسالت کے علاوه امامت کے اقرار پر بهي دعوت کي اُس وقت امامت کا انکار گويا ايمان کے خلل کا سبب تهہرا ليکن جب که اُس کا نام و نشان بهي نه تها اور کوئي لفظ امامت سے واقف تک نه تها اُس کو اُس وقت اصول دين ميں تهہرايا اور اُس سے ناواقف آدمي کو منکر قرار دينا اور اُسکے انکار کو اُس کے عدم ايمان کا سبب کهنا بڑي ناداني هے هاں حضرات شيعه يهه کهه سکتے هيں که ابوبکر صديق رضي‌الله تعالیٰ عنه نے خم غدير کے وقت حضرت علي کي امامت سے دل ميں انکار کيا اور بعد وفات پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا کے اُس کو ظاهر کيا يعنے خود امام بن بيٹهے تو هم اِس بات کو سن سکتے هيں ليکن اِس سے صرف اطلاق ارتداد کا ونعوذ بالله من ذلک اُن پر هو سکتا هے اِس سے اُن کے اُس ايمان ميں جو اول اول لائے کچهه خلل نهيں آ سکتا اور ابتداے زمانه نبوت ميں اُن کا نهايت سچے دل سے ايمان لانا اپنے حال پر قائم رهتا هے رها ارتداد اُن کا به سبب غصب خلافت کے اِس کو هم بحث امامت ميں بيان کرينگے انشا لله تعالیٰ *

بيان حضرت عمر فاروق رضي الله تعالیٰ عنه کے ايمان لانيکا

جب که هم نے حضرت ابوبکر صديق کے ايمان کو ثابت کر ليا اِسليئے اب هم کچهه ذکر حضرت عمر فاروق رضي‌الله تعالیٰ عنه کے ايمان لانے کا کرتے هيں يهه بات سب کو معلوم هے که پيغمبر خدا عليه‌الصلوٰة والسلام رات دن اِس فکر ميں رهتے تهے که اسلام کي ترقي هو اور خدا کے دين ميں لوگ داخل هوں کوئي لحظه کوئي دم اِس سے غافل نه هوتے تهے اور جو تدبير اُس کے حاصل هونے کي هوتي تهي اُس ميں دريغ نه فرماتے تهے ليکن باوجود اِس کوشش اور محنت کے چهه برس کے عرصے ميں صرف چند هي شخص جو که چاليس سے کم تهے ايمان لائے آخرش پيغمبر خدا عليه‌التحيه والثنا نے اِس تهوڑي سي جماعت کو ديکهکر خدا سے دعا کي که خداوندا اِس گروه کو بڑها اور ايسے شخص کو مسلمان کر که جس کي رعب اور عزت سے اِس گروه کو قوت اور اسلام کو تائيد هو اور جس کي ذات سے بهت

ملا باقر مجلسي بحارالانوار کے چودھویں جلد میں جس کا نام کتاب السماء والعالم هی مسعود عیاشي سے روایت کرتے هیں روي العیاشي عن الباقر علیه السلام ان رسول الله صلي الله علیه وآله وسلم قال اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابي جهل بن هشام یعنے امام باقر علیه السلام سے روایت هي که پیغمبر خدا صلي الله علیه و آله و سلم نے خدا سے دعا کي که الهي عزت دے اسلام کو عمر ابن خطاب کے اسلام لانے سے یا ابوجهل بن هشام کے مسلمان هونے سے غرض که اب هم اُن مجتهدین کي نسبت جنهوں نے اس دعا سے انکار کیا اور عوام کو دهوکهه دیا کیا کهیں بجز اس کے که اُن کے مقلدین کے سامهنے اُن کے انکار کو اور ملا باقر مجلسي کے اس اقرار کو رکهه دیں اور یهه عرض کردیں که اب خود هي انصاف کرو که تمهارے پہلے جهوٹهے هیں یا پچهلے *

رها امر دوم یعنے حضرت عمر کے ایمان لانے کي کیفیت اُس کے واسطے هم اشعار حمله حیدریه کو نقل کرتے هیں اور اهل انصاف سے چاهتے هیں که اُس کے هر هر لفظ کو غور کریں اور انصاف فرمائیں که باوجود تعصب اور عناد کے اُس مولف نے کیا کچهه لکها هی اور یهه کوئي نه خیال کرے که حمله حیدریه کتب معتبره سے نهیں هی بلکه اُسکو خود حضرت مجتهد صاحب شیعوں کے قبله و کعبه نے تصحیح کیا هی اور اُس کي اصطلاح اور تحشي خود حضرت سید محمد صاحب نے فرمائي هی اور جو کتاب مطبع سلطاني میں باهتمام مدد علي داروغه کے لکهنؤ میں چهپي هی اُس کي عنوان پر یهه سب کیفیت لکهي هوئي هی اور اُسکے سرے پر اس کتاب کي تعریف میں لکها هی *

عجایب کتابے پر از نور هست ۔ که هر بیت آن بیت معمور هست
به بزمیکه خوانند فصلے ازان ۔ سخن از حلاوت شده لب گزان
مشام محبان معطر شود ۔ دل از نور ایمان منور شود
تعالی الله آن باذل بے بدل ۔ که آورده هر نکته را بر محل
بوفق روایت قدم میزند ۔ بـراه دیانت قدم میزند
به ترجیح اخبار دارد مناط ۔ برون نیست از جادهٔ احتیاط
عجب دفتر دلکشائے نوشت ۔ به نهجے گرفت است ایراد ودق
که افتاده در جان اعدا قلق ۔ که پیچیده در وے هوائے بهشت
معطر چو مشک تتار است این ۔ جگر خستگانرا مسیحاست این
ز هر نکته سازد معطر دماغ ۔ ز هر نقطه اش میشود تر دماغ
بس است از نعوت و صفاتش همین ۔ که گردیده مقبول سلطان دین
فرازندهٔ رایت اجتهاد ۔ ز حق حجت و آیتے بر عباد
طریق شریعت موید ازوست ۔ که نام و نشان محمد ازوست
دل سنیان داغدار است ازو ۔ که هندوستان سبزوار است ازو

پس هم اُسي کتاب سے جس کے نور سے دل مومنین کے منور هیں حضرت عمر کے ایمان کے نور کو دکهلاتے هیں جو اندهے نه هوں وه دیکهیں اور اُسي کتاب سے جس کي خوشبو سے دماغ محبوں کے معطر هیں حضرت فاروق کے اسلام کي خوشبو پهیلاتے هیں جو دماغ رکهتے هوں وه سونگهیں اور هم اُسي محقق کے قول سے جو موافق روایت کے لکهتا هی اور جو قدم بقدم دیانت پر چلتا هی اس روایت کو ثابت کرتے هیں اور هم اُسي کي تصدیق سے جس نے سنیوں کي جان کو رنج میں ڈال رکها هی حضرات شیعه کو رنج دیتے هیں اور اُسي کے کلام سے جس کا کلام شیعوں کے زخموں

میں حاضر ہونے کا کیا جب حضرت عمر کے آنے کی خبر ہوئی. تو اصحاب رسول میں تہلکہ پڑ گیا اِسلیئے کہ وہ اُن کی شوکت اور اِرادہ سے واقف تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمر دروازے پر پہنچے تو کوئی دروازہ کھولنے کو نہ اُٹھتا تھا مگر حضرت حمزہ رضي الله تعالیٰ عنہ چچا پیغمبر صاحب کے یہہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک آدمی ہی اگر اطاعت کے اِرادہ پر آتا ہی خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہی اور اُسی کا سر چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوئے پیغمبر صاحب بہ نفس نفیس اُٹھے اور اُن کو آغوش رحمت میں لیکر ایسا دبایا کہ اُن کی آنکھیں نکل پڑیں تب تو حضرت مسکرائے اور اُن کی طرف دیکھکر خندہ‌زن ہوئے حضرت عمر صدق دل سے نعرہ مار کر کہنے لگے کہ (اشہد ان لا الہ الا الله واشہد انک رسول الله) تب سب مسلمان خوشی سے تکبیر کہنے لگے اور حضرت عمر کے اِیمان لانے پر حمد و ثنا خدا کی کرنے لگے حضرت عمر رضي الله تعالیٰ عنہ نے اُسی وقت پیغمبر خدا سے کہا کہ یا حضرت بتوں کی عبادت تو علانیہ ہووے اور خدا کی عبادت چھپ کر یہہ مناسب نہیں ہی اُٹھیئے خانۂ کعبہ کو چلیئے اور نہ اعلان نماز ادا کیجیئے چنانچہ اُن کی عرض کو حضرت نے قبول فرمایا اور خانۂ کعبہ کی طرف توجہ کی اور نہایت شان و شوکت سے حضرت معہ سب صحابہ کے عازم خانۂ کعبہ کے ہوئے جب حضرت تشریف فرماے خانۂ کعبہ کے ہوئے تو حضرت عمر ہی آگے آگے چلے کافروں نے کہ وہ منتظر تھے کہ سر پیغمبر صاحب کا لاتے ہونگے یہہ دیکھکر کہا کہ ای عمر یہہ کیا حال ہی تب حضرت عمر نے فرمایا کہ سنو میں اِیمان لایا اور پیغمبر کی غلامی کا غاشیہ میں نے اپنے دوش پر لیا جو اطاعت کریگا خیر ورنہ اگر مزاحمت کریگا تو یہی تلوار ہی اور اُس کا سر چنانچہ چند آدمیوں کو اُسی وقت اپنا زور دکھلایا اور خانہ کعبہ میں جا کر پیغمبر صاحب کے پیچھے نماز ادا کی یہہ حال حضرت عمر کے اِیمان لانے کا ہی اور اِس میں ہم نے دو باتوں کا ذکر کیا ہی اول پیغمبر صاحب کے دعا کرنے کا کہ حضرت عمر کے اِیمان لانے کے واسطے کی دوسرے اِس کیفیت سے اِیمان لانے کا چنانچہ ہم دونوں باتوں کو شیعوں کی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں *

امر اول کے ثبوت سے پہلے ہم کو یہہ لکہنا ضرور ہی کہ اکثر مجتہدین اور علماء شیعہ نے اِس دعا سے اِنکار کیا ہی اور اِس کو سنیوں کی تہمت اور افترا میں تصور کیا ہی جیسا کہ ایک مجتہد صاحب کا خلاصہ عبارت یہہ ہی کہ فاروق عرتے درعرب نداشتہ پس این احادیث را علماء سنیان از پیش خود برداشتہ اند وحاشا کہ جناب پیغمبر صلي الله علیہ و آلہ و سلم این دعا کہ مُخالف عقل و نقل است بر زبان مبارک آوردہ باشند *

لیکن یہہ اِنکار صرف دھوکھہ دینا اور عوام کو اپنے مذہب کی برائی پر واقف ہونے سے بچانا ہی ورنہ بہت سے محدثین اور علماء شیعہ نے اِس کی صحت پر اِقرار کیا ہی چنانچہ فضل ابن شاذان اور شیخ طبرسی اور شیخ طوسی اور علم الہدی اور شیخ مفید کے اِقرار سے اِس کی صحت ثابت ہوتی ہی چنانچہ ہم اُن سے قطع نظر کرکے ملا مجلسی کی تصدیق کو سنداً بیان کرتے ہیں اور اُن کی کتاب بحارالانوار سے جس کا نام نامی اور اِسم گرامی خدا کی کتاب سے بڑھکر حضرات شیعہ کی زبان پر ہی اِس روایت کو نقل کرتے ہیں وھوھذہ *

شنیدن بسے نرم شد　بسوداے اسلام سر گرم شد　عمر گفت دیگر بخواں زیں کلام
یست زیں می بجام　ولے هست استاد مادر نهفت　که گردید پنهاں چو نامت شنفت
وري کو نیابد زیاں　بیارم پیشت که خواند ازاں　چو بگرفت سوگند از و خواهرش
تاد خود را برش　بد از اهل اسلام نامش خباب　بیامد به نرد عمر بے حجاب
ید آیات پروردگار　ابا حفص اسلام کرد اختیار　چو آیات معجز بیاں را شنید
کاهن بخاطر رسید　باسلام شد رغبتش بیشتر　که آنهم شود راست چوں ایں خبر
بگشتند باهم رواں　به نزد رسول خداے جهاں　بدولت سراے پیمبر شدند
، بد حلقه بردر زدند　یکے آمد ودید از پشت در　که استاده با تیغ بر در عمر
رفت و احوال گفت　بماندند اصحاب اندر شگفت　چنیں گفت پس عم خیرالبشر
ت 'روے کشائید در　گر از راه صدق آمده مرحبا　وگر باشد اورا بخاطر دغا
، دارد حمایل عمر　تنش را سبکبار سازم زسر　چو در باز کردند بر روے او
مر بالب عذر گو　گرفتش به بر سرور انبیا　نشاندش بجائیکه بودش سزا
ـاب' هم تهنیت　وزاں بیشتر یافت دیں تقویت　پس اصحاب دیں را شد ایں مدعا
دمت سرور انبیا　بسوے حرم آشکارا روند　نماز جماعت بجا آورند
رسید ایں سخن چوں بعرض رسول　ز خیرالبشر یافت عز قبول

د اخیار بتائید ملك جبار بحرم محترم و نماز گذاردن با اصحاب ، انتساب و آمدن قریش مرتبه دیگر نزد ابوطالب رضي الله عنه و سخن گفتن از روے قهر و طیش

ي رشک خلد بریں　بساط نشاطے بگیتي به چیں　زخم باده بے فکر و اندیشه ریز
شیشه بر شیشه ریز　فرود آر ازیں طاق فیروزه فام　زخورشید جام و زمهه نیم جام
پوشیده را بر ملا　به دور و به نزدیک درده صلا　اراں مي نمي هم بکامم فگن
بعیش مدامم فگن　چناں مست کن زاں می پر طرب　که جوشد چو خورشید نورم زلب
م ساقي بنور اياغ　فروزد بدینگونه روشن چراغ　که کردند اصحاب چوں اتفاق
سول خدا از وثاق　رواں شد بتائید دیان دیں　چو سوے حرم سید المرسلیں
س زمیں شد گماں　که بیروں رود از بر آسماں　ز شادي برقص اندر آمد سپهر
، هر ذره افروخت چهر　همي رفت جبرئیل بالاے سر　بفرق هماوں بگسترده پر
، وراست در دورباش　شیاطیں زهیبت شده پاش پاش　به پهلو رواں حمزهٔ نامدار
علي صاحب ذوالفقار　همیرفت درپیش حیدر عمر　حمایل هماں تیغ کیں بر کمر
ه جمع یاراں تمام　برفتند زینساں به بیت الحرام　جدار حرم سر بعرش مجید
، گرد موکب رسید　چو دیدند کفار زاں گونه حال　نمودند باهم بسے قیل و قال

کے لیئے مرهم هی اُن کے دلونکو مجروح کرتے هیں اور اُس قبلہ و کعبہ کي تصحیم اور قبولیت سے جس نے سنیوں کے دلوں کو داغدار کر دیا هی اُن کے مقلدین کے دلوں کو داغدار کرتے هیں ای بهائیو اِس روایت کو سنو اور دیکهو کہ حقیقت میں کیسا نور چمک رها هی اور سونگهو کہ در اصل کیسي خوشبو مہک رهي هی بیشک اِس روایت کي نسبت هم بهي یہہ شعر پڑهتے هیں *

به نهجے گرفت است ابراد و دق کہ افتادہ در جان اعدا فلق ز هر نکتہ سارد معطر دماغ
ز هر نقطہ اش میشود تر دماغ معطر چو مشک تتا راست این جگر خستگانرا مسیحاست این

اب هم اُس روایت کو بعینہ کتاب مذکور سے نقل کرتے هیں *

در کیفیت اِیمان آوردن عمر بن خطاب

عمر بعد ازاں از پس چند گاہ در آمد بدین رسول الہ چناں بد کہ بوجهل ازاں سرزنش
بکیفیتے شد عداوت منش کہ جز قتل پیغمبر ذوالجلال نبودش دگر هیچ فکر و خیال
یکے روز میگفت با اشقیا کہ آرد کسے گر سر مصطفا هزار اشتر ازخود بہ بخشم باو
دو کوهاں سیہ دیدہ و سرخ مو ز دیباے مصري و برد یمن دگر سیم و زر بخشمش چند من
عمر چوں شنید آں سخن گفتنش بجنبید عرق طمع در تنش باو گفت سوگند اگر میخوري
کہ از گفتہ خویشتن نگزري من اِمروز خدمت رسانم بجا بیارم بہ پیشت سر مصطفا
گرفت از ابوجهل اول قسم پس انگاہ زد در رہ کیں قدم با نکار چوں رفت بیروں عمر
یکے گفت با او نداري خبر کہ همشیرہ ات نیز با جفت خویش گرفتست دین محمد بہ پیش
بر آشفت ابا حفص ازیں گفتگو بگفتا بریزم کنوں خون او سوئے خانۂ خواهر خویش رفت
چو آمد بہ نزدیک تر پیش رفت بیامد بہ پیش درو ایستاد صدئے شنید و باں گوش داد
شنید آنکہ میخواند مرد نکو کلامے کہ نشنیدہ بد مثل او وزو میگرفتند یاد آں کلام
هماں خواهر و جفت او بالتمام عمر زد درو خواهرش باز کرد چو آمد دروں شور آغاز کرد
در افتادہ با جفت خواهر بجنگ گرفتش ز حلق و بیفشرد تنگ در آویخت دامادهم با عمر
گرفتند خصمانہ هم را بہ بر بخستند گهہ روے هم گاہ پشت لکد گهہ ز دندے بهم گاہ مشت
ز هم پوست کندند گهہ گاہ مو گهے ایں بزبر آمدے گاہ او ازو چوں عمر بود پر زورتر
فگندش بربرو نشست از زبر گلویش بہ تنگے فشرد آنچناں کہ نزدیک شد تا شود قبض جاں
بیامد دواں خواهرش نوحہ گر بگفتش چہ خواهي زما ای عمر اگر شاد گردے ز ماور ملول
نمودیم دین محمد قبول کنوں گر کشي سر بداریم پیش ولے بر نگردیم از دین خویش
چو بشنید ازو اں حکایت عمر بدانست کو بر نگردد دگر بگفتش چہ دیدے تو از مصطفا
کہ گشتے بہ دینش چنیں مبتلا بگفتا کلام خداے جلیل کہ آرد باو حضرت جبرئیل
شنیدیم و گردید برما یقیں کہ هست ایں کلام جهاں آفریں عمر گفت ازاں قول معجز اساس
اگر یاد داري بخواں بے هراس برو خواهرش آیۂ چند خواند عمر گوش چوں کرد حیراں بماند

کي اور رفض کا عقيدہ لوگوں کے دلوں ميں مضبوط کيا اور جن لوگوں نے پيغمبر صاحب کو مدد دي اور جنهوں نے اِسلام کو پهيلايا اور جن کے سايے سے شيطان بهاگا اُن کي عداوت دلوں ميں ڈال دي تا کہ اِس حيله سے اُس کا کام نکلے اور لوگ اِسلام سے نفرت کريں يا اِسلام کا نام ليں مگر اصل ميں اُس کو چهوڑ بيٹهيں *

چنانچہ اُس ملعون کا مطلب حضرات شيعہ سے بخوبي حاصل هو گيا اور اُس شقي ازلي نے اُن کے دلوں کو اندها کر ديا کہ وے ايسے اصحاب جليل القدر کو برا جاننے لگے اور ايسے دوستوں کو پيغمبر صاحب کے برا کهنے لگے اُن کي دشمني کو اِيمان سمجهے اور اُن کو گاليان دينا عبادت جانا حقيقت ميں اُن لوگوں نے اِيمان چهوڑ ديا اور شيطان کے دام ميں آ کر اِسلام سے هاتهه دهويا ورنہ جس کو ذرا بهي عقل هوگي کيا وہ يہہ نہ سمجهيگا کہ اگر وهي لوگ جو اِس شد و مد سے اِيمان لائے کافر تهے اور وهي آدمي جنهوں نے اِسلام کو عرب سے ليکر عجم تک اور عجم سے ليکر هند تک پهيلايا اِسلام کے دشمن تهے تو پهر دوسرا کون مسلمان هو سکتا هی ضرور اُس کا عقيدہ اِسلام سے پهر جائيگا حقيقت ميں اِسلام کي حقيقت پر کوئي معتقد نهيں هو سکتا جب تک کہ وہ شيعوں کے عقيدے نہ چهوڑے اور پاک سني نہ بنجاے (والله يهدى من يشاء الي صراط مستقيم) *

ميں اِس مقام پر ايک اَور بات شيعوں کي لکهنا مناسب سمجهتا هوں تاکہ اُنکے عقيدے کي خوبي اُس سے ظاهر هو جاے اور اُنکي دشمني اِسلام اور اِيمان سے ثابت هو جاے *

يہہ امر تو بخوبي ثابت هو گيا کہ حضرت عمر کي ذات سے نهايت تقويت دين کي هوئي اور اِسلام کي جڑ اُنهيں کے سبب سے مضبوط هوئي چنانچہ صاحب حمله حيدريہ نے بايں تعصب خود اِقرار کيا هی کما قيل   وزاں بيشتر يافت دين تقويت   اور ظاهر هی کہ جس کي ذات سے دين نے تقويت پائي هوگي اُس کي ذات سے پيغمبر صاحب کو محبت بهي بدرجہ غايت هوگي ليکن موافق روايت شيعوں کے پيغمبر صاحب کو کسي سے اِس قدر عداوت نہ تهي جيسے کہ حضرت عمر سے تهي اور اُنکے مرنے کي خبر سے جس قدر حضرت کو خوشي هوئي ايسي کسي خبر سے نہ هوئي تهي اور جو فضايل اُس روز کے جس روز کہ حضرت عمر نے شهادت پائي پيغمبر خدا نے بيان کيئے هيں ايسے فضايل جمعہ اور عيد اور روز غدير کے بهي بيان نهيں کيئے اور جو برکات اور فائدے اهل بيت کو اُس تاريخ ميں هوئے هيں جس تاريخ ميں حضرت عمر رضي الله تعالیٰ عنہ نے وفات پائي ايسے کبهي کسي روز نهيں هوئے *

چنانچہ زادالمعاد † ميں جو معتبرين کتب شيعہ سے هی اور ملا باقر مجلسي جس کے مولف

---

† بدرستيکہ خبر داد مرا پدرم کہ حذيفه ابن يمان در روز نهم ربيع الاول داخل شد بر خدم رسول خدا حذيفه گفت کہ ديدم حضرت امير المومنين و حضرت امام حسن و امام حسين را کہ با حضرت رسالت پناه طعام تناول مينمودند و آں حضرت بر روے ايشاں تبسم ميفرمود و با امام حسن و امام حسين ميگفت بخوريد گوارا باد از براے شما برکت و سعادت اين روز بدرستيکہ اين روزيست کہ حق تعالیٰ هلاک ميکند دشمن خود و دشمن جد شما را و مستجاب ميگرداند در اين روز دعاے مادر شما را بخوريد کہ اين روزيست کہ حقتعالیٰ قبول ميکند اعمال شيعيان و محبان شما را در اين روز بخوريد کہ اين روزيست کہ ظاهر ميشود راستي گفته خدا کہ ميفرمايد (فتلک بيوتهم خاوية بما ظلموا) يعني

بکے رفت ازانہا به نزد عمر   بدو گفت اس چیست اي بد گهر   نه زانساں که رفتے تو باز آمدے
بکیں رفتے و با نیاز آمدے   عمر کرد اِسلام خود آشکار   پس انگهه باو گفت اي نابکار
هر آں کز شما جنبد از جاے خوبش   به بیند سر خوبش بر پاے خوبش   چو کفار دریافتند از سخن
که در دل چه دارند آں انجمن   نهادند پا در ره امتناع   نمودند با اهل ملت نزاع
چو دیدند آں صحبت اصحاب دیں   همه دست بردند بر تیغ کیں   ازاں حال کفار پس پا شدند
دلیران دیں مسجد آرا شدند   به پیش اندر آمد رسول خدا   نمودند یاراں باو اقتدا
نبي گفت تکبیر چوں در حرم   فتادند اصنام بر روے هم
ز تائید ایزد بمسجد نماز   ادا کرد و آمد سوے خانه باز

اي حضرات شیعه تم کو اپنے بادل سے بدل اور اپنے قبله و کعبه کے آب و گل کي قسم هی که اِس روایت کو دیکهو اور غور کرو که جو شخص اِس دهوم دهام سے اِیمان لاوے اور جو آدمي اِس شان و شوکت سے مسلمان هووے اُس کے نسبت کون خیال کر سکتا هی که وه منافق هوگا یا سچے دل سے اِیمان نه لایا هوگا یا بعد اِیمان کے مرتد هو گیا هوگا یا ایسے شخص سے کبهي پیغمبر صاحب رنجیده هوئے هونگے یا ایسے آدمي کو دشمن اِسلام کا اور منافق سمجهے هونگے دیکهو جو دعا پیغمبر صاحب نے اُن کے لیئے کي تهي کیسي جلد خدا نے قبول کي اور اُس کا اثر کیسا جلد ظاهر هوا که اُن کے اِیمان لانے کا پهلا کام تو یهه هوا که اول اول نماز جماعت کي خانه کعبه میں ادا هوئي اور اخیر کا کام اُنکا یهه هوا که روم شام اور حلب اور دمشق میں کلمه کفر کا پست اور خدا کا کلمه بلند هوا ابتداء اِسلام کي عزت بهي اُنهیں کے ذات سے هوئي اور خاتمه بهي اُنهیں پر هوا حقیقت میں دعا اِسکو کهتے هیں اور قبولیت اِسیکا نام هي *

اي یارو ذرا تو اِنصاف کو دخل دو اور تعصب اور عناد کو چهوڑو که جس کي ذات سے ١٠٣٦ ایک هزار چهتیس شهر کفر کے دارالاسلام هوئے اور جس کي بدولت هزاروں بتخانے اور گرجے توٹ کر مسجدیں بنگئیں اور جس کے سبب سے کسریٰ اور قیصر کے محلوں میں غلغله اللهاکبر کا بلند هوا اور جس کے وجه سے اُن کي بیٹیاں مسلمانوں کي لونڈیوں میں داخل هوئیں اور جس کي ذات سے ظلمت کفر کي دور هوئي اور روشني اِسلام کي از شرق تا غرب پهیل گئي وهي تمهارے نزدیک منافق هی اور اُسي کا نام تمهارے یهاں دشمن خدا اور عدو رسول هی تو معلوم نهیں که پهر خدا کا دوست اور رسول کا محب کون هی اگر حضرت عمر کي ذات نه هوتي تو آج تمهارے قبله و کعبه لکهنؤ میں بیٹهکر علي علي کهتے یا اجودهیا جي میں رام رام پکارتے یهه عمر هی کي جوتیوں کا طفیل هی که تم خدا کي توحید سے اور پیغمبر کي نبوت سے واقف هوئے اور کفر چهوڑ کر اِسلام اور اِیمان کے نام سے آگاه هوئے لیکن آفرین تمهارے احسان فراموشي پر که اُسي کے دشمني کو تم نے اِیمان قرار دیا هی اور کفر کي بنیاد کهو دینیوالے اور اِسلام کا نیزه گاڑنیوالے کا نام منافق اور کافر رکها هی *

حقیقت یهه هی که جب شیطان نے دیکها که بعد اِسلام کے کفر پر لا نهیں سکتا اور شرک صریح میں گرفتار کر نهیں سکتا تب اُس نے یهه تدبیر کي که لوگوں کے دلوں میں کفر کي جڑ دوسرے طرح قایم کرے اور باوجود مسلماني کے دعوي کے اُن کو اِسلام سے خارج کر دے تب اُس نے یهه تدبیر

حذیفه صحابي کہتے هیں که میں نے عرض کي که یا رسول الله کیا آپ کي اُمت میں بھي کوئي ایسا هوگا حضرت نے فرمایا که هاں ایک بت منافقوں سے اُن کا سرگروہ هوگا اور دعوي ریاست کا کریگا اور تازیانه ظلم و ستم کا اپنے هاتهه میں لیگا اور آدمیوں کو خدا کي راہ سے منع کریگا اور خدا کي کتاب کو تحریف کریگا اور میري سنت کو بدل دیگا اور میرے وصی علي پر زیادتي کریگا اور خدا کے مال کو ناحق اپنے اُوپر حلال کریگا اور غیر طاعت میں خدا کے صرف کریگا اور مُجھے اور میرے بھائي علي کو جھوتھا کہیگا حذیفه نے کہا که یا حضرت اگر وہ ایسا هی تو کیوں آپ اُسکے لیئے دعا نہیں کرتے تا که وہ آپ کے زندگي میں هلاک هو جاوے حضرت نے جواب دیا که میں خدا کے قضا پر جرات نہیں کرتا اور جو کچھہ اُس نے اپنے علم میں قرار دیدیا هی اُسکا بدلنا اُس سے نہیں مانگتا لیکن یهه خدا سے سوال کرتا هوں که خدا اُس روز کو فضیلت دے اور تمام دنوں پر اُس دن کو عزت بخشے *

چنانچه خدا نے حضرت کي دعا قبول کي اور وحي کي که ای پیغمبر میں اُس دن کو افضل کرتا هوں اور علي کو تیرا سا رتبه اُسي کے ظلم و سبب سے عطا کرونگا وہ شخص مجھپر جرات کریگا میرے کلام کو بدل دیگا میرے ساتهه شرک کریگا لوگوں کو میري راہ سے منع کریگا میرے ساتهه بکفر پیش آئیگا

جرات میکند بر من و کلام مرا بدل میکند و شرک بمن مي آورد و مردم را منع میکند از راہ رضاي من و گوساله از براي امت تو برپا میکند که آن ابوبکرست و کافر میشود بمن در عرش عظمت و جلال من بدرستیکه من امر کردہام ملایکه هفت آسمان خود را که برای شیعان و محبان دین شما عید کنند آن روزے را که انملعون کشته میشود امر کردم که کرسي کرامت مرا نصب کنند در برابر بیت المعمور و ثنا کنند بر من و طلب آمرزش نمایند براي شیعان و محبان شما از فرزندان آدم و امر کردہام ملائکه نویسندگان اعمالرا که از این روز تا سه قلم از مردم بر دارند و نه نویسند گناهان ایشانرا براي کرامت تو و وصي تو ای محمد این روز را عیدے گردانیدم براے تو و اهلبیت تو و براے هرکه تابع ایشان باشد از مومنان و شیعیان ایشان و سوگند یاد میکنم بعزت و جلال خود و علو منزلت و مکان خود که عطا کنم کسیرا که عید کند این روز را از براي من ثواب آنها که بدور عرش احاطه کردہاند و قبول کنم شفاعت او را از خویشان او زیادہ کنم مال او را اگر کشادگي دهد برخود و بر عیال خود در این روز و هر سال در این روز هزار هزار کس از موالیان و شیعان شما را از آتش جهنم آزاد گردانم و اعمال ایشانرا قبول کنم و گناهان ایشانرا بیامرزم حذیفه گفت پس برخواست حضرت رسول خدا و بخانهام سلمه رفت و من برگشتم و صاحب یقین بودم در کفر عمر تا آنکه بعد از وفات حضرت رسول دیدم که او چه فتنها برانگیخت و کفر اصلي خود را اظهار کرد و از این دین برگشت و دامان بیحیائي وقاحت براي غصب امامت و خلافت برزد و قرآن را تحریف کرد و آتش در خانه وحي رسالت زد و بدعتها در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغیر داد و سنت آن حضرت را بدل کرد و شهادت حضرت امیرالمومنین را رد کرد و فاطمه دختر رسول خدا را بدروغ نسبت داد و فدک را غصب کرد و یهود و نصارے و مجوس را از خود راضي کرد و نور دیدہ مصطفی را بخشم آورد و رضا جوئي اهل بیت رسالت نه کرد و جمیع سنتهاے رسول خدا را بر طرف کرد و تدبیر کشتن امیرالمومنین کرد و جور و ستم درمیانه مردم علانیه کرد و هرچه خدا حلال کردہ بود حرام کرد و هرچه حرام کردہ بود حلال کرد و حکم کرد که از پوست شتر دینار و درهم بسازند و خرج کنند و در بر رو و شکم فاطمه زهرا زد و بر منبر حضرت رسالت بغصب و جور بالارفت و بر حضرت امیرالمومنین افترا بست و باحضرت معارضه کرد و راے آن حضرت را بسفاهت نسبت داد حذیفه گفت پس حقتعالی دعاے برگزیدہ خود و دختر پیغمبر خود را درحق آن منافق مستجاب گردانید و قتل او را بر دوست کشندہ او رحمة الله جاري ساخت پس رفتیم بخدمت حضرت امیرالمومنین که آن حضرترا تهنیت و مبارکباد بگوئیم بآنکه آن منافق کشته شد و بعذاب حقتعالی واصل گردید چون حضرت مرا دید فرمود اي حذیفه ایا در خاطرداري آنروزیرا که آمدے به نزد سید من رسول و من و دو سبط من حسن و حسین نزد او نشسته بودیم و با او طعام میخوردیم

هیں اُسکے آٹھویں باب کے پہلي فصل میں ایک طول طویل روایت لکھي هی جسکو ملا صاحب نے اپنے نامۂ اعمال کیطرح سیاہ کیا هی اُسکا مُختصر مضمون هم لکھتے هیں *

حذیفہ ابن یمان صحابي سے روایت هی کہ میں نویں ربیع الاول کو پیغمبر صاحب کي خدمت میں حاضر هوا تو کیا دیکھتا هوں کہ حضرت کے پاس امیرالمومنین علي مرتضی اور حضرت اِمام حسن اور اِمام حسین بیٹھے هوئے هیں اور کھانا نوش فرما رهے هیں اور حضرت نہایت خوش هیں اور حسنین علیہما السلام سے کہہ رهے هیں کہ کھاؤ بیٹا کھاؤ بہہ کھانا تم کو مبارک هو کہ آج کا دن وہ هی جس میں خدا اپنے دشمن کو اور تمھارے جد کے دشمن کو هلاک کریگا اور تمھاري مادر مشفقہ کي دعا کو قبول کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج وہ دن هی کہ خدا تمھارے شیعوں اور محبوں کے اعمال کو قبول کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج کي تاریخ خدا میرے اهل بیت کے فرعون کو هلاک کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج کے دن خدا تمھارے دشمنوں کے عمل کو باطل کریگا کھاؤ بیٹا کھاؤ کہ آج کي تاریخ خدا کے اِس قول کي تصدیق هوگي (فتلک بیوتهم خاویة بما ظلموا) کہ آج کے دن گھر اُنکے خالي هو گئے بہ سبب ظلم کے جو اُنھوں نے کیا تھا *

این است خانہاے ایشان کہ خالي گردیدہ است بسبب ستمہاے ایشان بخوریدکہ این روزیست کہ شکستہ میشود درین روز شوکت جد شما و یاري کنندہ جد شما و یاري کنندہ دشمن شما بخورید کہ این روزیست کہ هلاک میشود درین روز فرعون اهلبیت من و ستم کنندہ بر ایشان و غصب کنندہ حق ایشان بخورید کہ این روزیست کہ حقتعالی عملہاے دشمنان شما را باطل و هبا میگرداند حذیفہ گفت کہ من گفتم کہ یا رسول الله آیا درمیان امت تو کسے خواهد بود کہ هتک این حرمتہا نماید حضرت فرمود کہ ای حذیفہ بتے از منافقان بر ایشان سرگروہ خواهد شد و دعوی ریاست درمیان ایشان خواهد کرد و مردم را بسوے خود دعوت خواهد نمود و تازیانۂ ظلم و ستم را بر دوش خود خواهد گرفت و مردم را از راہ خدا منع خواهد نمود و کتاب خدا را تحریف خواهد نمود و سنت مرا تغیر خواهد داد و میراث فرزند مرا متصرف خواهد شد و خود را بپیشواي مردم خواند و زیادتي بر وصي من علي ابن ابي طالب خواهد کرد و مالہاي خدا را بنا حق بر خود حلال خواهد کرد و در غیر طاعت خدا صرف خواهد کرد و مرا و برادر من و وزیر من علي ابن ابي طالب را بدروغ نسبت خواهد داد و دختر مرا از حق خود محروم خواهد گردانید پس دختر من او را نفرین خواهد کرد و حق تعالی نفرین او را مستجاب خواهد کرد حذیفہ گفت یا رسول الله چرا دعا نمیکني کہ حقتعالی او را در حیات شما هلاک کند حضرت فرمود کہ اي حذیفہ دوست نمیدارم کہ جرات کنم بر قضاي خدا و از او طلب کنم تغیر امرے را کہ در علم او گذشتہ است ولیکن از حق تعالی سوال کردم کہ فضیلت دهد آن روز را کہ در آن روز او بجہنم میرود بر سائر روزها تا آنکہ احترام آن روز سنتے گردد و درمیان دوستان من و شیعیان اهلبیت من پس حقتعالی وحي کرد بسوی من کہ اي محمد در علم سابق من گذشتہ است کہ در یابد ترا و اهلبیت ترا محنتہاے و بلاے دنیا و ستمہاے منافقان و غصب کنندگان از بندگان من آن منافقان کہ تو خیرخواهي ایشان کردي و با تو خیانت کردند و تو با ایشان راستي کردي و ایشان با تو مکر کردند و تو با ایشان صاف بودي ایشان دشمنے تو را بدل گرفتند و تو ایشانرا خشنود کردي و ایشان ترا تکذیب کردند و تو ایشانرا برگزیدے و ایشان ترا در بلیہ گذاشتند و قسم یاد میکنم بحول و قوت و پادشاهي خود کہ البتہ بکشایم بر روے کسیکہ غصب کند حق علي را کہ وصي تست بعد از تو هزار در از پست ترین طبقات جہنم کہ آنرا فیلوق میگویند و او را و اصحاب او را در قعر جہنم جا دهم کہ شیطان از مرتبہ خود بر او مشرف شود و او را لعنت کند و آن منافق در روز قیامت عبرتے گردانم براے فرعونہا کہ در زمانہاے پیغمبران دیگر بودند و براي سائر دشمنان دین و ایشان و دوستان ایشانرا بسوی جہنم برم و با دیدہاي کبود و روهاي ترش با نہایت مذلت و خواري و پشیماني ایشانرا ابدالاباد در عذاب خود بدارم ای محمد نمیرسد علي بمنزلت تو مگر بانچہ میرسد باو از بلاها از فرعون او و غصب کنندہ حق او کہ

میں یہہ صادق ہی کہ لہم قلوب لایفقہون بہاولہم اعین لایبصرون بہاولہم اذان لایسمعون بہا اولئک کالانعام بل هم اضل و اولئک هم الغافلون *

کوئي دقیقہ بے ایماني اور کفر کا نہیں ہی جو اِس حدیث کے واضع نے چھوڑا ہو اور کوئي جھوٹھہ اور افترا نہیں رہا جو پیغمبر صاحب کي طرف منسوب نہ کیا ہو بھلا کون شخص ہی جو اِس بات کو مانیگا کہ جس شخص کے ایمان لانے کے لیئے خود ہي حضرت نے دعا کي ہو اور جس کے لیئے بروایت امام باقر علیہ السلام (اللہم اعز الاسلام بعمر بن خطاب) کہا ہو اور جسکے حق میں خدا نے حضرت کي دعا قبول کي ہو اور جس نے مسلمان ہوتے ہي جھنڈا اِسلام کا کعبہ میں گاڑ دیا ہو اور جس نے اِسلام لاتے ہي حضرت کو کعبہ چلنے پر مستعد کیا ہو اور جس نے تمام عمر اپني حضرت کي محبت اور اطاعت اور فرمانبرداري میں اور اپني ساري زندگي اِسلام کے پھیلانے میں صرف کر دي ہو اور جس نے دنیا کي کسي قسم کي لذت نہ اُٹھائي ہو اور جس نے خدا کي راہ میں جان دیدي ہو اُس سے پیغمبر صاحب اِس قدر رنجیدہ ہوں کہ اُسکے مرنے پر اِس قدر خوشي کریں اور اُسکے مرنے کے دن کو عیدالفطر اور عیدالاضحی اور عید غدیر سے بھي بڑھکر افضل جانیں اور خدا اُسکے مرنے سے اِس قدر خوش ہووے کہ تین دن تک گناہوں کے لکھنے سے قلم اُٹھالے اور شیعوں کو اجازت دے دے کہ اِس تین دن کے عرصے میں چاہیں زنا کریں چاہیں شراب اور سؤر نوش فرماویں چاہیں مسجدیں ڈھاویں چاہیں قرآن جلاویں جو دل چاہے کریں نہ کوئي پوچھنےوالا ہی نہ بتلانیوالا کرام کاتبین موقوف لکھنا پڑھنا بند پس ایسي حالت میں بھي اپني خواہشیں پوري نہ کریں تو کب کرینگے خدا کے لیئے اِنصاف کرو اور اِس عقل کے دشمن ایمان کے عدو فرقہ کو دیکھو کہ اِن کو کس قدر شیطان نے بہکایا ہی اور اِسلام کي راہ سے کس قدر دور کر دیا ہی سبحان اللہ کیا دین اور کیا مذہب ہی کہ بیچارے نمازي برسوں نماز پڑھتے مریں روزے رکھنیوالے ۳۰ تیس دن تک گرمیوں کے دنوں میں بھوکھہ پیاس کي تکلیف اُٹھاویں حاجي ہزاروں منزل سے مصیبت راہ کي طی کرکے کعبہ میں پہنچیں اور حج کریں تب صبر کے مُستحق ٹھہریں اور شیعہ بھائي گھر بیٹھے زنا کریں شرابیں پیئیں اور ربیع الاول کي نویں تاریخ کو اپنے بابا شجاع کے نام پر حلوے کھاویں اور لعنتي کھانا نوش کریں اور سب سے زیادہ ثواب پاویں واہ کیا خدا کا عدل ہی شاید اِسي سبب سے خدا کو عادل سمجھتے ہیں اور عدل کو اصول خمسہ دین میں جانتے ہیں اگر ایمان اِسي کا نام ہی اور محبت اہل بیت اِسي کو کہتے ہیں تو افسوس ایسے ایمان اور ایسي محبت پر اور اگر محب اور مومن ایسے ہي لوگ ہوتے ہیں تو وائے اُنکے حال پر گر ولي اینست لعنت بر ولي *

اِس روایت کي صحت اگر تسلیم کیجاے تو ضرور یہہ امر بھي ماننا پڑیگا کہ پیغمبر صاحب بھي تقیہ فرماتے تھے اور وے بھي کافروں بلکہ اپنے یاروںسے ڈرتے تھے اور خوف کے سبب سے جو کچھہ اُنکے دل میں ہوتا اُسکو ظاہر نہ فرماتے تھے اِسلیئے کہ اگر خوف نہوتا تو ایسے دشمن خدا اور رسول کو جیسے کہ حضرت عمر تھے اور جنکے مرنے کي خبر سے اِسقدر خوش تھے اور جنکي موت کي تاریخ کو عید اور جمعہ سے افضل جانتے تھے اور جنکو فرعون اہلبیت کہتے تھے کیوں اپني صحبت میں رکھتے اور کس لیئے اُن کو اپنا مصاحب بناتے اور کس واسطے اُن سے ہمیشہ صلاح اور مشورہ لیا کرتے کسي آدمي کي عقل میں یہہ بات آ سکتي ہی کہ پیغمبر صاحب جنکا کام خلق کي ہدایت تھا اور احکام الٰہي کا پہنچانا جن کے اُوپر فرض تھا اور

اِسلیئے میں نے ملائکہ ھفت آسمان کو حکم دیا کہ اُس دن کو جس میں وہ مارا جاے شیعوں اور محبوں کے لیئے عید کریں اُس تاریخ کو میری کرسي کرامت کو بیت‌المعمور کے برابر نصب کریں اور تمام شیعوں کي مغفرت کي دعا کریں اور میں نے تمام فرشتوں کو حکم دیا ھی کہ اُس تاریخ سے ۳ تین دن تک قلم آدمیوں سے آٹھا لیں اور کوئي شخص کچھہ گناہ کیوں نہ کرے اُسکو نہ لکھیں ای محمد اِس دن کو میں نے تیرے لیئے اور تیرے شیعوں کے لیئے عید بنا دیا ھی انتھي ترجمہ بلفظہ *

ایہاالمومنین اِس روایت کو دیکھو اور شیعوں کے اِیمان اور اِنصاف اور عقل پر روؤ تعجب ھی کہ زمین شق نہیں ھوتي کہ وے سما جائیں قہر کي بجلي نہیں گرتي کہ وے جل جائیں طوفان غضب نہیں آ جاتا کہ وے ڈوب مریں دیکھو پیغمبر خدا علیہ‌التحیہ والثنا پر اِس حدیث میں کیسي تہمت کي ھی اور خدا کے محبوب پر کیا افترا باندھا ھی خدا اِس قوم سے جس نے اپني آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا اور دلوں کو غافل کر رکھا ھی اِس تہمت اور افترا کا بدلا لے در حقیقت اِنہیں کے شان

پس ترا دلالت کرد در فضیلت اں روز گفتم بلے اي برادر رسول حضرت فرمود بخدا سوگند کہ اں روزیست کہ حقتعالی دراں دیدہ آل رسولرا روشن گردانید و من برای اینروز ھفتاد دو نام میدانم حذیفہ گفت کہ یا امیرالمومنین میخواھم کہ آں نامہا را از تو بشنوم حضرت فرمود کہ اینروز استراحت است کہ مومنان از شر آں منافق استراحت یافتند و روز زائل شدن کرب و غم‌است و روز غدیر دوم است و روز تخفیف گناھان شیعانست و روز اختیار نکوئي براي مومنانست و روز برداشتن قلم از شیعانست و روز برھم شکستن بناے کفر عدوانست و روز عافیت است و روز برکت است و روز طلب خونہاے مومنانست و روز عید بزرگ خداست و روز مستجاب شدن دعا است و روز موقف اعظم است و روز وفاے بعہد است و روز شرط است و روز کندن جامہ سیاھست و روز ندامت ظالمست و روز شکستہ شدن شوکت مخالفانست و روز نفی ھموم است و روز فتح است و روز عرض اعمال آں کافر است و روز ظہور قدرت خداست و روز عفو گناھان شیعانست و روز فرح انشانست و روز توبہ است و روز انابت است بسوے حقتعالی و روز زکوۃ بزرگ و روز فطر دوم است و روز اندوہ با غیانست و روز گرہ شدن آب دھان در گلوي مخالفانست و روز خوشنودي مومنانست و روز عید اھلبیت است و روز ظفر یافتن بني اِسرائیل بر فرعونست و روز مقبول شدن اعمال شیعانست و روز پیش فرستادن تصدقات‌است و روز زیادتے مثوباتست و روز قتل منافق‌است و روز وقت معلوم‌است و روز سرور اھلبیت‌است و روز مشہوداست و روز قہر بر دشمن است و روز خراب شدن بنسیان ضلالت‌است و روزیست کہ ظالم انگشت ندامت بدندان میکرد و روز تقیہ‌است و روز شرفست و روز خنک شدن دلہاے مومنانست و روز شہادتست و روز درگذشتن از گناہ مومنانست و روز تازگي بوستان اھل ایمانست و روز شیرینی کام ایشانست و روز خوشي دلہاي مومنانست و روز برطرف شدن پادشاھي منافقانست و روز توفیق اھل ایمانست و روز رھائي مومنانست از شر کافران و روز مطاھرتست و روز مفاخرتست و روز قبول اعمال‌است و روز بتجیل و تعظیم‌است و روز نحلہ و عطاست و روز شکر حقتعالی‌است و روز یاري مظلومانست و روز زیارت کردن مومنانست و روز محبت کردن ایشانست و روز رسیدن برحمتہاے الھي‌است و روز پاک گردانیدن اعمال است و روز وشی کردن زارھاست و روز برطرف شدن بدعتہاست و روز ترک کردن گناھان کبیرہ‌است و روز ندا کردن بحق است و روز عبادتست و روز موعظت و نصیحت است و روز ایقاد پیشوایان دین‌است حذیفہ گفت کہ پس از خدمت امیرالمومنین برخاستم و گفتم اگر در نیابم از اعمال و افعال خیر و انچہ امید ثواب اراں دارم مگر محبت ایں روز دانستن فضیلت ایں راھرا آینہ منتہاے از روي من خواھد بود پس محمد و یحیي را دیان حدیث گفتند کہ چوں ایں حدیث را از احمد بن اسحق شنیدیم ھر یک برخواستیم و سراو را بوسیدیم و گفتیم حمد و شکر میکنیم خداوندیرا کہ بر انگیخت ترا از براي ما تا انکہ فضیلت اینروز را بما رسانیدے پس بخانہاے خود برگشتیم و اینروز را عید کردیم *

نمودے ادا آشکارا نماز .چو در شان قومے شقاوت نشاں　در احوال آہاے آں گمرہاں
زنرد خدائے جہاں آفریں　بسوئے نبي جبرئیل امیں　رسانیدے آیات قہر و عقاب
بخواندے بر ایشاں نبي بیحجاب　شدے خوں ازیں غم دل مشرکاں　فتادے ازاں غصه آتش بجاں
تلافي نمودندے آں اشقیا　بدست و زباں با شه انبیا　و لیکن بتائید یزدان پاک
نبي را ازیشاں نه بد هیچ باک　بد انساں که در کار خود بود بود　خدائے جہاں را چناں مي ستود

اي حضرات شیعه پیغمبر صاحب کے وعظ و اِرشاد پر غور کرو اور تبلیغ دعوت پر خیال کرو اور سوچو که ابتداے زمانه نبوت میں جب نه کوئي یار تہا نه مددگار نه فوج تھي نه لشکر چھوتي چھوتي بات میں تو پیغمبر صاحب اپني جان اور عزت کا خیال نه کریں اور جس قوم اور جس شخص کي برائي اور کفر میں جبرئیل پیام خدا کا لاویں اُس کو صاف صاف کہدیں اور اخیر زمانے میں جب که هزاروں شخص مسلمان اور لاکهوں آدمي مطیع موجود هوں اور سلاطین اور پادشاهاں زمین بهي خائف اور ترساں هوں اُس وقت پیغمبر خدا حضرت عمر سے اِس قدر ڈریں که باوجود اُنکے نفاق و کفر کے اُسکا ذکر بهي کسي سے نه فرماویں اور سواے حذیفه کے وہ بهي گهر میں بیٹهکر کسي سے کچهه اِرشاد نکریں بلکه لوگوں سے کہنا کیسا خود عمر کو کبهي اپنے پاس سے جدا نه کریں اور همیشه اُن سے صلاح و مشورہ لیتے رهیں اور جن کے حق میں خدا نے (و شاورهم في الامر) فرمایا هو اُن میں حضرت عمر کو داخل کریں *

اگر کوئي شیعه یهه کہے که خدا کا حکم نه تها که یهه امر ظاهر کیا جاے تو هم کہتے هیں که سلام هی اُس خدا کو جو عمر سے ڈرتا تها اور جو ایسي بڑي بات کو صرف ایک آدمي کے خوف سے ظاهر نه کر سکتا تها اور پیغمبر صاحب کو اُس پر خاموش رهنے کے لیئے تاکید فرماتا تها اور اگر کوئي یهه سمجهے که پیغمبر خدا نے یهه خیال کرکے که لوگ نه مانینگے بلکه اُن کے کفر و نفاق ظاهر کرنے سے سب لوگ پهر جاوینگے اِسکا علانیه ذکر نهیں کیا. تو اِس بات کو هم نهیں مانتے اِسلیئے که پیغمبر صاحب کا کام تها هر ایک امر کا ظاهر کر دینا باقي ماننا نه ماننا اُمت کے اختیار میں تها اگر پیغمبر خدا حضرت عمر کے کفر و نفاق کو ظاهر کر دیتے اور سب کو اُسپر آگاہ فرما دیتے تو حضرت کي حجت تو ختم هو جاتي اور اگر کوئي نه مانتا تو اُسکا قصور ثابت هوتا یهه فضایل جو روز قتل حضرت عمر کے پیغمبر خدا نے حذیفه سے بیان کیئے ایسے تهے که حضرت کو لازم تها که تمام مسلمانوں کو جمع کرتے اور خم غدیر کے خطبه کے طرح منبر پر چڑهکر حضرت عمر کا هاتهه پکڑ کر اُس کا خطبه پڑهتے اور سب لوگوں کو آگاہ کرتے که یهه عمر جو میرے پاس هی کافر اور منافق هی اور فرعون میرے اهل بیت کا هی اِسکو خوب پہچان رکهو یهه میرے اهلبیت پر ظلم کریگا تازیانه جور و ستم هاتهه میں لیگا حق میرے بهائي علي کا غصب کریگا اِسکے مرنے کے دن کي یهه فضیلتیں خدا بیان کرتا هی اگر حضرت ایسا کرتے تو حق رسالت ادا کرتے سبحان الله پیغمبر صاحب ذرا سي بات کو تو علانیه بیان کر دیں اور ایک ادنی ادنی منافق کے واسطے خدا آیتیں نازل کرکے اُن کو مشتہر اور بدنام کرے اور حضرت عمر سے منافق کے لیئے و نعوذ بالله منه نه خدا کوئي آیت نازل کرے نه پیغمبر صاحب کچهه زبان سے فرماویں افسوس ایسي سمجهه پر اور تف ایسے عقیدے پر که جسکے نه اصول درست هیں نه فروع *

ني فروعت محکم آمدني اصول　　شرم بادت از خداؤ از رسول

اُمت کو نیک بد پر آگاہ کردینا جنکے اُوپر لازم تھا وہ بھي تقیہ کرتے ھوں اور خوف جان کے سبب سے عمر کا نام بھي نہ لے سکتے ھوں اور باوجود اسکے کہ اُن کو اپنے دین کا دشمن جانا اور جان بوجھکر اُن کو اپني صحبت سے نہ نکالا اور علانیہ لوگوں پر اُنکے کفر و نفاق کا حال ظاھر نہ فرمایا اور لوگوں کو دھوکھہ میں رکھا بلکہ برملا کہنا اور لوگوں سے علانیہ اُنکے نفاق و کفر کا حال ظاھر کرنا بیکطرف اپنے گھر میں بھي پوچھنیوالے سے اُن کا نام نہ لیا اور دیوارھم گوش دارد کا مضمون پیش نظر رکھکر گول گول ھي بات فرمائي اِسي واسطے حذیفہ صحابي سے سب حال تو حضرت نے فرما دیا لیکن نام عمر کا نہ لیا بلکہ اُنکے پوچھنے پر بھي جواب صاف نہ دیا اور فقط اُنکي صفات بیان کرکے سکوت فرمایا یا اگر اُن کا نام حذیفہ سے کہدیا ھو تو اُسکے ساتھہ ھي سکوت کي بھي نصیحت کر دي ھو *

تعجب ھی حضرات شیعہ سے کہ وہ مسلمانی کا نام بدنام کرتے ھیں اور پیغمبر خدا پر ایسي تہمت لگاتے ھیں اور خدا و رسول سے کچھہ نہیں شرماتے خانہ خراب ھو تقیہ کا جس سے کسي کو محفوظ نہیں جانتے اور پیغمبر صاحب پر بھي اُس کا افترا کرتے ھیں حالانکہ خود اُنکے علما کا اِقرار ھی کہ پیغمبر صاحب تقیہ نہ کرتے تھے بلکہ وہ تقیہ سے ممنوع تھے چنانچہ ھم بحث تقیہ میں اِسکا ذکر کرینگے اور حقیقت میں اگر پیغمبر صاحب بھي تقیہ کرتے ھوتے اور وہ کافروں سے ڈرتے رھتے اور جو بات سچ ھی اُسکو زبان پر نہ لاتے تو دین کیونکر جاري ھوتا اور مذھب اِسلام کیونکر پھیلتا اور لوگوں کو حضرت کي صداقت پر کس طرح یقین رھتا پس جب کہ پیغمبر خدا نے اِبتداے نبوت میں تقیہ نہ کیا اور باوجود تکلیف اُٹھانے کے کفار کے ھاتھہ سے اُن کے کفر کي برائي اور اُنکے بتوں کے ھجو کو ترک نہ کیا اور سب طرح کے صدموں کو صرف اِسي بات پر گوارا فرمایا اور بعد ھجرت کے اور شروع ھونے جہاد کے کفار و منافقین کو قتل کیا اور جو واجب القتل معلوم ھوا اُس کے خون کو ھدر کیا اور اُن کے نام لیکر لوگوں کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا اور حضرت عمر کو باوجود جاننے اِس امر کے کہ اُن سے بڑھکر کوئي کافر اور منافق نہیں ھی اور اُن سے زیادہ کوئي دشمن خدا اور رسول نہیں ھی کبھي اپنے آغوش سے جدا نہ کیا اور سواے تعریف کے کبھي اُن کے برائي کا کلمہ بھي زبان مبارک پر نہ لائے تو ظاھر ھی کہ اِس سے بڑھکر اؤر کیا خوف ھوگا اور حضرت سے زیادہ تقیہ کون کریگا *

میں اِس مقام پر چند اشعار حملہ حیدریہ کے لکھتا ھوں جس سے معلوم ھو کہ پیغمبر خدا کفار کي برائیوں کے ظاھر کرنے اور اُنکے معبودوں اور بتوں کے ھجو کرنے میں کچھہ کسي کا خیال نہ کرتے تھے اور ھرچند کوئي سمجھاتا اُس سے باز نہ آتے تھے کما قیل *

بفرمود اگر قوم از آسمان بیارند خورشید را ترجمان گذارند بر دست من ھدیہ وار
نہ بندم لب از امر پروردگار بجز طعن اصنام و وصف الہ بجز لعن آباے گم کردہ راہ
زمن قوم حرف دگر نشنوند اگر نیک دانند اگر بد برند

اور پھر بھي مولف آیندہ پیغمبر صاحب کے اِظہار دعوت میں لکھتا ھی

بدعوت شد آمادہ تر از نخست کمر بستہ درکار خود سخت چست نیا سود یکدم ز اِرشاد خلق
نہ تنگ آمد از جور بیداد خلق بہ صبح و بشام و بروز و بشب نمودے بحق قوم خود را طلب
نہ از طعن اصنام بستے زبان نہ از لعن بر زمرۂ کافران نہ کردے ازان ناکسان احتراز

مالو قسمت علی کل عدد ما خلق الله من طول الدهر الي آخره و کانوا کفارا لاداهم الي عاقبة محمودة و ايمان بالله حتي يستحقوا به الجنة وان رجلا ممن يبغض آل محمد و اصحابه او واحداً منهم لعذبه الله عذابا لو قسم علي مثل خلق الله لا هلكهم اجمعين *

ترجمه خداے عزوجل نے وحي كي آدم پر كه خدا اُن لوگوں پر جو محبت ركهتے هيں محمد صلي الله عليه و سلم سے اور اُنكے آل سے اور اُن كے اصحاب سے ايسي رحمت نازل كريگا كه اگر وه تقسيم كي جاوے اُوپر تمام مخلوقات كے اول سے آخر تک تو وه كافي هى اور اگر سب كفار هوں تو اُنكي عاقبت بهي اچهي هو جاوے اور وه مومن هو جاويں اور اگر كوئي آدمي دشمني ركهيگا ساتهه آل محمد كے اور اصحاب محمد كے يا ايک سے بهي اُن ميں سے تو خدا اُس پر ايسا عذاب نازل كريگا كه اگر وه عذاب نازل هو تمام مخلوقات پر تو وه سب كے سب هلاک هو جاويں *

چوتهي شهادت

اُسي تفسير ميں لكها هى لما بعث الله موسى بن عمران واصطفاه نجيا و فلق له البحر ونجي بني اسرائيل واعطاه التورية والالواح راي مكانه من ربه عزوجل فقال يا رب لقد اكرمتني بكرامة لم تكرم بها احداً من قبلي فهل في انبيائک عندک من هو اكرم مني فقال الله تعالى يا موسى اما علمت ان محمدا افضل عندي من جميع خلقي فقال موسى فهل في آل الانبياء اكرم من آلي فقال عزوجل يا موسى اما علمت ان فضل آل محمد علي آل جميع النبيين كفضل محمد علي جميع المرسلين فقال يا رب اكان فضل آل محمد عندک كذلک فهل فى صحابة الانبياء عندک اكرم من اصحابي فقال يا موسى اما علمت ان فضل صحابة محمد علي جميع صحابة المرسلين كفضل آل محمد علي آل جميع النبيين فقال موسى اكان فضل محمد و آل محمد واصحاب محمد كما وصفت فهل في امم الانبياء افضل عندک من امتي ظللت عليهم الغمام وانزلت عليهم المن والسلوى وفلقت لهم البحر فقال الله يا موسى ان فضل امة محمد علي امم جميع الانبياء كفضلي علي خلقي (ترجمه) جب كه خداوند تعالى نے حضرت موسى ابن عمران كو مبعوث فرمايا اور اُنكو برگزيده كيا اور اُنكے سبب سے دريا كو پل بنا ديا اور بني اسرائيل كو نجات دي اور توريت اور لوح اُنكو عطا كي تب حضرت موسى نے اپنا رتبه ديكهكر خداے عزوجل سے عرض كي كه يا الهي تو نے مجهكو ايسي بزرگي دي هى كه كسي اَور نبي كو پہلے نهيں دي تيرے يهاں مجهه سے زياده اَور كسي كي بهي بزرگي هى خداوند تعالى نے جواب ديا كه اى موسى تمهيں معلوم نهيں كه محمد ميرے نزديک تمام مخلوقات سے افضل هيں تب حضرت موسى نے عرض كي كه كسي نبي كي آل ميرے آل سے بزرگتر هى جواب هوا كه تم نهيں جانتے كه فضيلت آل محمد كي سب انبيا كي آل پر ايسي هى جيسے كه اُن كو فضيلت سب پيغمبروں پر هى تب حضرت موسى نے عرض كي كه الهي ميرے اصحاب سے زياده تيرے نزديک اَور كسي نبي كے اصحاب كا رتبه هى جواب هوا كه اي موسى تم نهيں جانتے كه

امر سوم اصحاب کے تابعین کي فضیلتیں اور اُنکي نشانیاں

اِس دعا میں جس طرح پر امام زین‌العابدین علیہ‌السلام نے پیغمبر خدا کے اصحاب پر درود بھیجا هی اِسي طرح پر اُن کے تابعین کے حق میں رحمت کي طلب کي هی چنانچہ یہہ الفاظ اِمام صاحب کے دعا کي هیں اللهم واوصل الي التابعین لهم باحسان الذین یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان خیر جزائک الذین قصدوا سمتهم وتحروا وجهتهم ومضوا علي شاکلتهم لم یثنهم ریب في بصیرتهم ولم یختلجهم شک في قفو آثارهم والایتمام بهدایة منارهم مکانفین وموازرین لهم یدینون بدینهم ویهتدون بهدیهم یتفقون علیهم ولا یتهمونهم فیما ادوا الیهم که خداوندا اُنکے تبعیت کرنیوالوں کو جزاء خیر دے جو که دعا کیا کرتے هیں که پروردگارا مغفرت کر همارے اور همارے اُن بهائیوں کے جو هم میں سے ایمان میں سبقت لے گئے هیں کیسے تابعین جو اصحاب کي چال پر چلے هیں اور اُن کے آثار کي پیروي کرتے هیں اور اُنکي هدایت کي نشانیوں کي اقتدا کرتے هیں جن کو کوئي شک اُن کي خوبي میں نہیں هوتا اور کیسے تابعین جو اپنا دین ویسا هي رکهتے هیں جیسا که اصحاب کا تها اور اُن سے اتفاق رکهتے هیں اور اصحاب پر کچهہ تہمت نہیں کرتے *

اِن الفاظ سے صاف ظاهر هی که بعد اصحاب کرام کے رتبہ تابعین کا هی اور وهي سب اُمت سے افضل هیں اور اُن کي نشانیاں وهي هیں جو که امام علیہ‌السلام نے بیان کردیں پس اب اِس میں تو کچهہ شبہہ باقي نہیں رها که اُمت محمدي میں وهي گروه سب سے افضل هی جو که اصحاب کي تبعیت کرے اور وهي فرقه اصل راه پر ایمان کے هی جو قدم به قدم صحابه کے چلے اب یہہ امر باقي رهگیا که وه فرقه جو اصحاب کے چال پر چلتا هی کونسا هی وه هی جس کا نام اهل سنت هی یا وه جس کا نام شیعه هی اور یہہ امر دونوں کے عقائد پر نظر کرنے سے طی هو سکتا هی پس سنیوں کے عقیدے وهي هیں جو که اِمام نے اپنے دعا میں بیان فرمائي که وه اصحاب کے تابع هیں اور اصحاب کے حق میں دعاء خیر کرتے هیں اور اُن کو ایمان میں سابق اور مقدم جان کر اُن کے لیئے رحمت طلب کرتے هیں اُن کے آثار کي پیروي کرتے هیں اُن کو اچها جانتے هیں اور شیعوں کے عقیدے بالکل خلاف اُسکے هیں وے اصحاب کو برا جانتے هیں اُن کو برا کہتے هیں اُن پر تبرا کرتے هیں اُن کو منافق اور کافر جانتے هیں اُن کي پیروي کو کفر سمجهتے هیں اُنکي خوبیوں میں شک و شبہہ رکهتے هیں اور اُن پر هر طرح کي تہمتیں لگاتے هیں *

غرض که جو شخص عقل اور ایمان رکهتا هو اُس کو لازم هی که وه اول اِمام کے دعا کے الفاظ پر غور کرے بعدہ سنیوں اور شیعوں کے عقیدوں پر غور کرے تب اِنصاف کرے که اِمام کے قول کے مطابق سني حق پر هیں یا شیعه *

تیسري شہادت

شیعوں کے معتبر ترین تفسیر میں جس کو وه اِمام حسن عسکري علیہ‌السلام کي طرف منسوب کرتے هیں لکها هی ان الله اوحي الي آدم ان الله لیفیض علی کل واحد من محبي محمد آل محمد و اصحاب محمد

میں نہیں ہی اور جو ہی وہ بے سروپا ہی بلکہ ہزارہا احادیث اُنکے برائیوں میں ہیں اگر ہم ہزار برس تک سوچیں اور اِس مشکل عقدہ کو حل کرنا چاہیں مگر نہ ہماري سمجھ اِس مسئلہ تک پہنچ سکتي ہی نہ ہم سے یہہ گرہ کھل سکتي ہی اگر حقیقت میں ہمارے پیغمبر کے اصحاب ایسے افضل ہیں کہ کسي پیغمبر کے اصحاب اُنکے درجہ تک نہیں پہنچتے اور اُن کي دشمني باعث عذاب اور اُنکے دوستي ذریعہ ثواب ہی تو چاہیئے کہ قول سنیوں کا درست ہو اور ایسے بزرگوں کي تعریف میں اگر ہزاروں احادیث اور لاکھوں روایتیں منقول ہوں توبھي تھوڑي ہیں اور اگر قول شیعوں کا صحیح ہی تو چاہیئے کہ ایسے شخصوں کي دشمني باعث نجات اور دوستي موجب ہلاکت ہووے لیکن درحقیقت یہہ قول مجتہد صاحب کا محض غلط اور بالکل باطل ہی اِسلیئے کہ خود شیعوں کي کتابوں سے ہزارہا احادیث اور اقوال فضایل میں صحابہ کے ہم نکال سکتے ہیں چنانچہ اِسي رسالے میں ہم اپنے اِس قول کو ثابت کرینگے اور صدہا روایتیں فضیلت صحابہ کي کتب شیعہ سے نکالکر مجتہد صاحب کے مقلدین کي خدمت میں پیش کرکے قبلہ و کعبہ کے قول کي تکذیب کرینگے اگر کوئي شیعہ تعجب کرے کہ کیونکر ہمارے علما نے اصحاب کي فضیلت بیان کي ہی اور کس طرح اُنکي تعریف کے روایتوں کي تصدیق فرمائي ہی تو اُس کے واسطے ہم ایک قاعدہ مسلمۂ مجتہد صاحب کو بیان کرتے ہیں کہ وہ صوارم میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ کسي اہل مذہب سے حو کہ کسي کے فضایل کا اِعتقاد رکھے اُسکے معایب کے روایات کے توقع رکھنا یا جس کسي کے وہ معائب کا معتقد ہو اُس کے فضایل.ع اقرار کي اُمید رکھنا بیجا ہی لیکن خدا نے اپني حجت تمام کرنے کے واسطے سنیوں کو مجبور کر دیا کہ اُنھوں نے اصحاب کي برائیوں کو خود ہي روایت کیا چنانچہ الفاظ اُس کے یہہ ہیں ہرچند از اہل مذہبیکہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایت فضایل آں شخص داشتن بیجاست و ہمچنیں بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماماً للحجۃ قلوب مخالفین جناب امیرالمومنین علیہ السلام چناں مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بنابر پیش آمد وتقرب سلاطین بني عدي و تیم و بني امیہ اخبار فضایل آنہا را بسیار وضع نمودہ اند چوں دروغگو را حافظہ نمي باشد ہماں مُخالفین از غایت نافہمي با عجاز جناب امیرالمومنین باز مثالب اصحاب ثلثہ و اتباع ایشاں را ہم مذکور ساختہ اند وعلما و محدثین ایشاں چنیں احادیث واخبار را درکتب ومصنفات خود مندرج فرمودہ اند*

ہم اِسي قاعدہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے اپني حجت تمام کرنے کے لیئے شیعوں کو مجبور کر دیا کہ اُنھوں نے اصحاب کي بزرگیاں اور فضیلتیں اپني کتابوں میں ائمہ کرام کي زبان سے روایت کیں ہر چند از اہل مذہبیکہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضایل آں شخص داشتن بیجاست وہم چنیں بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی تماماً للحجۃ قلوب مخالفین صحابہ کبار چناں مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بہ ضرورت ترویج عقائد عبداللہ ابن سبا و شیعیانش اخبار مثالب صحابہ را بسیار وضع نمودہ اند چوں دروغگو را حافظہ نمي باشد ہماں مُخالفین از غایت نافہمي با عجاز جناب امیرالمومنین باز فضائل اصحاب ثلثہ و اتباع ایشاں را ہم مذکور ساختہ اند وعلماء محدثین ایشاں چنیں احادیث واخبار را درکتب ومصنفات خود مندرج فرمودہ اند *

فضیلت اصحاب محمد کی تمام انبیا کے اصحاب پر اُس طرح ہی جس طرح کہ فضیلت آل محمد کی سب انبیا کے آل پر ہی تب حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اگر فضیلت محمد اور آل محمد اور اصحاب محمد کی ایسی ہی جیسے کہ تو نے اِرشاد فرمائی پس کسی نبی کی اُمت میری اُمت سے زیادہ افضل ہی جن پر تو نے بادلوں کا سایہ کیا جن پر من و سلویٰ نازل کیا جن کے لیئے دریا کو پل کر دیا خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ فضیلت اُمت محمد کی سب انبیا کی اُمت پر اِتنی ہی جتنی کہ مجھکو میری خلقت پر فضیلت ہی *

اِن دونوں روایتوں سے دو باتیں ثابت ہوئیں اول یہہ کہ جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے اصحاب سے دشمنی رکھے وہ مستوجب عذاب کا ہی اور عذاب بھی ایسا کہ جس سے تمام دنیا ہلاک ہو جاوے اور جو دوستی رکھے وہ مستحق ثواب کا ہی اور ثواب بھی کیسا کہ جس سے کفار کی عاقبت بن جاوے دوسری یہہ کہ اصحاب نبی کی فضیلت اور نبیوں کے اصحاب پر ایسی ہی جیسی کہ فضیلت پیغمبر صاحب کے آل کی اور پیغمبروں کی آل پر اور اِن دونوں باتوں کے ثابت ہونے سے مذہب شیعوں کا باطل ہو گیا اِسلیئے کہ مدار اُنکے مذہب کا صحابہ کی دشمنی اور اُنکے برا جاننے پر ہی جو شخص اصحاب سے دشمنی رکھے وہی پکا مومن ہی اور جو اُن کو سب سے برا جانے وہی سچا شیعہ ہی پس اِن دونوں روایتوں سے جس کے راوی امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں اور جو شیعوں کے اِقرار سے صحیح اور مستند روایت ہی حضرات شیعہ کو سواے دو امروں کے تیسرا چارہ باقی نہیں رہا یا کہ اصحاب کو بہتر جانیں اور اُن کی فضیلت کے قایل ہوں اور اُن سے محبت رکھیں تا کہ وہ مستحق ثواب کے ہوں یا کہ اُنکو برا جانیں اور اُن سے دشمنی رکھیں تاکہ مستوجب عذاب کے ہوں لیکن حضرات شیعہ جب تک کہ اپنا مذہب ترک نہ کرینگے اور سنیوں کے شریک نہو جاوینگے تب تک وہ فضیلت صحابہ کے قایل نہونگے کوئی شخص باوجود اقرار فضیلت صحابہ کے شیعہ رہ نہیں سکتا تمام علماء شیعہ عبداللہ ابن سبا کے وقت سے لیکر جناب قبلہ و کعبہ کے عصر تک اِسی فکر میں مر گئے کہ اصحاب کے معایب تلاش کریں اور اُن کی برائیاں ثابت کریں اور اُن کے فضائل سے اِنکار کریں اگر کسی کو اِنکار ہو تو وہ ذرا تکلیف گوارا کرے اور شیعوں کی کتابوں کو اُٹھا کر دیکھے کوئی ورق نہوگا جس میں اصحاب کی برائیاں نہ ہوں کوئی صفحہ نہ ملیگا جس میں اُن پر تبرا نہو جناب مجتہد صاحب قبلہ

صوارم میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ اما احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث متعلقہ در امر ہر جزئے از جزئیات اصلیہ و فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ ورقاً ورقاً بہ نیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون است کہ زیادہ از سہ چہار حدیث کہ سروپا درست نہ داشتہ باشد دست نہم دہد اما احادیث مثالب (معایب) آنہا پس بلا اغراق اینست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد *

اي اہل اِنصاف ذرا آنکھہ کھولو اور نیند سے چونکو اور حضرات شیعہ کے حال کو دیکھو کہ خود ہی اپنے اماموں کی طرف سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صاحب کے اصحاب کا رتبہ سب سے بڑھکر ہی اور کسی اور نبی کے یار اُنکے درجے کو نہیں پہنچتے اور جو اُن سے محبت رکھے وہ ناجی اور جو دشمنی رکھے وہ ناری ہی اور پھر خود ہی یہہ فرماویں کہ کوئی آیت کوئی حدیث کوئی روایت اُنکے فضیلت

دن پوچھنے کا کیا سبب ھی اگر اِمام حسن کو پوچھنا ھوتا تو اُسي وقت پوچھتے اگر یہہ خیال کیا جاے کہ پہلے دن بہ سبب نہ موجود ھونے خلفاء موصوفین کے اُنکے خوف سے نہ پوچھا تو دوسرے دن بھي اِسي حديث سے اُن کا موجود ھونا ثابت ھوتا ھی اگر اُنکا خوف تھا تو گھر میں پوچھتے کہ یا حضرت آج آپ نے اُن کے سامھنے ایسا ایسا فرمایا اِس کي حقیقت کیا ھی نہ کہ پھر مجلس میں اُنھیں کے سامھنے استفسار کرتے اِس سے صاف ظاھر ھی کہ یہہ فقرہ دوسرے دن کا جمایا ھوا ھی *

دوسري دليل اِس حديث سے معلوم ھوتا ھی کہ اول روز پیغمبر خدا صلي الله عليه وسلم نے صرف تشبيه اور تمثیل پر قناعت فرمائي اور حضرات خلفاء ثلثه کو بمنزلہ سمع اور بصر اور فواد کے کہکر سکوت کیا تو یہہ فرمانا یا دل سے تھا یا براہ تقیہ یا بطور استہزاء اگر دل سے تھا جیسا کہ ھم سمجھتے ھیں فنعم الوفاق جھگڑا طی ھوا اگر براہ تقیہ تھا تو اول پیغمبر خدا کي نسبت تقیہ کرنا ثابت ھوا حالانکہ خود حضرات شیعہ اُس کے قایل نہیں دوسرے اگر پہلے دن حضرت نے براہ تقیہ فرمایا تھا تو دوسرے دن بھي وھي سبب تقیہ کا یعني حاضر ھونا اُن خلفاء کا جن کے خوف سے یا جنکے خوش کرنے کو حضرت نے ایسا کچھہ فرمایا موجود تھا اگر بطور استہزاء تھا تو پیغمبر صاحب کي نسبت مسخرگي اور ٹھٹھہ بازي کا اطلاق کرنا ھی اور یہہ سواے شیعوں کے دوسرے سے نہیں ھو سکتا وہ جو چاھیں پیغمبر صاحب پر تہمت کریں *

تیسري دليل پیغمبر خدا عليه الصلوة والسلام جو کچھہ فرماتے تھے اور جو کچھہ کہتے تھے وہ صاف صاف کچھہ لگي لپٹي نہ رکھتے تھے اور کسي کو دھوکھہ نہ دیتے تھے اور کسي کو شبہہ میں نہ ڈالتے تھے پس اگر دوسرے دن کے جمائے ھوئے فقرے کو ھم صحیح مانیں تو گویا پیغمبر صاحب پر تہمت کریں اِسلیئے کہ اگر دوسرے دن اِمام حسن استفسار نہ کرتے اور پیغمبر صاحب اصل مطلب نہ بتاتے تو لوگ شبہہ میں رھتے اور حضرت کے کلام کو صدق اور صفائي پر قیاس کرکے حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذي النورين رضي الله تعالى عنهم کو بمنزلہ سمع اور بصر اور دل کے سمجھتے جیسا کہ اُن لفظوں سے جو حضرتؐ نے فرمائي معلوم ھوتا ھی پس کیا کوئي اِیمان رکھنیوالا پیغمبر صاحب پر ایسي تہمت کر سکتا ھی اور جس کا کام صاف بیان کر دینے اور لگي لپٹي نہ رکھنے کا ھو اُس کي باتوں کي ایسي تاویل کر سکتا ھی نعوذ بالله من ذلک *

حقیقت یہہ ھی کہ حضرات شیعہ نے دین کو مسخرہ اور ٹھٹھہ میں ڈال دیا ھی اور پیغمبر خدا کے احادیث اور کلام الله کي آیات کو تحریف اور تغیر کرکے بدل دیا ھی نہ خدا کے کلام کو کلام مبین جانتے ھیں نہ پیغمبر صاحب کي حدیث کو صاف سمجھتے ھیں سب میں شک اور شبہہ کرتے ھیں اور سب کو ذو وجھین اور ذو معنیین جانتے ھیں چونکہ بناء مذھب تشیع نفاق اور جھوٹھہ پر ھی اِس لیئے سب کو اپنا ھي سا جانکر ایسي تاویلات کرتے ھیں ورنہ کون شخص ھی کہ پیغمبر صاحب کي نسبت ایسا کہیگا کہ وہ ایک روز کچھہ کہتے تھے دوسرے دن اُس کي کچھہ تاویل کرتے تھے فرض کرو کہ اگر کسي شخص نے پہلے ھي دن کي باتیں سني ھوں اور اُس نے پیغمبر صاحب کو ھادي اور نبي سمجھکر اُن کے کلام کو حق جانا ھو حالانکہ بقول شیعوں کے وہ حق نہ تھا اور اُس کا مطلب دوسرا ھي تھا جس کو دوسرے دن حضرت نے امام حسن کے پوچھنے پر بتلایا اور وہ شخص دوسرے دن حضور میں حضرت کے حاضر نہ ھوا ھو اور اُس نے پیغمبر خدا کي زبان سے اُس مجمل فقرے کي شرح نہ سني ھو

پانچویں شہادت

شیخ ابن بابویہ قمي نے کتاب معاني الاخبار میں امام موسي رضا علیہ السلام سے روایت کي ھی عن الحسن ابن علي قال قال رسول الله صلي الله علیه و آله و سلم ان ابابکر مني بمنزلۃ السمع وان عمر مني بمنزلۃ البصر وان عثمان مني بمنزلۃ الفواد (ترجمہ) امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ھیں کہ پیغمبر خدا صلي الله علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے سمع کے ھی اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے اور جب کہ حضرات خلفاء ثلثہ رضي الله تعالیٰ عنہم اجمعین کا امام حسن کے قول سے بمنزلہ پیغمبر خدا کے سمع و بصر اور دل کے ھونا ثابت ھوا تو پھر اُن سے محبت نہ رکھنا درحقیقت پیغمبر خدا سے محبت نہ رکھنا ھی اور اُن سے عداوت رکھنا دراصل پیغمبر خدا سے دشمني رکھنا ھی *

سننے والونکو تعجب ھوگا کہ امام حسن کي روایت سے علماء شیعہ نے کیونکر اسے حدیث کو اپني کتابوں میں ذکر کیا اور انتظار ھوگا کہ اگر اُس کو نقل کیا ھی اور اُس کي صحت کو تسلیم کیا ھی تو اِسکا کیا جواب دیا ھی اِسلیئے ھم اُس جواب کو بیان کرتے ھیں وہ جواب یہہ ھی کہ اِس حدیث کے اُن الفاظ کے بعد جن کو اُوپر ھم نے نقل کیا یہہ الفاظ اور بڑھائے ھیں اور اُنھیں کو جواب اِس حدیث کا تصور کیا ھی (فلما کان من الغد الخ) * (ترجمہ) امام حسن فرماتے ھیں کہ جب دوسرا دن ھوا تب میں حضرت کي خدمت میں حاضر ھوا اُس وقت امیرالمومنین علي علیہ السلام اور ابوبکر اور عمر اور عثمان موجود تھے میں نے حضرت سے عرض کي کہ اي پدر بزرگوار میں نے کل آپ کي زبان سے سنا جو کچھہ آپ نے اِن اصحاب کي نسبت فرمایا وہ کیا ھی حضرت نے فرمایا کہ ھاں میں نے کہا ھی بعد اِس کے حضرت نے اُن کي طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہي سمع اور بصر اور دل ھیں اور اِس وصي یعنے علي کي مُحبت سے سوال کیئے جائینگے اور یہہ کہہ کر یہہ آیت پڑھي کہ خداے عزوجل فرماتا ھی کہ (ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا) بعدہ فرمایا کہ قسم ھی مجھہ کو اپنے پروردگار کے عزت کي کہ تمام اُمت میري قیامت کے دن کھڑي کیجاونگي اور اُن سے سوال علي کي محبت سے ھوگا اور یہي مطلب ھی خدا کے اِس قول کا کہ (وقفوھم انھم مسئولون) کہ کھڑا کرو اِنکو ابھي اِن سے پوچھنا ھی *

اِس حدیث کے اِن الفاظ زاید کو ھم چند دلیلوں سے صحیح نہیں جانتے اور اُسکو دوسرے دن کا جمایا ھوا فقرہ سمجھتے ھیں *

پہلي دلیل اِس حدیث سے ثابت ھوتا ھی کہ اول روز جب امام حسن نے حضرت سے سنا کہ ابوبکر بمنزلہ سمع کے اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے ھیں تو اُس روز کچھہ استفسار نہ کیا دوسرے

---

* عن الحسن بن علي قال قال رسول الله ان ابابکر مني بمنزلۃ السمع و ان عمر مني بمنزلۃ البصر و ان عثمان مني بمنزلۃ الفواد فلما کان من الغد دخلت علیه و عنده امیرالمومنین و ابوبکر و عمر و عثمان فقلت له یا ابت سمعتک تقول في اصحابک ھولاء قولا فما ھو فقال نعم ثم اشار الیھم فقال ھم السمع والبصر والفواد وسیسالون عن ولایۃ وصیي ھذا واشار الي علي بن ابیطالب ثم قال ان الله عز و جل یقول ان السمع و البصر و الفواد کل اولئک کان عنه مسئولا ثم قال و عزۃ ربي ان جمیع امتي لموقوفون یوم القیمۃ و مسئولون عن ولایۃ علي وذلک قول الله عز و جل وقفوھم انھم مسئولون انتھي *

اقوال کو مضحکہ اطفال بنا دیا هی اور تحریف لفظي و معنوي میں محرفین اهل کتاب کو بھي مات کر دیا هی چنانچہ بطور نظیر کے اِس مقام پر میں ایک روایت لکھتا هوں وهوهذہ *

میرن صاحب قبلہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم میں لکھتے هیں * کہ اِمام حسن عسکري علیہ‌السلام سے منقول هی کہ ایک مرتبہ ایک مخالف سرکش اِمام جعفر صادق علیہ‌السلام کي مجلس میں آیا اور ایک شیعہ سے پوچھنے لگا کہ تو عشرہ مبشرہ کے یعنے دسوں اصحاب کے حق میں کیا کہتا هی شیعہ نے جواب دیا کہ میں اُنکے حق میں وہ کلمہ خیر کہتا هوں کہ جس کے سبب سے خداوند عالم میرے گناہ بخشتا هی اور میرے درجات بلند کرتا هی پس اُس ناصبي نے کہا کہ خدا کا شکر هی کہ مجھے تیرے دشمني سے نجات دي مجھے یہہ گمان تھا کہ تو رافضي هی اور صحابہ کبار سے دشمني رکھتا هی تب اُس مرد مومن نے دوسرے بار کہا کہ خبردار هو کہ جو شخص صحابہ میں سے ایک کو دشمن رکھے اُس پر خدا کي لعنت هو ناصبي نے کہا شاید تونے کچھہ تاویل کي هو اِس لیئے بتلا کہ جو شخص عشر مبشرہ کو دشمن رکھے اُسکے حق میں تو کیا کہتا هی تب مرد مومن نے کہا کہ جو شخص عشرہ صحابہ یعنے دسوں کو دشمن رکھے اُس پر خدا کي اور فرشتوں کي اور تمام خلق کي لعنت هو پس وہ ناصبي اُٹھا اور اُس نے اُس مومن کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ مجھے معاف کر میں تجھکو رافضي جانتا تھا اُس مرد مومن نے کہا کہ میں تجھہ سے کچھہ مواخذہ نہیں کرتا تو میرا بھائي هی یہہ سنکر وہ ناصبي چلا گیا جب وہ باهر گیا تب اِمام جعفر صادق علیہ‌السلام نے اُس مرد مومن سے کہا کہ تونے نہایت محکم کلام کیا خدا تجھکو جزاء خیر دے فرشتے تیرے حسن توریہ سے خوش هوئے کہ تونے اپنے دین کو بھي خلل سے بچایا اور

---

* از حضرت امام حسن عسکري علیہ‌السلام منقولست کہ بعض مخالفین از سرکشان شان بمجلس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام در آمد و بمردے از شیعیان آنحضرت گفت (ما تقول في العشرة من الصحابة) چہ میگوئي در حق عشرہ مبشرہ از صحابہ پیغمبر شیعہ گفت میگویم در حق شان کلمہ خیرے کہ خداوند عالم بسبب آن گناهان مرا فرو میریزد و درجات مرا بلند میفرماید پس آن ناصبي گفت حمد و شکر براے خدا است کہ مرا از دشمني تو نجات داد من گمان داشتم کہ تو رفض و بغض بصحابۂ کبار داري آن مرد مومن بار دیگر گفت آگاہ باش کہ هرکسکہ از صحابہ یکے را دشمن دارد پس بر اوست لعنت خدا ناصبي گفت شاید تاویلي کردہ لکن بگو کسیکہ عشرہ مبشرہ را دشمن دارد در حق او چہ میگوئي مرد مومن گفت هر کسکہ عشرہ اصحابہ را دشمن دارد بر اوست لعنت خدا و ملائکہ و تمام خلق پس آن ناصبي بر جست و سرش را بوسہ داد و گفت بخش مرا کہ من ترا برفض متهم ساختہ بودم مرد مومن گفت بر تو چیزے نیست من باس افترا از تو مواخذہ ندارم تو برادر مني آن ناصبي ازانجا برفت پس حضرت صادق علیہ‌السلام فرمود کہ کلام محکمے گفتي بر خداست جزاي تو هر آئینہ فرشتگان از حسن توریہ تو خوشنود شدند کہ دین خود را از اختلال نگهداشتي و خود را از دست او برهانیدے زادالله في مخالفینا عمي الي عمي خداوند عالم در دشمنان ما بر نافهمي ایشان نافهمي هاي دیگر بیفزاید کسانیکہ بمعاریض کلام اطلاع نداشتند عرض کردند کہ این مرد چہ کرد در ظاهر انچہ ناصبي میگفت اینهم باو موافقت مینمود حضرت فرمودند کہ اگر شما نفهمیدند مراد او را بس بدرستیکہ ما فهمیدہ‌ایم و حقتعالی قول او را قبول فرمودہ هرگاہ یکے از دوستان ما در دست دشمنان ما مي افتد خداوند عالم او را بجوابے موفق میسازد کہ دین و آبرویش از دست آن بدبختان محفوظ میماند مراد آن مرد مومن از قول او من ابغض واحداً من الصحابة آن بود کہ هر کہ دشمن دارد یکے از عشرہ را کہ آن امیر مومنان علي ابن ابیطالب است بر آن دشمني کنندہ لعنت خدا باد و انچہ بار دگر گفت من ابغض العشرة فعلیہ لعنت‌الله راست گفتہ چرا کہ هر کس کہ همہ دہ کس را عیب میکند پس علي علیہ السلام را هم عیب کردہ‌است پس باین جهت بلعنت خدا گرفتار میشود *

تو اُس کے دل میں جو یقین اُس کلام کی صحت پر ہو گیا ہو اور جس کے سبب سے وہ گمراہ ہوا ہو اِس کا اِلزام کس پر ہوگا اُسی سننے والے بیچارے پر یا معاذ اللہ حضرت پر *

چوتھی دلیل معلوم نہیں کہ امام حسن کو دوسرے دن اِستفسار کی کیا ضرورت تھی شاید حضرات شیعہ یہہ فرماویں کہ امام حسن جانتے تھے کہ وے اصحاب جنکی نسبت حضرت نے ایسی تمثیل و تشبیہ دی ہی منافق اور کافر تھے و نعوذ باللہ منہ اور اُنہیں کی نسبت حضرت نے ایسا کچھہ فرمایا تو اُن کو تعجب ہوا اِس لیئے اُس کے رفع کرنیکے لیئے یہہ پوچھا مگر یہہ بات لایق تسلیم کرنے کے نہیں ہی اِسلیئے کہ پیغمبر خدا نے اکثر اُن اصحاب کی تعریف کی ہی اور اُنکی ثنا اور صفت بیان فرمائی ہی کہ جسکو خود ائمہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہی اور جسکو جا بجا ہم نے نقل کیا اور نقل کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ تو پھر اُنکی تعریف پر امام حسن کو تعجب ہونیکا کوئی موقع نہ تھا ہاں اگر کبھی حضرت نے اُن کی تعریف نہ کی ہوتی اور کبھی اُن کو امام حسن نے پیغمبر صاحب کی صحبت میں نہ دیکھا ہوتا اور پھر اُن کی نسبت ایسا سنتے تو تعجب کرنیکا محل تھا اگر کوئی صاحب یہہ فرماویں کہ امام حسن جانتے تھے کہ وے اصحاب منافق ہیں اور اُن کے سامہنے کبھی پیغمبر خدا نے اُنکی تعریف نہیں کی تو اُسکا جواب یہہ ہی کہ اِسی حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ امام حسن کو ایسا شبہہ نہ تھا اور وہ اُن اصحاب کو حضرت کے یاروںمیں سے جانتے تھے چنانچہ الفاظ حدیث کے یہہ ہیں (یا ابت سمعتک تقول فی اصحابک) کہ اپنے یاروں اور اصحاب کی نسبت آپ سے میں نے ایسا کچھہ سنا تو اگر اِمام حسن اُن کو اصحاب پیغمبر کا نہ جانتے تو اصحابک نہ فرماتے اور جب اُن کو اصحاب میں جانتے تھے تو پھر کوئی تعجب کرنیکا مقام نہ تھا اِس لیئے کہ قطع نظر حضرات خلفاء ثلثہ کے اور اصحابوں کی نسبت بھی بہت کچھہ ثنا و صفت حضرت نے کی ہی کہ اِس کا خود حضرات شیعہ کو اِقرار ہی اور اُن کی کتابیں اِس سے بھری ہوئی ہیں اور بالفرض اگر اِمام حسن کو شبہہ تھا تو وہ گھر میں اُس کو رفع کرتے اور تنہائی اور خلوت میں پوچھتے پھر اُنہیں اصحاب کے سامہنے پوچھنا اور پیغمبر صاحب کی مجمل بات کو صاف کرانا اور گول گول نہ رہنے دینا موافق اصول شیعوں کے شان امامت کے خلاف تھا *

پانچویں دلیل قطع نظر اُن صفات اور تعریف کے جو پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے اُن اصحاب کی اکثر کی ہی اپنے سمع و بصر سے بھی تشبیہ دی ہی یہہ تشبیہ فقط اِس حدیث پر موقوف نہیں ہی بلکہ اور روایتوں سے بھی اِس کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ خود علماء شیعہ اِمام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ہجرت کی شب میں ابوبکر صدیق سے کہا کہ جعلک منی بمنزلۃ السمع والبصر والراس من الجسد و بمنزلۃ الروح من البدن کہ خدا تجھکو بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے اور بجاے سر کے جسم میں اور بمنزلہ روح کے بدن میں گردانیگا پس جب کہ ایک مرتبہ فقط ابوبکر صدیق کی نسبت سمع اور بصر اور سر اور روح کے سب الفاظ پیغمبر صاحب نے فرما دیئے ہوں تو پھر کیا تعجب ہی کہ دوسرے مرتبہ اُن کی نسبت صرف لفظ سمع کا فرمایا ہو اور اُنکے ساتھہ میں حضرت عمر اور عثمان کی بھی تشبیہ بصر اور فواد سے کی ہو *

چھٹویں دلیل علماء شیعہ نے ایسی تاویلات سے جیسی کہ اِس حدیث میں کی ہیں اکثر احادیث اور

چهارم قیامت کے دن مستحق رحمت الهي هونا اور کوئي شخص جو ایمان اور پرهیزگاري میں کامل نهو مستحق رحمت الهي نهیں هو سکتا *

اهل انصاف ذرا انصاف کو دخل دیں اور غور کریں که اِس سے زیاده اور فضیلت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضي الله تعالي عنهما کي کیا هوگي جو زبان سے اِمام جعفر صادق علیه السلام کي ثابت هوئي اور جس سے امامت اور خلافت اور معدلت اور استحقاق رحمت الهي اُن کي نسبت بخوبي ظاهر هوا حضرات شیعه جب همارے محدثین کے بیان کي هوئي کسي حدیث کو شان میں صحابه کبار کے سنتے هیں تو اُسکو غلط اور موضوع اور جهوٹهه کهدیتے هیں اور اُس سے انکار کر جاتے هیں لیکن اب ایسي روایتوں کو کیا کرینگے جس کو اُنهیں کے علماء نے نقل کیا هی اور جو اُنهیں کي کتابوں میں مذکور هیں بجز اِسکے که اُن میں تحریف کریں اور کسی قصه کهاني کو ملا کر اُسکے معنے بدلیں چنانچه اِس حدیث میں بهي ایسا هي کیا هی اور چند فقرے بڑها کر اِس حدیث کي تحریف کي هی که اُسکو هم بیان کرتے هیں *

رساله ادله نقیه در ثبوت تقیه میں جو که مزین بدستخط حضرت سلطان العلماء یعنے سید محمد صاحب مجتهد کے سنه ١٢٨٢ هجري میں لودیانه میں چهپا هی اِس حدیث کي نسبت یهه لکها هوا هی که علماء اهل سنت نے نقل حدیث میں خیانت کي هی اور اُن الفاظ کو منتخب کر لیا هی که جو بنظر سرسری موهم مدح شیخین کے هیں حالانکه باطناً وه الفاظ بهي سراپا طعن و تشنیع سے مملو اور مشحون هیں چنانچه خود اِمام جعفر صادق علیه السلام نے اُسي حدیث میں اُن الفاظ کے معنے به تفصیل و توضیح اِرشاد فرمائے هیں اور بعد ایک تقریر پوچ لچر کے اُس رساله میں اصل خیانت کي الفاظ اِس طرح پر منقول هیں واضح هو که اصل حدیث یهه هي که بعض مخالفین نے حضرت سے در باره شیخین سوال کیا حضرت نے جواب میں از راه توریه یهه اِرشاد فرمایا که هما اما مان الخ فلما انصرف الناس قال له رجل من خاصته یابن رسول الله لقد تعجبت مماقلت في حق ابي بکر و عمر فقال نعم هما اماما اهل النار کما قال الله تعالی و جعلنا منهم ائمة یدعون الي النار و اما العادلان فلعد و لهم عن الحق کقوله تعالی والذین کفروا بربهم یعدلون و اما القاسطان فقد قال الله تعالی و اما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا والمراد من الحق الذي کانا مستولئین علیه هو امیرالمومنین حیث اذ یا و غصبا حقه والمراد من موتهما علی الحق انهما ماتا علي عداوته من غیر ندامت عن ذلک والمراد من رحمة الله رسول الله فانه کان رحمة للعالمین و سیکون خصما لهما ساخطا علیهما منتقما عنهما یوم الدین انتهي خلاصه اِن کلمات کا یهه هی که جب مجلس مخالفین سے خالي هوئي تو ایک شخص نے خواص اصحاب سے اِمام معصوم کي خدمت میں عرض کي که میں اِن کلمات سے جو آپ نے حق شیخین میں اِرشاد فرمائے بهت مُتعجب هوا حضرت نے اِرشاد فرمایا که میں نے اِن دونوں کو اِمام اِس سبب سے کها که وه اِمام اهل نار تهے چنانچه حق تعالی قرآن میں کافروں کو اِمام اهل نار فرماتا هی (وجعلنا منهم الایه) یعنے کافروں کو هم نے اِمام اهل نار گردانا هی اور عادل اِس وجه سے کها که اُن دونوں

اپنے آپ کو اُسکے ہاتھہ سے چھوڑایا خدا ہمارے مخالفوں کي نابينائي کو اور زيادہ بڑھاوے اور اُنکي نافہمي پر نافہمي زيادہ کرے کہ وہ کچھہ نہيں سمجھتے جب يہہ اِمام نے فرمايا تو جو لوگ ايسي باتوں کو نہيں سمجھتے تھے اُنھوں نے عرض کي کہ يا حضرت اِس مرد مومن نے کيا کہا جيسا وہ ناصبي کہتا تھا ويسا هي يہہ بهي اُس کے هاں ميں هاں ملاتا جاتا تها تب اِمام نے فرمايا کہ تم نہيں سمجھتے ميں اُسکا مطلب سمجھتا هوں مراد اُس مرد مومن کے اِس کہنے سے کہ جو شخص ايک کو دشمن رکھے اصحاب ميں سے اُس پر خدا کي لعنت هو حضرت علي هيں اور مطلب اِس کہنے سے کہ جو شخص دشمن رکھے دسوں کو اُسپر خدا کي لعنت هو يہہ هي کہ حضرت علي بهي اُن ميں داخل هيں پس جو شخص دسوں کو دشمن رکھيگا وہ لامحالہ حضرت علي کو بهي دشمن رکھيگا اِسليئے اُسپر لعنت هو خدا کي *

اِس روايت کو ديکھکر گو حضرات شيعہ فخر کرتے هوں اور اپنے بزرگوں کي حيلہ سازيوں پر ناز فرماتے هوں ليکن جو کوئي عاقل سنيگا وہ تعجب هي کريگا اور ايسے دين و مذهب پر کہ جس کي بنا سراسر حيلہ سازي اور مکاري اور دغابازي پر هي هزار دل سے نفرت کريگا نہايت تعجب کا مقام هي کہ جن اماموں کا کام هدايت خلق الله هو اور جنکي امامت مثل نبوت کے اصول دين ميں داخل هو اور جن کے اقوال اور افعال اور حرکات و سکنات پر مدار مذهب کا هو جب وے هي ايسے هوں کہ کبهي صاف بات نہ کہيں اور دهوکهہ دهي اور حيلہ سازي کو موجب رضاء الهي کا فرماويں تو پهر اُن کي اُمت کے لوگ کيسے هونگے اور وہ نفاق اور دغابازي کو کيوں اپنا شعار نہ گردانينگے *

هم اِس سے بهي زيادہ دل خوش کن ايک اور روايت بيان کرتے هيں اور حضرات شيعہ کي دقيقہ فہمي اور نکتہ سنجي کو ظاهر کرتے هيں اور صاف سيدهي لفظوں سے جو عجيب معنے وے مراد ليتے هيں اُسکا نمونہ دکھلاتے هيں *

چھٹھويں شہادت

اِمام جعفر صادق عليہ السلام نے حضرت ابوبکر صديق اور عمر فاروق رضي الله تعالیٰ عنهما کي نسبت فرمايا هي کہ هما امامان عادلان قاسطان کانا علي الحق وماتا عليہ فعليهما رحمة الله يوم القيمة کہ دونوں اِمام هيں عادل اور اِنصاف کرنيوالے دونوں حق پر تهے اور مرے حق پر اُن دونوں پر هو رحمت خدا کي قيامت کے دن *

اِس حديث سے چند فائدے حاصل هوئے اول حضرت ابوبکر صديق اور حضرت عمر رضي الله تعالیٰ عنهما کا اِمام اور خليفہ برحق هونا اِسليئے کہ اگر اُنکي خلافت حق نهوني اور وہ غاصب هوتے تو اِمام جعفر صادق کيوں کر اُن کو اِمام کہتے *

دويم اُن کا عادل اور منصف هونا اور اِس سے تمام مطاعن جو شيعوں نے اُن کي نسبت بيان کيئے هيں باطل هوئے اِس ليئے کہ اگر اُن کے عدل اور اِنصاف ميں کچھہ بهي فرق هوتا تو اِمام هوکر اُن کو عادل اور منصف نہ فرماتے *

سوم اُن کا حق پر هونا اور حق پر مرتے دم تک قايم رهنا *

(هذا الا علینا) یعنے یهه امر واقع هی واسطے همارے نه مخالف اور مضر همارے اور مشهور رهی که جب اثناے راه میں لشکر حر جناب سیدالشهدا سے ملاقي هوا تو حضرت نے حر سے فرمایا (اعلینا ام لنا) یعنے تو همارے کمک کو آیا هی یا هماري عداوت پر کمر باندهي هی و ایضاً قال الله تعالیٰ لا یکلف الله نفساً الا وسعها لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت قال صاحب الکشاف ینفعها ما کسبت من الخیر و یضرها ما اکتسبت من الشر پس بنابر اِس وجه کے یعنے کانا علي الحق کے یهه هونگے که وه دونوں مخالف حق کے اور دشمن حق تهے اور یهي معنے قول آینده میں بهي معصوم نے فرمائے هیں پس اِراده اِس معنے کا کلام اِمام سے اِس مقام میں بهي صحیح هوئیگا فافهم پهر معصوم علیه السلام اِرشاد فرماتے هیں که یهه جو میں نے کها ماتا علي الحق مراد اُس سے یهه هی که عداوت حق پر مرے یعنے جناب امیر کي عداوت تا دم مرگ اُن کے دلوں میں رهے اور تا دم مرگ نادم نه هوئے اِس مقام میں علیٰ کو به معني عداوت معصوم نے اطلاق فرمایا هی جیسا که هم نے وجه ثاني میں بیان کیا پهر معصوم فرماتے هیں یهه جو میں نے کها (فعلیهما رحمة الله یوم القیمة) پس مراد رحمة الله سے رسول خدا هیں که وه اُن دونوں کے دشمن هونگے بروز قیامت اور اُن پر غضبناک هونگے اور اُن سے روز قیامت کو انتقام لیوینگے مترجم کهتا هی که اِس مقام میں بهي علیٰ کو معصوم نے مقام عداوت میں اِرشاد فرمایا هی اور رحمت خدا هونا حضرت رسالت مآب کا مقام شک و ارتیاب نهیں حق تعالیٰ خود فرماتا هی (وما ارسلناک الا رحمة للعالمین) پهر صورت اهل اِنصاف پر معاني اِن الفاظ کے ظاهر و باهر هوئے که هرگز یهه الفاظ مقام مدح شیخین میں وارد نهیں هیں بلکه سراپا یهه حدیث رد و قدح شیخین پر دلالت کرتي هی انتهي بلفظه *

اِس تاویل کي غلطي هم چند دلایل سے ثابت کرتے هیں *

پهلي دلیل اِس رسالے کے مولف نے بتقلید اپنے علما کے جو کچهه واهیات بیان کیا هی اُسکي نقل کرنے سے مُجهے شرم آتي هی اگر احادیث کي ایسي هي تاویلیں کي جاویں تو کوئي حدیث کسي کي مدح و ثنا میں باقي نه رهے بلکه هر مُلحد اور زندیق آیات قراني کو ایسي تاویل سے موافق اپنے مطلب کے بنا لے کسي هندو کي نقل هی که اُس نے ایک مسلمان سے کها که همارے رام لچهمن کا ذکر تمهاري قران میں بهي هی وه مسلمان حیران هوکر پوچهنے لگا که کس جگهه قران میں اُن کا ذکر هی اُس نے کها که سوره یوسف کے اول میں جو (الر) حروف مقطعات هیں اُن میں (الف) سے مراد الله هی اور (لام) سے مراد لچهمن اور (رے) سے مراد رام هیں وه مسلمان یهه سنکر هنسنے لگا لیکن همارے نزدیک جو تاویل امام جعفر صادق علیه السلام کے قول کي حضرات شیعه نے کي هی وه اِس هندو کي تاویل سے بهي بد تر هی اِس لیئے که اُس نے تو حروف کے لحاظ سے کچهه جوڑ ملا دیا لیکن شیعوں کے علما نے جو کچهه فرمایا وه تو سراسري جوڑ هي اور هر ایک خارجي اور ناصبي اهلبیت علیه السلام کي شان میں جو احادیث هیں اُن میں بهي ایسي هي تاویلات بیجا کر سکتا هی (فما هو جوابهم فهو جوابنا)*

دوسري دلیل یهه قول جو شان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضي الله

نے عدول کیا تھا حق سے جیسا کہ خداوند عالم کافروں کو اِنھیں معنوں سے عادل فرماتا ھی (والذین کفروا بربهم یعدلون) مترجم کہتا ھی کہ کتب احادیث اهلسنت میں وارد ھی کہ پیغمبر برحق نے نوشیرواں کو عادل فرمایا حتی کہ سعدی شیرازی نے اُسکو گلستاں میں نظم کیا اور کہا ھی شعر درآوان عدلش بنازم چناں کہ سید بدوران نوشیرواں پس جب کہ مدح عدل نوشیرواں کافر کو مفید نہیں تو شیخیں کو بھی مفید نہوگی اور یہہ وجہ بھی اُنہیں ۷۰ وجہوں سے ھی اور قاسط اِس وجہ سے کہا کہ قاسط کے معنے ظالم کے ھیں چنانچہ قرآن میں وارد ھی (واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا) یعنے ظالمین جہنم کی لکڑیاں ھیں پھر اِمام معصوم فرماتے ھیں یہہ جو میں نے کہا کانا علی الحق تو اِس سے مراد یہہ کہ وہ دونوں غالب تھے حق پر اور حق مغلوب تھا اور مراد اُس حق سے کہ جن پر غالب تھے امیرالمومنین ھیں کہ اُن کو اذیت دی اور اُن کے حق کو چھین لیا مترجم کہتا ھی کہ اِس جملہ میں اِمام معصوم نے جار و مجرور کو متعلق گردانا ھی بلفظ مسئولیین کہ وہ خبر خاص ھی اور محذوف ھی بقرینہ مقام اور مذھب جمہور نحاۃ کا مانند سیبویہ وغیرہ کے یہہ ھی کہ جب خبر خاص پر کوئی قرینہ دلالت کرے تو حذف اُس کا جایز ھی اور چونکہ اِمام جعفر صادق علیہ السلام باتفاق جمہور اهل اِسلام افصح الفصحا اور از جملہ عرب عربا ھیں پس کلام اُن حضرت کا بجاے خود مستند ہوگا خواہ موافق نحاۃ کے ھو خواہ مخالف چہ جاے آنکہ بسبب پائے جانے قرینہ کے کلام اُن حضرت کا مطابق جمہور نحاۃ کے بھی ھی پس اب جاے اِعتراض بھی باقی نہ رہے اور وہ قرینہ یہہ ھی کہ علی کے معنے کلام میں استعلا کے ھیں اور استعلا اُن کے محاورہ میں بمعنی غلبہ و استیلا بھی آتا ھی چنانچہ ملاحظہ کتب لغت سے معلوم ھوتا ھی کہ عرب کہتے ھیں (علوت الرجل ای غلبتہ) پس معنے کانا علی الحق کے یہہ ھونگے کہ کانا غالبین علی الحق و الحق مغلوبا عنہما اور یہہ جو معصوم نے فرمایا ھی کہ مراد حق سے اِمام بحق جناب امیر ھیں امر حق ھی اور کچھہ بعید نہیں اِس واسطے کہ لفظ حق کا اطلاق خدا و رسول اور اِمام بلکہ موت اور قیامت اور قرآن اور کلمہ اور کلام پر ھوتا ھی کما لا یخفی پس اگر مراد حق سے مولاے برحق ھوں خلاف حق لازم نہیں آتا اور مخفی نہ رہے کہ اِس مقام میں دو وجہیں اور بھی ھیں کہ حمل کلام معصوم کا اُن پر صحیح ھی وجہ اول یہہ ھی کہ علی بہ معنی استعلاء ھووے پس معنے کانا علی الحق کے یہہ ھونگے کہ وہ دونوں کہ عین باطل تھے حق پر فوقیت لیگئے اور اُنھوں نے حق کو پست کر دیا جیسا کہ معصوم دعاے صنمی قریش میں اِرشاد فرماتے ھیں پس بنابر طریقہ جمع بین الحدیثین کے اِرادہ اِس معنے کا کلام معصوم سے صحیح ھوگا اور یہہ نوع استعلاء مستلزم استیلاء بھی ھی پس اِس وجہ سے بھی مقدر ھونا لفظ مسئولیین کا صحیح ھوگا کما فعلہ المعصوم فتامل وجہ دوم یہہ ھی کہ کلام عرب میں علی کو مقام مُخالفت اور مضرت اور عداوت میں بھی اطلاق کرتے ھیں چنانچہ شایع و ذایع ھی کہ بیچ محاورہ عرب کے مقام جواب یا اعتراض میں کہتے ھیں

کرنے لگتے هیں اور اِس کا سبب یهه هی که وے میري احادیث سے اُس چیز کے طالب نهیں جو خدا کے پاس هی بلکه صرف دنیا کے طلبگار هیں پس جب که خود اِمام کي تصدیق سے ثابت هوا که اُن کے پاس بیٹهنیوالوں کي یهه عادت تهي که وهیں بیٹهے بیٹهے اُنکي احادیث کي تاویل غلط کر دیا کرتے تهے تو پهر ایسے لوگوں سے کیا بعید هی که اُنهوں نے ایسي تاویل اِس حدیث کي بهي کي هو *

چوتهي دلیل اُس تاویل پر جو اِس حدیث کے الفاظ کي کي هی اگر غور بحث کریں تو هم کو معلوم هو جاوے که وہ کس قدر مهمل اور غلط اور خلاف مُحاورہ هی *

اول تاویل لفظ اما مان کي یهه کي هی که (اماما اهل النار) تو مضاف الیه کو محذوف کر دیا هی لیکن موافق قاعدہ نحو کے حذف مضاف الیه کا سواے حالت تنوین یا بناء مضاف یا اضافت ثانیه کے جائز نهیں اگر شک هو تو رضي اُٹهاکر دیکهه لو دوسرے لفظ اِمام جب مطلق چهوڑا گیا تو اُس سے وهي معنے جو اصلي هیں یعنے مدح اور صفت کے مراد لیئے جاوینگے اِسلیئے که لفظ مطلق سے فرد کامل مراد هوتا هی تو کیونکر اُس سے اِمام اهل النار مراد هو سکتے هیں بخلاف آیه (ائمة یدعون الي النار) کے که وهاں یهه لفظ مقید هی نه مطلق *

دوسري تاویل قاسطون کي بهي غلط هی اِسلیئے که قرآن شریف میں بمقابله مسلمون کے قاسطون وارد هی پس تعین معني کے واسطے قرینه کا هونا ضرور هی که وہ آیه میں موجود هی اور حدیث میں مفقود بلکه اشارہ طرف آیه کریمه (واقسطوا ان الله یحب المقسطین) کے هی *

تیسرے حق سے مراد نام علي مرتضی کا لینا خلاف عرف عام اور تبادر اذهان اور معنے ظاهري کے هی بغیر پہلے هونے ذکر مرتضوي کے حق سے اُن کا نام مراد لینا حدیث کو چیستاں ٹههرانا هی علاوہ اِسکے حرف علی کو به معنے استیلاء بلا دلیل قرار دینا اور استیلاء کو مرادف استعلاء ٹههرانا زبردستي معنے بنانا اور خرافات بکنا هی اور لغت میں قیاس کو دخل دینا حالانکه قیاس في اللغة جائز نهیں غور کرنا چاهیئے که زید علی الحق جب بولا جاتا هی تو اُس سے مراد یهه هوتي هی که وہ حق پر هی یا یهه مراد هوتي هی که وہ باطل پر *

چوتهي تاویل علیهما رحمة الله یوم القیمة کے جو کي گئي هی اُسکي نسبت کسي نے خوب لطیفه کها هی که حضرات اِمامیه جب اپنے پیشواؤں کے حق میں رحمة الله علیه کهتے هیں تو هم سمجهتے هیں که علیه سے وهي مخالفت مراد هی اور رحمت الله سے رسول الله مراد هیں یعنے مخالف هی رسول کا استغفر الله که حضرات شیعه احادیث کو ایسي تاویلات بیجا سے مضحکه اطفال بناتے هیں اور ائمه پر ایسي بیجا تاویلات کي تهمت کرکے اپني عاقبت خراب کرتے هیں *

ساتویں شهادت

نهج البلاغة میں حضرت امیر المومنین علي مرتضی کي طرف سے شان میں حضرت ابوبکر صدیق کے یهه عبارت منقول هی لله بلاد فلان لقد قوم الاود وداوي العمد واقام السنة وخلف البدعة ذهب نقي الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها ادی الي الله طاعته واتقاہ بحقه رحل وترکهم في طرق متشعبة لایهدی فیها

تعالی عنہما نے کہا گیا وہ امام جعفر صادق کا هی اور امام موصوف تقیه سے ممنوع تھے اُن کو حکم تھا که وہ کسي سے خوف نه کریں اور بلا خوف و خطر علوم اهلبیت کو منتشر کریں تو اُنھوں نے کس لیئے تقیه کیا اورکیوں ایک دو ناصبي کے ڈرسے ایسي بڑي تعریف کي اور پھر جب وہ چلے گئے تو اُس کي تاویل کرکے اپنے خواص کو اصل مطلب سمجھایا اور وہ قول جس سے ثابت هوتا هی که امام موصوف تقیه سے ممنوع تھے یہه هی بحارالانوار میں ملا باقر مجلسي نے اور کافي میں ملا یعقوب کلیني نے لکھا هی که جو صحیفه امام جعفر صادق کا تھا اُس میں اُن کے لیئے یہه حکم تھا حدث الناس و افتهم ولا تخافن الا الله وانشر علوم اهلبیتک وصدق اباءک الصالحین فانک في حرز وامان که تمام مخلوق کو فتویٰ دو اور اُن سے باتیں کرو اور کسي سے سواے خدا کے نه ڈرو اور اپنے اهلبیت کے علوم کو منتشر کرو اور اپنے اباء صالحین کي تصدیق کرو اِسلیئے که تم حرزاور امان میں هو پس باوجود اِس کے که جب ایسے اطمینان کا حکم الهي اُن کو هو چکا تھا اور تقیه کرنے سے وہ منع کر دیئے گئے تھے تو پھر سمجھه میں نہیں آتا که کسکا خوف تھا جس کے سبب سے ایسي تعریف صحابه کي کرتے تھے اور لوگوں کو دھوکھه دیتے تھے افسوس هی که شیعیان علي نے اپنے اماموں کي محبت کے پیرانه میں کیسي هجو کي هی اور اُن پر کیا کیا تہمتیں لگائي هیں *

تیسري دلیل اگر کوئي شیعه کہے که جب یہه عبارت زاید بھي اصل حدیث میں داخل هی تو کیا وجه هی که ایک ٹکڑا اُس کا تسلیم کیا جاوے اور دوسرا ٹکڑا زاید اور غلط ٹھہرایا جاوے اِس لیئے ضرور هی که کل عبارت حدیث کي تسلیم کیجاوے اور جو تاویل اُس حدیث کي اِمام نے بیان کي وہ بھي اِمام هي کي طرف سے سمجھي جاوے اُس کا جواب یہه هی که یہه مسئله متفق علیه هی که (اِقرارالعقلاء حجة علي انفسهم دون الادعاء لهم) که اِقرار آدمي کا اُس پر حجت هوتا هی پس اِسي قاعدہ سے جس قدر اقرار فضیلت شیخین کا هی وہ اُن پر حجت هی اور جو تاویل کي گئي هی وہ هم پر حجت نہیں اور قطع نظر اِس کے عادت بھي محدثین شیعه کي یہه هی که وہ عبارت کو حدیث کے کم وبیش کر دیا کرتے هیں اور اپنے مذهب کے موافق بنا لیتے هیں جیسا که ملا باقر مجلسي نے حدیث مسئله قضا و قدر میں شیخ صدوق کي نسبت بیان کیا هی (انما فعل ذلک لیوافق مذهب اهل العدل) پس جب اُن پر اعتماد اِس امر کا نرها که وہ حدیث میں تحریف نہیں کرتے اور کچھه تغیر و تبدیل کو راہ نہیں دیتے تو پھر کیونکر وہ تاویل جو سراسر بوچ اور خرافات هو صحیح مانی جاوے اور ایسي واهیات کي ائمه کیطرف کیونکر نسبت دي جاوے حالانکه ائمه خود اِس امر کي شکایت کرتے رهے هیں اور اپنے شیعوں پر لعنت ملامت کرتے آئے هیں که وے تاویلات غلط اُن کي احادیث میں کر دیتے هیں اور حدیث کے مضمون کو اور کا اوْر بنا دیتے هیں چنانچه ابو عمر و کشي نے اِمام جعفر صادق علیه السلام کي ایک حدیث کو اِسي بارہ میں نقل کیا هی و هوهذہ ان الناس اولعوا بالکذب علینا ان الله افترض علیهم لا یرید منهم غیرہ و اني احدث احدهم بالحدیث فلا یخرج من عندي حتي یتاوله علي غیر تاویله ذلک انهم لا یطلبون بحدیثنا و بحبنا ما عندالله و انما یطلبون الدنیا که آدمیوں نے بہت زیادتي کي هی هم پر جھوٹھه لگانے کي میں جو حدیث اُن سے کہتا هوں وہ میرے پاس سے نکلنے نہیں پاتے که وهیں اُس کي دوسري تاویل خلاف

میں آیا ہوگا اور باعث اُسکا کون ہوا ہوگا شیعوں کے ذہن اور دیانت اور عقل اور فراست سے نہایت هي بعید هی که ایسے معصوم کي نسبت جیسے که امیرالمومنین تھے ایسي معصیت کا اطلاق کرتے هیں اور یہه بهي معلوم نہیں هوتا که ایسي تعریف کرنے کي کیا ضرورت تھي کونسا لشکر باغي هو گیا تھا که جس کا راہ راست پر آنا بغیر ایسے جھوٹھه بولنے اور قسمیں کھانیکے ممکن نهتھا اگر صرف دلدهي حضرات شیخین کے معتقدین کي منظور تھي تو صرف تعریف اُن کي جس میں ذکر اُن کے انتظام امور خلافت کا هوتا کافي تھي تا که مطلب بهي حاصل هو جاتا اور بہت جھوٹھه بهي نه بولنا پڑتا بلکه ایسے مضامین جیسے که اِس عبارت میں مذکور هیں معصوم کي زبان سے ادا هونا اور اُسکو باطل اور غلط سمجھنا اور اُسکو جھوٹھه اور غلط کهنا در حقیقت اُنکي معصومیت میں داغ لگانا هی *

اِس جواب کو علامه کنتوري نے بجواب تحفه اثنا عشریه اِس طرح پر رد کیا هی که یہه دعوي صاحب تحفه کا محض جھوٹھه هی کسي شیعه نے یہه توجیه نہیں کي اور ایسي توجیہات کي شیعوں کو ضرورت بهي نه تھي اِس لیئے که اِن توجیہات کي اُس وقت ضرورت هوتي جب که شیعوں کي کتابوں میں بجاے لفظ فلاں کے لفظ ابوبکر موجود هوتا اور جب وہ لفظ هي کتب شیعه میں موجود نہیں هی تو اُن کو ایسي توجیہات کي احتیاج کیا هی وهذا عبارته قوله † عمدہ آں توجیہات نزد ایشاں آنست الخ قولنا ‡ ایں ادعا کذب محض است احتیاج ایں توجیہات شیعه را وقتے مي افتاد که در کتب شیعه بجاي لفظ فلاں لفظ ابوبکر موجود مي بود و چوں لفظ ابوبکر در کتب شیعه موجود نیست ایشاں را احتیاج هیچ یک از توجیہات نیست پس انچه ناصبي بعد تقریر ایں توجیہات از هزبانات خود سر کردہ از جهت ابتداي آں بر فاسد از قبیل بناء الفاسد علي الفاسد باشد یہه جواب علامه کنتوري کا غلط هی اور جو اُنهوں نے نسبت خاتم المحدثین صاحب تحفه کے فرمایا که ادعا کذب محض است وهي هم علامه مجیب کي نسبت کہتے هیں که ایں جواب کذب محض است اور ثبوت اِسکا یہه هی که خود شیعوں کے علما نے لکھا هی که مراد فلاں سے ابوبکر صدیق هیں چنانچه ابن میثم بحراني جو محققین شیعه سے هیں شرح نہج البلاغة میں فلاں کے لفظ کي شرح میں لکھتے هیں که مراد فلاں سے یا ابوبکر هیں یا عمر لیکن میرے نزدیک مراد فلاں سے ابوبکر هی وهذہ عبارته اقول ان ارادته لابي بکر اشبه من ارادته لعمر غرض که معلوم نہیں که باوجود اِسکے که ابن میثم بحراني سا متبحر فاضل جس کے علم اور تقدس پر ملا باقر مجلسي کو ناز هی فلاں کے لفظ سے مراد ابوبکر لیتا هی اور باوجود اِسکے جناب علامه کنتوري اُس سے اِنکار فرماتے هیں اور صاحب تحفه کي جناب میں کذب کي نسبت کرتے هیں شاید علامه موصوف کي یہه غرض هوگي که براے نام جواب تحفه کا تو لکھنا شروع کر دیا هی اور حقیقت میں کچھه جواب ایسي روایتوں کا نہیں هی اِسلیئے اُس سے اِنکار هي کر دینا مناسب هی تا که عوام کي نظروں میں وقعت پیدا هووے اور وہ شاہ صاحب کو جھوٹھا جانیں لیکن یہه نه سمجھے که خدا نے هر فرعون کے پیچھے ایک موسیٰ کر دیا هی علماء اهلسنت کب پیچھا چھوڑینگے اور کس طرح دار و گیر سے نجات دینگے اور ابن میثم بحراني کے قول کو دکھلا کر الا لعنة الله علي الکاذبین پڑھنے لگینگے *

اور قطع نظر اِسکے که لفظ فلاں سے مراد ابوبکر هیں یا نہیں جو توجیه شیعوںکي جناب صاحب تحفه

الضال ولا يستيقن المهتدي ترجمه خدا انعام کرے فلاں یعني ابوبکر پر جنسنے کجي کو سيدها کيا جسنے امراض نفسانيه کي دوا کي حسن نے سنت کو پيغمبر کے قايم کيا اور بدعت کو دور کيا گيا اِس دنيا سے پاک دامن کم عيب خلافت کي خوبي پائي اور اُسکے فساد سے پہلے رحلت کي خدا کي اطاعت کو اچھي طرح ادا کيا اور موافق حق کے پرهيزگاري کو پورا کيا کوچ کيا اِس دنيا سے اور چهوڑ گيا آدميونکو شاخ در شاخ راهوں ميں که نه گمراه هدايت پاتا هی اور نه راه پانيوالا يقين حاصل کر سکتا هی *

ميں حضرت علي کے اِس قول کی نسبت تمام اقوال کو اهل سنت اور شيعه کے نقل کرتا هوں اور جو کچهه دونوں نے اب تک اِس قول کي نسبت لکها هی اُسکو بيان کرتا هوں اور حضرات شيعه کي خدمت ميں نهايت ادب سے عرض کرتا هوں که اِس بحث کو ذرا دل سے سنيں اور غور سے ديکهيں اور تعصب اور عناد کو چهوڑ کر اِنصاف کريں که اُنکے علما حق پر هيں يا که اهل سنت کے *

ميں اِس قول کي نسبت اول تحفه اثنا عشريه کے مضمون کو لکهتا هوں بعده جو علامه کنتوري نے اُسکا جواب ديا هی اُس کو لکهکر جو ترديد اُسکے جناب خاتم المتکلمين مولانا مولوي حيدرعلي صاحب نے کي هی لکهونگا *

خاتم المحدثين تحفه اثنا عشريه ميں بعد نقل کرنے اِس عبارت کے لکهتے هيں که جناب امير کي اِس عبارت ميں جامع نهج البلاغة نے که شريف رضي هيں اپنے حفظ مذهب کے واسطے عجيب تصرف کيا هی يعنے لفظ ابوبکر کو حذف کرکے بجاے اُسکے لفظ فلاں لکهه ديا تا که اهل سنت کو موقع اُس پر سند پکڑنے کا نهووے ليکن حضرت امير کي کرامت هی که اوصاف مذکوره صريح اِس پر دلالت کرتي هيں که مراد اُس سے کون هيں اِسي واسطے نهج البلاغة کے شارحين نے فلاں کے لفظ کي تعين ميں اختلاف کيا هی بعضوں نے کها هی که مراد ابوبکر هيں اور بعضوں نے کها که عمر هيں ليکن اکثر شراح نے اول هي کو ترجيح دي هی *

اب اُن جوابات کو سننا چاهيئے جو که علامه شيعه نے اِس قول کي نسبت ديئے هيں *

جواب اول حضرت علي گاه گاه اوصاف اور لياقت شيخين کي اِسليئے بيان کرديا کرتے تهے که لوگ اُنکے معتقد تهے اور اُنکي حسن سيرت اور خوبي انتظام کے وايل تهے بپاس خاطر لوگوں کے اُنکي تعريف کرنا مناسب وقت تها پس يهه کلمات بهي اُسي قبيل سے هيں ليکن يهه جواب لايق تسليم کرنے کے نهيں هی اِسليئے که کوئي عاقل منصف اِسکو نه مانيگا که ايک معصوم دس جهوٹهه صرف واسطے ايک آسان غرض دنيا کے يعنے دلداري چند شخصوں کے که وه بهي يقيني نه تهي اپني زبان سے کهے اور اُن لوگوں کي تعريف کرے جنهوں نے صريح عصيان خدا اور رسول کا کيا اور دين اسلام کو چهوڑ کر ارتداد پر کمر باندهي اور خدا کي کتاب کي تحريف اور دين محمدي کي تبديل کي حالانکه حديث صحيح ميں وارد هی (اذا مدح الفاسق غضب الرب) که جب فاسق کي تعريف کيجاتي هی خدا غضب ميں آ جاتا هی پس جب ايک فاسق کي تعريف سے خداے جلشانه غضب ميں آوے تو ايسے شخص کي تعريف سے جو محرف کتاب الله اور مُبدل دين خدا هو اور جس نے پيغمبر خدا کي وصيتوں کو بهلا ديا هو اور اُسکے وصي کے حقوق کو غصب کيا هو اور اُسکي اولاد کو ستايا هو اور کوئي دقيقه ظلم اور جبر کا خاندان رسول پر نه چهوڑا هو تو ايسے شخص کي تعريف سے معلوم نهيں که خداوند عالم کس قدر غضب

باقي رها يهه امر كه كسي نے شرح نهج البلاغت كي قطب الدين راوندي سے پہلے لكهي هي يا نهيں وه بحث سے خارج هي بس حضرات شيعه كو چاهيئے كه اپنے علما كے جواب پر خيال كريں كه جب چاروں طرف سے راه بند هو جاتي هي تو كيسا سكوت كر جاتے هيں اور اصل مطلب كو چهوڑ كر خارج از بحث گفتگو كرنے لگتے هيں ليكن هم باين نظر كه شايد كوئي شيعه اپنے بزرگ قطب الدين راوندي كے قول سے براه جهالت يا بوجه دهوكهه دهي انكار كرے اُسكي اصل عبارت كو بهي نقل كرتے هيں

فانه قال في الشرح انه عليه السلام يمدح بعض اصحابه بحسن السيرة و انه مات قبل الفتنة التي وقعت بعد رسول الله صلي الله عليه و آله وسلم *

تيسرا جواب بعض علماء اماميه نے اِس طرح پر جواب ديا هي كه غرض حضرت امير كي اِس قول سے توبيخ عثمان تهي تا كه لوگوں كو معلوم هو كه وه سيرت شيخين پر نهيں چلے اور فتنه اور فساد اُن كے زمانے ميں بهت هوا ليكن يهه جواب دونوں پچهلے جوابوں سے بهي زياده پوچ هي اِسليئے كه توبيخ عثمان كي اَور طرح پر بهي هو سكتي تهي اور فقط يهه كهدينا كه وه سيرت شيخين پر نهيں چلے حصول مطلب كے ليئے كافي تها اِس جهوٹهه بولنے سے معصوم كو كيا حاصل تها علاوه برين اِس سے يهه بات نكلتي هي كه سيرت شيخين حضرت امير كے نزديك بهي پسنديده تهي اگر حضرات شيعه اِس امر كو مانيں تو خلافت شيخين كي اِس سے ثابت هوتي هي اگر نه مانيں اور سيرت شيخين كو پسنديده نه كهيں تو حضرت عثمان كو اُن كي سيرت ناپسنديده كے چهوڑنے پر توبيخ كرنے كے كيا معنے ليكن علاوه اِن باتوں كے يهه جواب كسي طرح پر لايق تسليم كے نهيں اِسليئے كه مخالفت حضرت عثمان كي سيرت شيخين سے هرگز اِس عبارت ميں مذكور نهيں هي (لاصراحتاً ولااشارتاً) اور يهه عبارت خطبهاء كوفه ميں حضرت امير نے اِرشاد فرمائي هي اُس وقت عثمان كهاں تهے اور فتنه و فساد كهاں اور اگر توبيخ عثمان حضرت امير كو منظور هوتي تو صراحتاً كيوں نه فرماتے كه عثمان نے ايسا ايسا كيا اور اُن كے زمانے ميں فتنه و فساد پيدا هوا اگر كوئي كهے كه صاف كهنے ميں لوگوں كي مخالفت كا ڈر تها اُسكا جواب يهه هي كه جس بات كا ڈر تها يعنے مُخالفت اهل شام وه موجود هي تهے اور صرف حضرت عثمان كے قتل كے بهانه اهل شام حضرت علي سے پهر گئے تهے اور نوبت مقاتله اور مجادله كي پهنچ چكي تهي پس اِس سے زياده صاف كهنے ميں كس مضرت كا انديشه تها شايد شيعوں نے يهه مثل نهيں سني كه (انا الغريق فما خوفي من البلل) يعنے ميں ڈوبا هوا هوں پهر مجهكو بهيگنے كا كيا ڈر هي علامه كنتوري نے بجواب تحفه كے اِس جواب كا يهه جواب ديا هي كه كسي نے علماء اماميه سے يهه توجيه جو صاحب تحفه بيان كرتے هيں نهيں كي گويا علامه موصوف نے مثل پہلے جواب كے اِس جواب سے بهي اِنكار كيا اور اِسكو شاه صاحب كا جهوٹهه تصور كيا كما قيل قوله و بعضے از اماميه چنيں گفته اند كه غرض حضرت امير توبيخ عثمان و تعريض براو بود الخ قولنا هيچيك از اماميه ايں توجيه نكرده مگر ابن ابي الحديد در شرح ايں كلام ايں مقاله را بطرف جاروديه كه از فرق زيديه است نسبت داده الي قوله بعض مقاله زيديه را باماميه نسبت دادن كذب صريح است ليكن يهه جواب علامه كنتوري كا مثل پہلے جواب كے غلط هي اِسليئے كه خود علماء اماميه نے اِس جواب كو قبول كيا هي اور اُس سے اِنكار نهيں كيا معلوم هوتا هي كه علامه كنتوري نے اُن اقوال

نے بیان کي هی وہ خود شیعونکے علما کے قول سے ثابت هی اور لفظ بہ لفظ اُسکا اُنکي عبارت سے مطابق هی چنانچہ ابن میثم بحراني جو نہایت نامي علماء شیعہ سے هی اُسي شرح نہج البلاغۃ میں لکھتا هی کہ شیعوں نے اِسکے دو جواب دیئے هیں منجملہ اُن دو کے ایک یہي هی جسے شاہ صاحب نے بیان کیا چنانچہ عبارت اُسکي یہہ هی جاران یکون ذلک المدح منہ علي وجہ استصلاح من یعتقد صحۃ خلافۃ الشیخین واستجلاب قلوبہم بمثل هذا الکلام افسوس هی کہ علامہ کنتوري مر گئے ورنہ میں اِس عبارت کو اُن کے پیشوا اور مجتہد کي اُن کے سامھنے کرکے عرض کرتا کہ حضرت ادعاي شاہ صاحب کذب محض است دا اِنکار جناب کذب محض است لیکن چونکہ سنتا هوں کہ اُنکے صاحبزادے زندہ هیں اور کتاب اِستقصاء الافحام کي تحریر پر ناز کر رهے هیں خدا کرے کہ کوئي شخص اُن کے سامھنے اِس عبارت کو رکھہ دے اور اُن کے پدر بزرگوار کي قلعي اُن کے سامھنے کھول دے *

دوسرا جواب بعضوں نے علماء اِمامیہ سے یہہ جواب دیا هی کہ مراد فلاں سے اوُر هي کوئي آدمي هی منجملہ اصحاب رسول صلي اللہ علیہ و سلم کے جو کہ حضرت کے سامھنے هي وفات کر گیا اور قبل وقوع فتنہ و فساد کے دنیا سے رحلت کر گیا اور علامہ راوندي نے جو علماء شیعہ سے هیں اِسي قول کو پسند کیا هی لیکن ذرا سوچنے سے معلوم هو سکتا هی کہ یہہ قول نہایت هي پوچ اور بے بنیاد هی اِسلیئے کہ اِس خطبہ میں حضرت علي نے اِن لفظوں سے تعریف کي هی کہ وہ شخص خود رحلت کر گیا اور لوگوں کو شاخ در شاخ راهوں میں چھوڑ گیا کہ کوئي گمراہ هدایت نہیں پا سکتا پس جو شخص پیغمبر صاحب کے سامھنے مر گیا هو اُس کي نسبت یہہ تعریف کیونکر صادق هو سکتي هی کس کے خیال میں یہہ بات آ سکتي هی کہ باوجود موجود هونے پیغمبر صاحب کے کسي کے مرنے سے اِسقدر خرابي هوئي هو کہ لوگ شاخ در شاخ راهوں میں پڑ گئے هوں پس کیونکر حضرت امیرالمومنین کسي ایسے آدمي کي نسبت جو پیغمبر صاحب کے سامھنے مر چکا هو یہہ تعریف فرماتے اور جو بات ایک ادنیٰ آدمي سے نہیں نکل سکتي وہ حضرت علي اِرشاد فرماتے غرض کہ صاف ظاهر هی کہ مراد حضرت علي کے فلاں سے ایسا هي آدمي هی جو کہ بعد وفات سرور کائنات علیہ الصلوات مرا هو اور جس کے مرنے سے لوگ شاخ در شاخ راهونمیں پڑ گئے هوں اور ایسا آدمي کوئي نہیں هی سواے حضرت ابوبکر کے یا حضرت عمر کے اور جس کسي کو اُن میں سے حضرات شیعہ لفظ فلاں سے مراد لیں همارا مطلب حاصل هی *

اِس جواب کا علامہ کنتوري نے بجواب تحفہ اثنا عشریہ کے عجیب جواب دیا هی کہ جس سے نہ اِنکار نکلتا هی نہ اِقرار اور جس کي لفظوں اور عبارت سے معلوم هوتا هی کہ علامہ کنتوري پر راہ آنے جانے کي بالکل بند هی اور ایسي بردمات میں بیچارہ گرفتار هی کہ کچھہ نہیں کر سکتا اور شاہ صاحب قدس سرہ کي تقریر کا کچھہ جواب نہیں دے سکتا وهذہ عبارتہ قولہ و بعضے اِمامیہ گفتہ اند کہ مراد آنجناب ازیں مرد شخصے دیگر است از جملہ صحابہ رسول الخ قولنا دانستي کہ بنابر تصریح ابن ابي الحدید ابں قول قطب راوندیست و هیچیک از امامیہ و غیر امامیہ پیش از ابن ابي الحدید سواے قطب الدین راوندي شرح کتاب نہج البلاغۃ نہ نوشتہ لیکن اِس تقریر سے یہہ ظاهر هی کہ علامہ کنتوري نے اِس قول کو تسلیم کر لیا اور مثل پہلے جواب کے اُس سے اِنکار نہیں کیا اور شاہ صاحب کو کاذب نہیں بنایا *

چوتھے اِس تحریر سے تقریر قطب الاقطاب راوندي کي مہمل ہو گئي یعنے اُنہوں نے اپنے بچانے کے لیئے یہہ توجیہ کي کہ مراد فلاں سے وہ شخص ہی جو کہ سامھنے پیغمبر خدا کے مرچکا تھا اِسلیئے کہ اگر اُس تقریر کو اور علماء شیعہ قبول کر لیتے اور اُسکو مہمل جانکر مطروح نہ کر دیتے تو ایسي تاویلات کي حاجت نہوتي جو علامہ بحراني نے شیعوں کي طرف سے بیان کي ہیں *

اگرچہ اِس تحریر سے جو ہم کر چکے سب مطلب حاصل ہو گیا اور علماء شیعہ کي توجیہات کا پوچ اور بیہودہ ہونا ثابت ہو گیا لیکن ہم ذرا اِس امر کي اور تصریح کرتے ہیں کہ لفظ فلاں سے علماء شیعہ کے نزدیک دو ہي شخص مراد ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ سرہ تحفہ میں فرماتے ہیں (و لہذا شارحین نہج البلاغۃ از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابوبکر است و بعضے گفتہ اند عمر است) لیکن علامہ کنتوري نے موافق اپنے عادت کے اِس سے بھي اِنکار فرمایا اور اِسکو بھي شاہ صاحب کا جھوٹھہ تصور کیا چنانچہ جو جواب تحفہ کا اُنہوں نے لکھا ہی اُس میں اِس تحریر کا شاہ صاحب کے اِن لفظوں سے جواب دیا ہی مولانا ان ہذا الا افک مبین ازیں ناصبي باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است خاتم المتکلمین حضرت مولانا مولوي حیدر علي صاحب قبلہ جن کے نام سے شیعوں کے بدن میں رعشہ اور لرزہ پیدا ہوتا ہی اِسکے جواب میں فرماتے ہیں سبحانک ہذا بہتان عظیم زیرا کہ مراد ازیں شراح امامیہ مثل بحراني ہستند و لیکن چوں ایں بے نصیب کتب مذکورہ را ندیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است ایک عبارت رئیس الحکماء والمتبحرین کمال الدین مذکور بگوش خود بشنو و خاک مذلت برسر خود بریز واز مسند تکلم و تصنیف برخیز حیث قال و ثم قطب الدین الراوندي انہ انما اراد الخ † یعنے ملا کمال الدین جو ایک نامي عالم شیعہ کے ہیں وہ شرح نہج البلاغت میں لکھتے ہیں کہ فلاں کے لفظ سے مراد لینے میں اختلاف ہی قطب الدین راوندي جو ایک بڑے عالم شیعہ کے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت امیر کي مراد اِس فلاں سے کوئي دوسرا آدمي ہی جو کہ پیغمبر صاحب کے سامھنے دنیا سے رحلت کر گیا تھا اور ابن ابي الحدید کا قول ہی کہ مراد اُس سے عمر ہیں لیکن میرے نزدیک مراد فلاں سے ابوبکر ہیں فقط اِسکو دیکھکر حضرات شیعہ کو چاہیئے کہ اپنے محدثین اور علما کے جوابات پر خیال کریں کہ باوجود موجود ہونے ایسي روایات کے اُس سے اِنکار کرتے ہیں اور حضرت مولف تحفہ قدس سرہ کو جھٹلاتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دیتے ہیں *

† بعض اصحابہ في زمن الرسول صلي اللہ علیہ و آلہ وسلم ممن مات قبل وقوع الفتن و انتشارها و قال ابن ابي الحدید ان ظاہر الاوصاف المذکورۃ في الکلام یدل علي انہ اراد رجلا ولي امر الخلافۃ قبلہ کقولہ قوم الاود و داوی العمد و لم یرد عثمن لوقوعہ في الفتنہ و سعها نسبہ ولا ابابکر لقصر مدۃ خلافتہ وبعد عہدہ عن الفتن و کان الاظہر انہ اراد عمر واقول ان ارادتہ لابي بکر اشبہ من ارادتہ لعمر *

اگرچہ عبارت جناب امیر کي اِظہار فضایل ابوبکر صدیق میں ایسي صریح اور صاف ہی کہ بعد اُس کے سننے کي کسي قسم کا کوئي طعن اُن پر شیعوں کي زبان سے نکل نہیں سکتا لیکن جو فضیلتیں اُن لفظوں سے ثابت ہوتي ہیں اُن کو ذرا تفصیل کے ساتھہ ہم بیان کرتے ہیں پس واضح ہو کہ اِس خطابہ میں جناب امیر نے حضرت ابوبکر صدیق کے دس وصفوں کا بیان کیا اول یہہ کہ خلق کو جو کجي میں گرفتار تھي نکالکر خدا کي راہ پر لائے اور اُن کو راہ راست دکھلائي دوسرے امراض نفسانیہ کا اپنے وعظ و نصیحت سے معالجہ کیا تیسرے پیغمبر خدا کي سنت کو قایم کیا چوتھے ایسا اِنتظام کیا

کو ملاحظہ نہیں فرمایا اِسلیئے اُس سے اِنکار کیا یا دیدہ و دانستہ عوام کو دھوکھہ دیا اگر کسي کو علامہ کنتوري کی جہالت یا دھوکھہ دھي دریافت کریا منظور ہو تو وہ ابن میثم بحراني کی تحریر کو اُنکي شرح نہج البلاغت میں دیکھے چنانچہ بلفظہ ہم اُس عبارت کو نقل کرتے ہیں اور علماء اثنا عشریہ کي خدمت میں اُسے تحفہ گذرانتے ہیں واعلم ان الشیعۃ قد اوردوا ہٰہنا سوالا فقالوا ان ہذہ الممادح التي ذکرہا علیہ السلام في احد ہذین الرجلین ینافي ما اجمعنا علیہ من تخطیتہما و اخذہما المنصب الخلافۃ فاما ان یکون ہذا الکلام من کلامہ علیہ السلام اوان یکون اجماعنا خطأ ثم اجابوا من وجہین احدہما لا نسلم التنافي المذکور فانہ جازان یکون ذلک المدح منہ علیہ السلام علي وجہ استصلاح من یعتقد صحۃ خلافۃ الشیخین و استجلاب قلوبہم بمثل ہذا الکلام الثاني انہ جازان یکون مدحہ ذلک لاحد ہما في معرض توبیخ عثمان لوقوع الفتنۃ في خلافتہ و اضطراب الامر علیہ و استیثارہ بمال المسلمین ہو و بنو امیہ حتي کان ذلک سببا لثوران المسلمین من الامصار و قتلہم لہ و بنیتہ علي ذلک قولہ وخلف الفتنۃ و ذہب نقي الثوب قلیل العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا وقولہ وترکہم في طرق متشعبۃ الي اخرہ فان مفہوم ذلک یستلزم ان الوالي بعد ہذا الموصوف قد اتصف باضداد ہذہ الصفات واللہ اعلم انتہي بلفظہ یعنے شیعوں نے اِس قول کي نسبت یہہ بحث کي ہی کہ یہہ تعریف حضرت امیر کي بنسبت ابوبکر یا عمر کے مخالف ہمارے اجماع کے ہی جو بنسبت خاطي ہونے اُنکے ہی کہ اُنہوں نے منصب خلافت کو غصب کیا اور جور وظلم کیا پَس دو حال سے خالي نہیں یا تو یہہ کلام حضرت امیر علیہ السلام کا نہیں ہی یا اجماع ہم شیعوں کا بنسبت خطاء شیخین کي خطا ہی اور اِسکا شیعوں نے دو طرح سے جواب دیا ہی اول یہہ کہ ہم مخالفت کو اِس طرح سے دفع کرتے ہیں کہ جایز ہی کہ یہہ تعریفیں حضرت علي کي بہ نسبت ابوبکر یا عمر کے بہ نظر اِستمالہ قلوب اُن آدمیوں کے تہیں جو کہ حسن سیرت اور صحت خلافت شیخین کے معتقد تہے دوسرے یہہ کہ یہہ تعریفیں بنظر توبیخ عثمان کے تہیں کہ امر خلافت بسبب ظہور فتنوں کے اُن کے زمانے میں ابتر ہو گیا اور مسلمانوں نے بلوہ کرکے اُن کو قتل کیا اور یہہ جواب قرین قیاس ہی اِسلیئے کہ عبارت سے اِس خطبے کے معلوم ہوتا ہی کہ جو خلیفہ بعد اُس کے جس کي تعریف حضرت علي کرتے ہیں ایسا تہا کہ جس میں صفت مذکورہ کے اضداد جمع تہے *

اِس تحریر سے علامہ بحراني کے چند فائدے حاصل ہوئے اول یہہ کے جو اِنکار علامہ کنتوري نے کیا تہا کہ (ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ) اُس کا بطلان ثابت ہو گیا اور اُنہیں کے مجتہد اور پیشوا کے اِقرار سے اُن کا جہوٹہا ہونا ظاہر ہوا دوسرے یہہ معلوم ہوا کہ اولا بجاے فلاں کے اصل خطبہ میں لفظ ابوبکر یا عمر کا تہا اور پیچہے اصل لفظ کو بدل کر لفظ فلاں لکہدیا اِس لیئے کہ کیونکر عقل سلیم قبول کر سکتي ہی کہ حضرت امیر سا فصیح و بلیغ ایسے خطبے میں لفظ مبہم بیان فرماوے اور بجاے نام کے حرف فلاں اِرشاد کرے تیسرے ثابت ہوتا ہی کہ اُس وقت تک جب کہ علامہ بحراني نے شرح نہج البلاغت لکہي تمام شیعہ لفظ فلاں سے یا حضرت ابوبکر سمجہتے تہے یا حضرت عمر مراد لیتے تہے اِسلیئے کہ شارح موصوف شیعوں کے قول کو نقل کرکے کہتا ہی (فقالوا ان ہذا الممادح التي ذکرہا علیہ السلام في احد ہذین الرجلین) کہ شیعہ کہتے ہیں کہ یہہ ممدوح دو میں سے ایک ہی یا ابوبکر یا عمر رضي اللہ عنہما

یہي بہتر تھا کہ اِس روایت ھي سے اِنکار کر جاتے اور حضرت علي کي طرف منسوب کرنے سے منکر ھو جاتے یا اُس کو تقیہ پر محمول کرکے اپنے جواب میں صرف تقیہ کا عذر پیش کرتے لیکن اِن دو راھوں کو چھوڑ کر علامہ کنتوري کا تیسري راہ پر چلنا سراسر نادانی تھي آخر اُسکا لطف اُٹھایا کہ جس امر سے اِنکار کیا اور جس روایت سے منکر ھوئے اُسي کو ھمنے اُنکي کتابوں اور اُنکے علما کے قول سے ثابت کرکے اُن کو بدنام کیا ای معاشر مسلمین رحمکم اللہ اکنون کجا ماند دعاوي لا طائلہ روافض کہ در مطاعن تقریر کردہ ھزاران رسایل و کتب را مثل نامہاے اعمال خود در سیاھي و تباھي گرفتند و اِنصاف باید داد کہ حالیا از عمدہ طعنہاے رفضہ کہ در اسفار کلامیہ ایشاں مبسوطست چیزے باقیست کہ بعد شہادت جناب مرتضوي حاجت بہ رد آن افتد پس برسوء عقبت این قوم بنالہاے جانکاہ باید گریست و ریگ بیاباں مذلت بر سرھاے ایشاں باید ریخت *

اگر حضرات شیعہ کو اب بھي سیري نہ ھوئي ھو اور باوجود ایسي روایتوں کے اُن کي خاطر جمع نہ ھوئي ھو تو ھم اُنکے تسکین کے لیئے ابھي بہت سي سندیں اور روایتیں صحابہ کرام کي فضیلت میں موجود رکھتے ھیں اور خود ائمہ کرام کي زبان سے اُس کے ثابت کرنے پر مستعد ھیں جس کو سننا ھو وہ سنے *

آٹھویں شہادت

علي بن عیسي اردبیلي امامي اثنا عشري نے اپني کتاب کشف الغمہ في معرفۃ الائمہ میں لکھا ھي انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلي ابوبکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوي اتقول ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ في الدنیا والاخرۃ (ترجمہ) کسي شخص نے اِمام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ کو حلیہ کرنا درست ھي یا نہیں تب اِمام نے جواب دیا کہ ھاں اِس لیئے کہ ابوبکر صدیق کي تلوار کے قبضہ پر بھي حلیہ چاندي کا تھا راوي کہتا ھي کہ اُس نے اِمام سے عرض کي کہ یا حضرت آپ بھي ابوبکر کو صدیق کہتے ھیں یہہ سنتے ھي اِمام اپنے جگہہ سے اُچھل پڑے اور کہنے لگے کہ ھاں وہ صدیق ھی ھاں وہ صدیق ھی ھاں وہ صدیق ھی جو کوئي اُسکو صدیق نہ کہے خدا اُسکي دنیا و آخرت میں تصدیق نکرے *

اِس روایت سے چند فائدے حاصل ھوتے ھیں پہلا فائدہ زبان سے اِمام علیہ السلام کے حضرت ابوبکر رضي اللہ تعالیٰ عنہ کا صدیق ھونا اور صدیق ھونے سے اُن کا تمام اُمت سے افضل ھونا لازم آتا ھی اِسلیئے کہ قواعد مقررہ منصوصہ قرآن سے یہہ امر ظاھر ھی کہ بعد پیغمبروں کے مرتبہ صدیق کا ھي اور تمام اُمت سے صدیقین کا درجہ افضل ھی جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ھی فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا *

دوسرا فائدہ اِمام سے جب سایل نے سوال کیا تو اُس نے صرف ایک مسئلہ کا استفسار کیا اُسکے

کہ کچھہ فتنہ و فساد اُنکے زمانے میں نہ ہوا پانچویں خاشاک ملامت سے پاک دامن گئے چھٹویں خلافت کي خوبي پائي اور اُسکے شر سے محفوظ رہے ساتویں خدا کي طاعت جیسے کہ چاھیئے بجا لائے آٹھویں خوف اور تقویٰ کا حق بخوبي ادا کیا نویں خلق خدا بعد اُن کے تشویش اور حیرت میں پڑگئے دسویں بعد اُن کے لوگ مختلف ہو گئے *

چنانچہ اِنھیں اوصاف کي تصریح میں مولانا صاحب تحفہ میں فرماتے ھیں بس درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر را بدہ وصف عالي موصوف نمودہ لیکن علامہ کنتوري اِسکے جواب میں لکھتے ھیں ثبت الجدار ثم انقش اول این معني باثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان دریں کلام ابوبکر است بعد ازاں بایں اوصاف اثبات فضل ابوبکر باید نمود اِسکي تردید میں مولانا حیدر علي صاحب ازالۃالغین میں فرماتے ھیں بحمداللہ کہ هم بناے دیوار محکم شد و هم نقش و نگار صورت بست وخود شراح نہج البلاغۃ ایں اوصاف را کہ تلک عشرۃ کاملہ عبارت ازاں ست بہمیں عدد یاد کردہ اند عبارت بحراني بعد از ترجیح صدیق باید شنید وصفہ بامور احدھا تقویمہ للاود ھو کنایۃ عن تقویمہ الخ † اي مسلمانو حضرات شیعہ کو دیکھو کہ کس طرح پر صحابہ کي ہر فضیلت سے اِنکار کر جاتے ھیں اور باوجود اِقرار اپنے بزرگوں کے صاف منکر ہو جاتے ھیں اور فضیحت اور رسوائي سے بالکل بے خوف ہو جاتے ھیں اِس علامہ کنتوري نے بایں فضیلت جب دیکھا کہ کچھہ جواب ایسي روایتوں کا نہیں ھی پس بہ مجبوري اِنکار کرنا شروع کیا اور لا نسلم اور لیس بصحیح کہکر اپنے جواب کو ختم کیا لیکن قطع نظر اِسکے کہ خود علماء شیعہ نے اِقرار کیا ھی کہ مراد فلاں سے حضرت ابوبکر ھیں یا حضرت عمر بالفرض اگر وہ اِقرار بھي نہ کرتے توبھي لفظ فلاں سے کوئي شخص مراد ہوگا یا ما سواے حضرات شیخیں کے دوسرا کوئي ہو یا اُنھیں میں سے کوئي ایک ہو اگر کوئي تیسرا شخص مراد لیا جاوے تو وھي شخص ہوگا جو کہ پیغمبر صاحب کے سامھنے مر چکا تھا جیسا کہ قطب الدین راوندي نے دعوي کیا ھی اور جب کہ یہہ صفات ایسے شخص کي نسبت جو پیغمبر صاحب کے سامھنے مر گیا ہو ثابت نہیں ہو سکتیں تو لامحالہ مراد فلاں سے یا ابوبکر صدیق ہونگے یا حضرت عمر فاروق تو پھر اِس سے اِنکار کرنا اور بجواب تحفہ کے اپنے نامۂ اعمال کي طرح چند ورق سیاہ کرنا بالکل عبث اور لغو تھا اِس سے تو

† لا عوجاج الخلق عن سبیل اللہ الي الاستقامۃ فیہا الثاني مداواتہ للعمد و استعار لفظ العمد للامراض النفسانیہ باعتبار استلزامہ للاذي کالعمد و وصف المداواۃ لمعالجۃ تلک الامراض بالمواعظ البالغہ والرواجر القولیہ والفعلیہ النافعہ الثالث اقامۃ للسنۃ و لرو مہا الرابع تحلیفہ للفتنہ اي موتہ قبلہا و وجہ کون ذلک مدحالہ ھو اعتبار عدم وقوعہا بسببہ و في زمانہ لحسن تدبیرہ الخامس ذھابہ نقي الثوب و استعار لفظ الثوب لعرضہ و بقامہ بہ سلامتہ عن دنس المذام السادس فاعیبوبہ السابع اصابتہ خیرہا و سبق شرہا والضمیر في الموضعین یشبہ ان یرجع الي العہود لہ مما ھو فیہ من الحلاوۃ اي اصاب ما فیہا من الخیر المطلوب وھو العدل و اقامۃ دین اللہ الذي بہ یکون الثواب الجزیل في الاخرۃ والشرف الجلیل في الدنیا و سبق شرہا اي مات قبل وقوع الفتنہ فیہا و سفک الدماء لا حلبہا الثامن اداؤہ الي اللہ طاعۃ التاسع اتقاہ لہ بحقہ اي اوي حقہ خوفا من عقوبتہ العاشر رحیلہ الي الاخرہ تارکا للناس بعدہ في طرق متشعبۃ من الخیالات لا یہتدي فیہا من ضل عن سبیل اللہ و لا یستیقن المہتدي في سبیل اللہ انہ علي سبیلہ لاختلاف طرق الضلال و کثرۃ المخالف لہ ایہا ولو في قولہ و ترکہم للمحال انتہي بلفظہ *

آویگا اور سنیوں کے قول کو کیونکر غلط نہ جانیگا لیکن الحمدللہ کہ کتاب کشف الغمہ اِس ہندوستان میں صدہا جگہہ موجود ہی جس کسي کو شک ہو وہ اُس کو لیکر دیکھے کہ یہہ روایت موجود ہی یا نہیں اور قاضي صاحب کي صداقت کي داد دے لیکن اگر کوئي شخص یہہ خیال کرے کہ شاید پیچھے کرکے کسي سني نے یہہ عبارت ملا دي ہی اور کتاب کشف الغمہ میں اِس روایت کے موجود ہونے سے اُسکو اطمینان نہ ہو تو اُسکے اطمینان کے لیئے ہم مجتہد صاحب کي کتاب کو پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بفضلہ تعالیٰ اِس روایت کے موجود ہونے سے کتاب مذکور میں اِقرار کیا اور یہہ توجیہ فرمائي کہ یہہ روایت مولف کتاب نے ابن جوزي سے جو کہ عالم سنیوں کا ہی نقل کي ہی خیر جو کچھہ ہو اِسکي بحث ہم پیچھے کرینگے بالفعل ہم کو قاضي نوراللہ شوستري صاحب کي تکذیب منظور ہی کہ اُنہوں نے اِس روایت کے موجود ہونے ہي سے انکار کیا ہی اور اُس کے واسطے ہم مجتہد صاحب کي کتاب طعن الرماح کي عبارت نقل کرتے ہیں جس میں اُنہوں نے اِس روایت کے موجود ہونے سے اِقرار کیا ہی وہوہذہ قال المجتہد القمقام في طعن الرماح روایت نعم الصدیق را اسناد بکتب شیعیان نمودہ از کتاب کشف الغمہ نقل کردہ چوں اتفاق مراجعت باں کتاب شد مصنف آں کہ مولانا الوزیر علي بن عیسي اردبیلي است از ابن جوزي کہ از مشاہیر علماء اہل سنت است روایت مذکورہ را نقل کردہ *

اِس تحریر سے مثل آفتاب نیمروز کے قاضي نوراللہ شوستري کا جھوٹھا ہونا ثابت ہو گیا اور خود مجتہد صاحب کي تحریر سے اُن کے قاضي کا جس کو مولانا اور سیدنا کہکر اپني کتاب میں یاد کیا ہی افترا ظاہر ہو گیا عجب حال ہی علماء شیعہ کا کہ جب کوئي روایت اُن کي کتاب سے سند لاکر پیش کیجاتي ہی تو اول صاف اِنکار کر جاتے ہیں اور ناقل کو جھوٹھا اور کاذب بناتے ہیں اور جب اُس کي صحت اور سند پہنچا دي جاتي ہی تب توجیہات لاطائل کرنے لگتے ہیں چنانچہ اِس روایت کو قاضي نوراللہ شوستري نے خلاف اپنے مذہب کے پایا اُس سے اِنکار کیا لیکن جب وہ روایت اُس کتاب سے ثابت کر دي گئي تب بہ مجبوري مجتہد صاحب نے اُسکي موجودگي کا اِقرار کیا اور ایک دوسري توجیہ لاطائل سے اُسکا باطل کرنا چاہا چنانچہ اب ہم اُس توجیہ کو بھي باطل کرتے ہیں *

مجتہد صاحب کي توجیہ کا سارا خلاصہ یہہ ہي کہ یہہ روایت نعم الصدیق کي اگرچہ کتاب کشف الغمہ میں مذکور ہی لیکن اُس مولف موصوف نے علامہ ابن جوزي سے جو کہ مشاہیر علماء اہل سنت سے ہی نقل کیا ہی اِسلیئے گویا یہہ روایت اہل سنت کي ہی نہ شیعوں کي اِسکا جواب یہہ ہی کہ شاید مجتہد صاحب نے کتاب کشف الغمہ کو از اول تا آخر ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ ایسا اِرشاد نہ فرماتے اِس لیئے کہ مولف کتاب موصوف نے جو کچھہ اِس کتاب میں لکھا ہی اور نقل کیا ہی وہ متفق علیہ فریقین ہي اور علماء شیعہ نے یکے بعد دیگرے اُس کو قبول کیا ہی اور وہ شیعوں کے نزدیک مسلم ہی چنانچہ علامہ معزالدین صدر کتاب امامت میں لکھتے ہیں کہ کتاب کشف الغمہ از تصنیفات وزیر سعید اردبیلي است و انچہ در کتاب مستطاب مذکور است مقبول طبایع موافق و مخالف است انتہي پس گو کہ صاحب کشف الغمہ نے یہہ روایت ابن جوزي ہي سے نقل کي ہو

حواب میں هاں یا نہیں کہنا کافي تھا مگر اِمام نے اُس پر قناعت نہ کي بلکہ ابوبکر صدیق کے فعل کو سند لیکر جواب دیا اِس سے ثابت هوتا هی کہ مسایل دیني میں افعال صحابہ پر تمسک کرنا چاهیئے اور یہہ حصہ صرف اهل سنت کو نصیب هوا هی حضرات شیعہ اِس سے محروم هیں وے کبھي کسي مسئلہ میں قول یا فعل صحابہ کو سند نہیں جانتے پس در حقیقت اماموں کے تابع اهل سنت هیں نہ شیعہ *

تیسرا فائدہ اِمام سے جب سایل نے مسئلہ پوچھا اور اُنھوں نے ابوبکر صدیق کا ذکر بھي کیا تو اُن کو صدیق کہنا ضرور نہ تھا یہي کافي تھا کہ وہ نام ابوبکر صدیق کا لیتے مگر اِمام کو ایسي مُحبت اُن سے تھي کہ بغیر صدیق کے اُن کا نام لینا اُن کے دل کو گوارا نہیں هوا اِسلیئے اِس لقب سے اُن کو یاد کیا پس یہہ بڑي عمدہ دلیل محبت ائمہ کي ساتھہ صحابہ کے هی افسوس حضرات شیعہ کي سمجھہ پر کہ وے ائمہ کو دشمن صحابہ کا جانتے هیں *

چوتھا فائدہ اِس روایت سے معلوم هوتا هی کہ اِمام کو سایل کے تعجب پر نہایت غصہ آیا اور جب اُسنے پوچھا کہ آپ بھي ابوبکر کو صدیق کہتے هیں تو آپ کو اِس قدر غیظ هوا کہ اپنے جگہہ سے اُچھل پڑے اور تین مرتبہ فرمایا نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق اور اِسي پر قناعت نہ کي بلکہ یہہ فرمایا کہ جو کوئي اُن کو صدیق نہ کہے خدا اُسکي دنیا و آخرت میں تصدیق نہ کرے پس حضرات شیعہ کو چاهیئے کہ وے ذرا اِنصاف سے اِس روایت کو دیکھیں اور اِمام کي شہادت سے اپنے آپ کو خدا کے نزدیک دنیا و آخرت میں بہ سبب نہ تصدیق کرنے صدیقیت حضرت ابوبکر صدیق رضي الله تعالی عنہ کے جھوٹھا جانیں *

پانچواں فائدہ اِس روایت سے یہہ بھي معلوم هوتا هی کہ پوچھنیوالا شیعہ تھا اور صحابہ کا دشمن اِسي واسطے اِمام کے صدیق کہنے پر اُسکو تعجب هوا اگر کوئي سني هوتا تو وہ تعجب نہ کرتا اور جب کہ سایل کا شیعہ هونا ثابت هوا تو پھر موقع تقیہ کا بھي نہ رها هاں اگر سایل سني یا ناصبي یا خارجي هوتا تو تقیہ کي گنجایش تھي *

اب هم حضرات شیعہ کے اقوال کو جو اِس روایت کي نسبت هیں بیان کرکے اُنکا رد کرتے هیں *

پہلا قول قاضي نورالله شوستري نے احقاق الحق میں اِس روایت سے اِنکار کیا هی اور بہت کچھہ زبان درازي فرمائي هی اور صاف لکھا هی کہ اِس روایت کا کچھہ پتہ نشان کشف الغمہ میں نہیں هی بلکہ ایسي روایت کا کشف الغمہ میں موجود هونا خلاف قیاس هی اِسلیئے کہ اُس کتاب میں پیغمبر خدا اور ائمہ اثنا عشر کا حال لکھا هی نہ ابوبکر کا تو کیا وجہ تھي کہ مولف اُس کتاب کا ایسي روایت کو لکھتا چنانچہ قاضي صاحب کي عبارت کے الفاظ یہہ هیں وکذا الحال فیما نقلہ عن راس التعصب والحیف من حدیث حلیۃ السیف لیس ذلک في الکتاب عنہ خبر ولا عین ولا اثر وایضاً لا مناسبۃ لذکر ذلک في هذا الکتاب المقصور علي ذکر النبي صلي الله علیہ و آلہ وسلم والائمہ الاثنا عشر و ذکر اسمائهم و کناهم و اسماء آبائهم و امهاتهم و موالیدهم و وفیاتهم و معجزاتهم کما لا یخفي علي من طالع هذا الکتاب *

پس اِس قول کو دیکھکر کون سا شیعہ هوگا جس کو اِس روایت کے نہ موجود هونے پر یقین نہ

کہ نہ کچھہ کہہ سکتا هی نہ کچھہ جواب دے سکتا هی اپنے مجتہدین اور علما کے اضطراب پر حیرت کرکے جہاں تک اُس سے هوتا هی اُن کي بات بناتا هی اور چونکہ جھوٹھي بات کو کوئي سواے ایسے ابلہ فریب تقریروں کے سچ کرکے دکھلا نہیں سکتا اِسیواسطے وہ بھي ایسي هي پوچ باتوں سے اپنا دل خوش کرتا هی ورنہ نہایت تعجب کي بات هی کہ ایسي توجیہ لا طایل جو صاحب استقصاء نے کي هی کسي لڑکے کي زبان سے بھي نہ نکلیگي بعنے اِسکا تو اقرار هي کرتے جاتے هیں کہ جو کچھہ کشف الغمہ میں لکھا هی وہ مقبول فریقین هی اور جب اِس کو بعض روایات میں اپنے مذهب کے حق میں مضر جانتے هیں تو اُسکي توجیہ اِس طرح کرتے هیں کہ مقبولیت سے صرف اُنھیں روایات کي مقبولیت مراد هی جن سے هم حجت کریں نہ کہ وہ روایات جنسے مخالف هم پر حجت کرے یا قبول سے اُن روایات کي مقبولیت مراد هی جو کہ مقصود بالذات هیں نہ وہ روایات جو کہ مقصود بالذات نہیں هیں اور یہہ خیال نہیں فرماتے کہ ایسي توجیہات پوچ و لچر کو مخالف کب سنیگا اور وہ ایسي باتوں کو کب مانیگا چنانچہ هم بوجوهات قوي اِس تحریر کو رد کرتے هیں *

اول یہہ بات تو خود صاحب استقصاء نے قبول کي کہ انچہ در کشف الغمہ مذکور است آنرا اهلحق هم قبول میسازند و برد و اِنکار آں نمي پردازند پس هم اسے امر مقبول کردہ صاحب استقصاء کو منظور کرکے کہتے هیں کہ روایت نعم الصدیق در کشف الغمہ مذکور است وانچہ در کشف الغمہ مذکور است آنرا اهلحق هم قبول میسازند و برد و اِنکار آں نمي پردازند و قاضي نور الله شوستري آنرا قبول نمي سازند و جناب مجتہد صاحب قبلہ برد و اِنکار آں مي پردازند بس هر دو قاضي و مجتہد از اهلحق هستند و هر کہ از اهلحق باشد آنرا لازم است کہ ایں روایت را قبول سازد و برد و اِنکار آں نہ پردازد *

دوسرے صاحب اِستقصاء نے قبول کے دو معنے فرض کیئے هیں کہ قبول گاهے باینمعني است کہ ایں روایت را صحیح میدانیم وانچہ دراں مذکور است آنرا حجت میگیریم و گاهے بایںمعني کہ چوں بہ آں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے ایں امر قبول کردہ ایم نہ بایں معني کہ خصم بہ آں برما احتجاج نماید لیکن اِنھیں معني فرضي پر مقولہ مضمون الشعر في بطن الشاعر صادق هی اِسلیئے کہ هم اُوپر بیان کر چکے هیں کہ اِس کتاب کي روایتوں کي نسبت معز الدین اثنا عشري نے لکھا هی کہ انچہ در کتاب مستطاب مذکور است مقبول طبایع موافق و مخالف است اور جب مقبول فریقین هونا اُسکا ثابت هوا تو پھر یہہ کہنا کہ هم نے اِسلیئے قبول کیا هی کہ هم حجت پکڑیں نہ کہ اِسلیئے کہ مخالف هم پر حجت پکڑے محض ناداني هی اِسکي مثال بعینہ ایسي هی کہ ایک شخص کسي قبالہ اور دستاویز کي صحت کا اِقرار کرے اور اِس امر کو قبول کرے کہ جو کچھہ اِس میں لکھا هی خواہ وہ میرا لکھا هو یا دوسرے فریق کا وہ سب مجھے مقبول اور منظور هي اور پھر جب کسي عبارت پر اُس دستاویز کے دوسرا فریق گرفت کرے تب وہ قبول کرنیوالا دستاویز کا کہے کہ یہہ عبارت لکھائي هوئي دوسرے فریق کي هی میں نے تو اِسلیئے اِسکو قبول کیا تھا کہ اُسپر حجت پکڑونگا نہ کہ اِسلیئے کہ وہ مجھپر حجت پکڑے پس منصف

لیکن جب کہ وہ التزام اِس امر کا کر چکا ہی کہ جو روایت لکھي جاویگي وہ مقبول فریقین ہوگي اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ روایت بھي مقبول فریقین ہی اور جب مقبول فریقین ہونا ثابت ہوا تو اِس روایت سے الزام شیعوں پر دینا درست تھہرا اور اِسکا جواب شیعوں سے لینا واجب ہوا صاحب استقصاء الافحام نے جنکي کتاب پر آج کل شیعوں کو بڑا فخر ہی نہایت جودت طبع کو دخل دیا ہی اور اپني دقیقہ فہمي اور نکتہ سنجي سے اِس کا یہہ جواب دیا ہی کہ اِس کلام سے زردستاني کے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جو کشف الغمہ میں مذکور ہی اُسکو اہل حق بھي قبول کرتے ہیں اور اُسکا اِنکار نہیں کرتے اور یہہ امر آخر ہی اور ہونا روایات کشف الغمہ کا اجماعیات اہل حق اور اہل خلاف سے دوسرا امر ہی اِسلیئے کہ قبول کرنا کبھي اِس لیئے ہوتا ہی کہ اپنے واسطے حجت پکڑیں نہ کہ اِس لیئے کہ مخالف اُس سے ہم پر حجت کرے علاوہ اِس کے کلام زردستاني محمول اصول اور مقاصد کتاب کشف الغمہ پر ہی کہ جو مقصود بالذات ہی وہ مقبول اہل حق ہی نہ کہ وہ جو مقصود بالذات نہیں ہی وہ بھي مقبول ہی فقط چنانچہ اصل عبارت اِستقصاء کي یہہ ہی (اول) انکہ ازیں کلام زردستاني نہایت انچہ مستفاد میشود اینست کہ انچہ در کشف الغمہ مذکوراست انرا اہل حق ہم قبول مي سازند و رد و انکار آں نمي پردازند و ایں امر آخر است و بودن روایات کشف الغمہ از اجماعیات و اِتفاقیات اہل حق و اہل خلاف کہ مخاطب مدعي آنست امر آخر زیرا کہ مفہوم ثاني آنست کہ اہل حق در روایت ایں روایات شریک اند و از قبول کردن آں روایات ایں معني مستفاد نمي شود چہ قبول روایت بایں وجہ ہم متصور است کہ اہل خلاف روایت آں کردہ باشند و اہل حق قبول آں نمودہ باشند و قبول گاہے بایں معنيِ است کہ ایں روایت را صحیح میدانیم و انچہ دراں مذکوراست انرا حجت میگیریم و گاہے بایں معني کہ چوں باں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنم پس براي ایں امر قبولش کردہ‌ایم نہ بایں معني کہ خصم باں برما احتجاج نماید (دوم) انکہ کلام زردستاني محمول بر اصول و مقاصد آں کتاب است یعني انچہ دراں کتاب براي احتجاج و استدلال از اہل خلاف نقل فرمودہ و مقصود بالذات است مقبول اہل حق ہم‌است نہ اینکہ انچہ مقصود بالذات نیست و محض استطراد او تبعا نقل شدہ آنہم مقبول‌است و لیاقت حجیت برد اہل حق دارد حاشا و کلا *

لیکن صاحب استقصاء کي اِس تحریر کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اور اِس سے یہہ مشکل مسئلہ حل نہیں ہوتا یعني ہمارا یہہ قول ہی کہ مولف کشف الغمہ نے جو روایت لکھي ہی خواہ وہ اپنے یہاں سے لي ہو خواہ سنیوں سے وہ روایت وہي ہی جسکو علماء شیعہ نے بھي قبول کیا ہی اور اِس سے ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہہ روایت نعم الصدیق بھي مقبول علماء شیعہ ہی خواہ مولف موصوف نے اپنے کسي عالم کي کتاب سے نقل کي ہو خواہ ابن جوزي کے کسي نسخہ سے لي ہو اور اِس سے مجتہد صاحب کي وہ توجیہ کہ یہہ روایت ابن جوزي سے نقل کي ہی باطل ہوتي ہی اور صاحب استقصاء کي تحریر سے کچھہ مطلب حاصل نہیں ہوتا حقیقت میں وہ بیچارہ کیا کرے ایسي بردمات میں پڑگیا ہی

اي حضرات شیعه تم کو خدا کي قسم هی که ذرا غور کرو اور اِنصاف کو دخل دو که اِس بحث میں تمهارے علماء کس گرداب بلا میں پڑ گئے هیں اور کیسے بیدست و پا هو رهے هیں اور هر چند هاتهه پانوں مارتے هیں مگر منصود کے کنارے تک پهنچنے نهیں پاتے کوئي تو اِس روایت کے موجود هونے هي سے اِنکار کرتا هی کوئي موجود هونے کا تو اِقرار کرتا هی لیکن اُسکو سنیوں کے علماء سے نقل کرنا بیان کرتا هی کوئي اُسکو قبول هي نهیں کرتا کوئي قبولیت کے معنے گڈهه گڈهکر بیان کرتا هی اور حقیقت میں کوئي اپنا مقصد حاصل نهیں کر سکتا اور مثل الغریق یتشبث بکل حشیش † پر عمل کر رکها هی *

دوسرا قول بعضوں نے اِس روایت سے یهه جواب دیا هی که اگر صحت اِسکي تسلیم کیجاوے تو اِمام کا ابوبکر کي نسبت صدیق کهنا بنظر تخصیص اور تمئیز مخاطب کے هوگا بغیر تصدیق اُسکے مضمون کے جیسا که احقاق الحق میں قاضي نور الله شوستري نے لکها هی اوذکرالصدیق لاجل التخصیص والتمئیز للمخاطب من غیر تصدیق بمضمونه لیکن یهه قول باطل هی اِسلیئے که اگر اِمام حضرت ابوبکر رضي الله تعالی عنه کے نام کے بعد اُن کا لقب صدیق کهکر سکوت فرما جاتے تو حضرات شیعه کو اِس تاویل کي گنجایش تهي لیکن یهه تخصیص مخاطب کي بغیر تصدیق اُسکے مضمون کے آینده کے فقرے سے باطل هوتي هی اِسلیئے که جب سائل نے مُتعجبانه سوال کیا که یا حضرت آپ بهي اُن کو صدیق کهتے هیں تو اِمام اپني جگهه سے اُچهل پڑے اور کها که نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق که هاں وه صدیق هیں هاں وه صدیق هیں هاں وه صدیق هیں اور پهر اِسپر بهي قناعت نه کي بلکه یهه بهي فرمایا که (من لم یصدقه فلا صدق الله قوله في الدنیا والاخرة) که جو اُن کو صدیق نه کهے اُسکي خدا دنیا و آخرت میں تصدیق نه کرے اگر ایسے کلمات پر بهي حضرات شیعه یهه فرماویں که اِمام نے صرف مخاطب کے سمجهنے کے لیئے صدیق کها تها اور اُسکے مضمون کو تصدیق نه کیا تها تو یهه اُنهیں کو زیبا هی *

تیسرا قول جب حضرات شیعه نے یهه خیال کیا که یهه تاویل بهي باوجود موجود هونے جمله من لم یصدقه فلا صدق الله قوله في الدنیا والاخرة کے نهیں بنتي تب تیسري تاویل شروع کي که شاید حضرت امام علیه السلام نے ابوبکر صدیق کي نسبت جو کچهه فرمایا هی وه بنظر اِستهزا کے فرمایا هوگا جیسا که احقاق الحق میں لکها هی اوالاستهزاء کما في قوله ذق انک انت العزیز الکریم یعنے امام نے ابوبکر کو صدیق بنظر اِستهزا اور ٹهٹهه کے فرمایا جیسا که خدا نے دوزخیوں کي نسبت بهي عزیز اور کریم فرمایا هی اور بنظر اِستهزا کے اُن کي شان میں قرآن میں کها هی که چکهو تم بڑے عزیز اور کریم هو مگر یهه قول بهي باطل هی اِسلیئے که الفاظ کو معني حقیقي سے پهیرنے کے لیئے کوئي قرینه چاهیئے ورنه بغیر قرینے کے بلا قیاس الفاظ سے معني حقیقي مراد نه لینا جایز نهیں هی پس آیه کریمه میں وه قرینه موجود هی که اُوپر سے ذکر زقوم اور عذاب دوزخ کا هی اور خطاب بهي دوزخیوں سے هی اور چونکه دوزخي اول آپکو بڑا عزیز اور کریم جانتے تهے اِسلیئے اُن سے خطاب کیا گیا کما قال الله تبارک و تعالی ان شجرة الزقوم طعام الاثیم کالمهل یغلي في البطون کغلي الحمیم خذوه فاعتلوه الي سواء الجحیم ثم صبوا فوق راسه من عذاب الحمیم ذق انک انت العزیز الکریم اور اِس روایت کے کسي مقام سے کوئي ایسا قرینه پایا نهیں جاتا جس سے معلوم هو که امام نے بنظر اِستهزا اور ٹهٹهے کے یهه فرمایا هو اِسلیئے که اول تو سایل شیعه تها اُسکے سامهنے

† معنی ڈوبتا هوا آدمی تنکے کو پکڑتا هی

کیا فیصلہ کریگا یعنے کیا فتویٰ دیگا اور چونکہ صاحب استقصاء بھی منصف ھیں اور اُنکے والد ماجد مفتی تھے اِسلیئے وہ خود ھی برائے خدا اِسکا اِنصاف کریں اور اِس امر کو فیصل فرماویں *

تیسرے اگر یہہ امر تسلیم کرلیا جاوے کہ روایت کا قبول کرنا اپنے واسطے حجت انیکے لیئے ھی نہ کہ دوسرے کی حجت کرنیکے واسطے تو سب جھگڑا ھی طی ھو جاوے کوئی فریق کسی دوسرے پر کسی روایت کی سند نہیں لا سکتا اور یہی جواب دے سکتا ھی جیسا کہ صاحب استقصاء نے دیا ھی

کہ چوں ما بہ آں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے این امر قبولش کردہ ایم نہ باینمعنی کہ خصم بآں برما احتجاج کند *

چوتھے عام قاعدہ ھی کہ جب کسی فریق کی روایت یا خبر کی صحت تسلیم کیجاوے تو اُسکی جوابدھی صحت کے تسلیم کرنیوالے پر ایسی ھی ھوتی ھی جیسے کہ اصل روایت کرنیوالے پر چنانچہ قطع نظر معاملات دنیاوے کے ھم دینی سند بیان کرتے ھیں کہ اکثر باتیں توریت و اِنجیل کی ھماری کتابوں میں مذکور ھیں اور ھم اُن کو قبول اور منظور کرتے ھیں پس جب اُن روایتوں کی صحت ھم نے تسلیم کرلی تو اُسکی جوابدھی ھمارے ذمہ بھی ویسی ھی ھی جیسے کہ یہود اور عیسائیوں کے ذمہ پس اگر کسی روایت یا خبر کی نسبت جس کو ھم نے تسلیم کر لیا ھی کوئی اِعتراض کرے تو اُسکا ھم یہہ جواب دے سکتے ھیں جیسا کہ صاحب استقصاء نے دیا ھی کہ (چوں بہ آں بر بعض مطالب خود احتجاج میکنیم پس براے این امر قبولش کردہ ایم نہ باینمعنی کہ خصم بہ آں برما احتجاج کند) حقیقت میں ھم ایسا جواب نہیں دے سکتے اور اگر دیں تو کوئی مخالف اِسکو تسلیم نہیں کرسکتا *

پانچویں اگر کسی فریق مخالف کی کوئی روایت ھم نقل کریں اور اُسکو قبول کرنے سے کوئی غرض خاص ھووے اور اُس میں کوئی امر ایسا ھو جس کو ھم قبول نہ کرتے ھوں ھم کو لازم ھوگا کہ ھم اُسکے مطلب کو جو کہ ھمارے مفید ھو لیکر باقی عبارت کو چھوڑدیں یا اُسکی نسبت صاف لکھہ دیں کہ اِس روایت کا اِس قدر مضمون ھم کو تسلیم ھی اور باقی سے اِنکار ھی اگر ھم ایسا نہ کریں اور اُس روایت کو بلا اِنکار اُسکے کسی حرو کے قبول کرلیں تو پھر ھم اُس کی قبولیت سے اِنکار نہیں کرسکتے اِسی طرح پر اگر مولف کتاب کشف الغمہ کا اِس روایت کو کسی خاص مطلب کے واسطے قبول کرتا تو اُس کو اُسکا مطلب ھی کہہ دینا کافی تھا یا اصل روایت لکھکر اُس کے جزو نامقبول پر اشارہ کر دینا لازم تھا جب اُس نے ایسا نہیں کیا تو اب بعد چندیں سال توجیہ صاحب استقصاء کی کچھہ بکار آمد نہیں ھوتی *

چھٹویں یہہ قول صاحب استقصاء کا کہ کلام اردبیلی محمول بر اصول و مقاصد آں کتاب است نہ اینکہ ایچہ مقصود بالذات نیست آنہم مقبول است یہہ فقط قول ھی قول ھی نہ اِسکی کچھہ سند نہ اِس پر کچھہ حجت ھی ایسا دعوی بلا دلیل لایق سماعت کے نہیں ھی اگر مولف موصوف یہہ لکھدیتا کہ جو اصول اور مقاصد اِس کتاب کے ھیں وہ مقبول ھیں نہ وہ جو کہ مقصود بالذات نہیں ھیں وہ بھی مقبول ھیں تو بیشک ھم تسلیم کرتے لیکن جب کہ اُسنے یہہ قید نہیں کی اور اپنے کلام کو بنسبت کتاب کے مطلق چھوڑ دیا تو ھم بھی اُس سے فرد کامل مراد لینگے یعنے جو کچھہ اُس کتاب میں ھی خواہ مقصود بالذات ھو یا نہو وہ سب مقبول ھی *

دولت بني عباس بود از این دو بزرگوار این قدر از مسائل حلال و حرام و علم تفسیر و کلام و قصص انبیا و سیر و تواریخ و ملوک عرب و عجم و غیر آنها از غرائب علوم منتشر گردید که عالم را فرا گرفت و محدثان شیعه در اطراف عالم منتشر گردیده و پیوسته در مناظرات و مباحثات علماء بر جمیع فرق غالب بودند و چهار هزار کس از علماء مشهور از حضرت صادق روایت کرده اند و چهار صد اصل درمیان شیعه بهم رسید که اصحاب باقر و صادق کاظم علیهم السلام روایت کرده بودند (الی قوله) و به طریق معتبره منقول ست که قتاده بصري که از مفسرین مشهوره عامه ست بخدمت حضرت امام محمد باقر علیه السلام آمد حضرت فرمود توئي فقیه اهل بصره گفت بلے حضرت فرمود وای برتو ای قتاده حق تعالی خلق آفریده ست که ایشان را حجتهاے خود گردانیده ست بر خلق خود پس ایشان میخهاے زمین اند و خازنان علم الهی اند پس قتاده مدتے ساکت شد که یاراے سخن گفتن نه داشت پس گفت بخدا سوگند که در پیش فقها و خلفا و پادشاهان و ابن عباس نشسته ام و دل من نزد ایشان مضطرب نه شده چنانچه نزد تو مضطرب شده ست حضرت فرمود میدانی که کجائی در پیش خانه نشسته که حق تعالی در شان ایشان فرموده است که (في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه) قتاده گفت راست گفتي *

پس جب که بڑے بڑے مفسرین اور مشہور فقہا اور نامی علما کے مقابلے میں امام تقیہ نہ کریں اور اُن کو برا بھلا کہیں اور واے برتو اور مثل اُسکے اور کلمات عتاب کے فرمانے میں کچھہ تامل نہ فرماویں اور اُنکے شاگرد اور حاضرباش بڑے بڑے مجلسوں میں سنیوں سے مباحثہ کریں اور اُن کو ہراویں اور ہزاروں عالم اور سیکڑوں فقیہ اُن سے تعلیم پاویں تو کیونکر ہم اِس امر کو مانیں کہ ایسے زبردست امام حق کے مجلس میں آنے سے بڑے بڑے عالموں کے بدن میں لرزہ پڑ جاوے اور صورت دیکھنے سے اُنکا دل کانپنے لگے ایک سني کے سامھنے آنے سے ڈر جاویں اور خلفاء جور کي ایسي بڑي تعریف کرنے لگیں کیا وہ سایل حسنے حلیہ سیف کا سوال کیا تھا قتادہ بصري سے بھي بڑھکر تھا یا کوئي لشکر اور فوج لیکر امام سے مسئلہ پوچھنے آیا تھا کہ امام قتادہ سے تو نہ ڈرے اور اُس پر تو عتاب کیا اور سایل سے ڈرکر ابوبکر کو صدیق صدیق صدیق کہنے لگے ہمارے نزدیک تو اگر کوئي بادشاہ اور امیر بھي آتا تب بھي امام کلمہ حق کہنے سے درگذر نہ فرماتے اور جو کچھہ اُنکے دل میں ہوتا اُسکے خلاف ہرگز کچھہ بھي زبان سے نہ نکالتے اور یہہ صرف ہمارا خیال ہي نہیں ہے بلکہ اِسکا ثبوت شیعوں کي کتابوں سے ہوتا ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی حق الیقین میں لکھتے ہیں کہ در روایت دیگر معتبر وارد شده ست که در سالیکه هشام بن عبدالملک به حج رفته بود در مسجدالحرام دید که مردم نزد حضرت امام محمد باقر هجوم آورده اند و از امور دین خود سوال کنند عکرمه شاگرد ابن عباس از هشام پرسید که کیست اینکه نور علم از جبین اوساطع ست میروم که او را خجل کنم چون نزدیک حضرت آمد و ایستاد لرزه بر اندام او افتاد و مضطرب شد و گفت یا رسول الله من در مجالس بسیار نزد ابن عباس و دیگران نشسته ام این حالت مرا عارض نه شده حضرت همان جواب را فرمود†

† یعنی جواب قتادہ کو دیا تھا

استهزا کرنیکا کیا موقع تها دوسرے اُسنے اپني طرف سے کچهه استفسار بنسبت حضرت صدیق کے نه کیا تها بلکه اُسنے ایک مسئله فقهي پوچها تها که آیه حلیهٔ سیف کا جایز هی یا نهیں امام نے اُسکو جایز فرمایا اور اُسکي سند میں حضرت ابوبکر صدیق کا ذکر کیا جب اُس سایل کو تعجب هوا تو اُس کے تعجب دور کرنیکے لیئے حضرت نے کلمه نعم الصدیق مکرر سه کرر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تو یهه محل اور موقع کسي طرح پر استهزا کرنیکا نه تها اور لوفرضنا که کلمه نعم الصدیق بهي بنظر استهزا کے هو لیکن بعد اس کے جو حضرت نے فرمایا که من لم یصدقه الخ یهه کلمه استهزا اور تهتهه پر کس قرینه سے محمول کیا جاویگا اور اگر بغیر قرینه بلا قیاس کے ایسے کلمات طیبات استهزا اور سخریه پر محمول کیئے جاویں تو هر ملحد و زندیق هر آیه اورحدیث کي نسبت ایسا هي کهه سکتا هی فماهو جوابکم فهو جوابنا *

چوتها قول جب حضرات نے دیکها که یهه تاویل بهي نهیں بنتي اور امام کي نسبت استهزا اور سخریه کے منسوب کرنے سے کام نهیں نکلتا تب اپنے اُس معمولي تاویل سے پناه لي جو سنیوں کے هر حمله کے لیئے سپر بنائي گئي هی اور جو ناصبیوں کے هر حربه کے واسطے ڈهال مقرر کي گئي هی یعني تقیه جیسا که احقاق الحق میں برسبیل تنزل لکها هی (اوللتقیة عن السایل) اور مجتهد صاحب نے بهي اخیر پر طعن الرماح میں فرمایا هی (و لو نزلنا عن ذلک پس محمول بر تقیه خواهد بود) لیکن اس تاویل کي بهي گنجایش نهیں هی اسلیئے که الفاظ عبارت سے معلوم هوتا هی که سایل مومنین اور محبین سے تها ورنه جب امام نے حضرت ابوبکر کو صدیق کها تو اُسے کچهه تعجب نه هوتا اوروه یهه استفسار نه کرتا که آپ بهي ایسا کهتے هیں سایل کا تعجب کرنا اور امام کا غصه هوکر جواب دینا صاف اس امر پر دلالت کرتا هی که سایل سني نه تها جس سے ضرورت تقیه کرنیکي هوتي اور اگر سایل سني بهي هوتا تب بهي امام کا تقیه کرنا اور سني سے ڈرکر خلفاء جور کي تعریف کرنا خلاف شان امامت کے تها اسلیئے که امام باقر اور امام جعفر صادق علیهما السلام تقیه سے ممنوع تهے اور اُن کو تقیه کرنا جایز هي نه تها اور جو صحیفه خدا نے اُن پر بهیجا تها اُس میں اُن کو علوم کے منتشر کرنے اور مسائل شرعي کو بلا خوف و خطر ظاهر کرنیکي تاکید تهي اُن کو خدا نے مطمئن کر دیا تها اور اُنکے حق میں (فانک في حرز وامان) فرما دیا تها پس ایسي حالت میں امام کا ایک سني سے ڈر جانا اور اُسکے خوف سے ایک غاصب بلکه کافر کو صدیق کهنا اور باوجود اطمینان خدا کے جان و عزت کا اندیشه کرنا تعجب کا مقام هی *

علاوه بریں امام کي حالات پر بهي نظر کرنا اور اُنکے طور و طریقه کو بهي دیکهنا چاهیئے که آیا وه همیشه سنیوں سے ڈر جاتے تهے اور ناصبیوں کے خوف سے جهوٹهي تعریف صحابه کي کیا کرتے تهے یا کبهي اپني امامت کے جلال پر بهي آ جاتے تهے اور اپني شان صدق گوئي کو بهي ظاهر فرماتے تهے اگر یهه ثابت هو که کبهي کسي سني کے مقابلے میں حضرت نے اپنے عقیدے کو ظاهر نهیں کیا اور همیشه هر ایک سني کے رو برو تقیه کو کام فرمایا تو خیر اس حدیث کي نسبت بهي هم عذر تقیه کو تسلیم کر سکتے هیں اور اگر یهه امر معلوم هو که امام نے بڑے بڑے سنیوں کے سامهنے اظهار حق فرمایا هی اور بلا خوف اُنکے جو کچهه دل میں تها اُسکو ظاهر کر دیا هی تو پهر کیونکر هم اس حدیث کي نسبت عذر تقیه کو قبول کریں اب هم امر دویم کو کتب شیعه سے ثابت کرتے هیں ملا باقر مجلسي کتاب حق الیقین میں لکهتے

هیں که درزمان حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیهما السلام که او آخر زمان بني امیه و اوائل

پر آیندہ ثابت کرینگے تب تم کو معلوم ہوگا کہ امام کا ظاهر باطن ایک تها جو اُنکے دل میں هوتا تها
وهي زبان سے اِرشاد فرماتے تهے اگر تم همارے کہنے کو غلط سمجهو تو اپنے هي علما کے اقوال پر نظر کرو کہ
اُنهوں نے بهي ائمۂ کرام کي طرف سے ایسا هي لکها هی اور خود ائمه کي حدیث کو لکهکر اِس بات کو
صاف کر دیا هی چنانچه محدثین شیعه اِمام جعفر صادق علیه‌السلام کي حدیث میں لکهتے هیں که امام
علیه السلام نے فرمایا هی لاتذکروا سرنا بخلاف علانیتنا ولا علانیتنا بخلاف سرنا حسبکم ان تقولوا ما نقول وتصمتوا
عما نصمت الخ که همارا ظاهر و باطن ایک‌هی همارے باطن کو برخلاف همارے ظاهر کے هرگز نه کهو اور
نه همارے ظاهر کو مخالف باطن کے کهو بهي تمهارے واسطے کافي هی که جو هم کہتے هیں وهي تم بهي کهو
اور جس سے هم چپ رهتے هیں اُس سے تم بهي خاموش رهو پس ای حضرات شیعه اگر حقیقت میں
تم امام کے حکم پر عمل کرتے هو اور اُن کے کہنے پر چلتے هو تو اُنکے قول کو سنو اور اُسپر عمل کرو جیسا
اُنهوں نے حضرت ابوبکر کو صدیق کہا ویسا هی تم بهي چپ چاپ اُنکو صدیق صدیق کهو اور سوائے اِسکے
وہ بات جس سے اِمام نے سکوت فرمایا تم بهي اُس سے خاموش رهو *

پانچواں قول بعض حضرات شیعه یہه فرماتے هیں که امام علیه السلام ابوبکر کو کس طرح صدیق
کہتے اِس لیئے که یہه لقب خاص جناب امیر علیه السلام کا هی که خود حضرت امیر نے فرمایا هی
انا الصدیق الاکبر لایقول بعدي الاکذاب که میں صدیق اکبر هوں جو کوئي بعد میرے اِس لقب کو اپني
نسبت کہیگا وہ جهوٹها هی لیکن یہه فرمانا بهي حضرات کا اُنکے لیئے چند دلیلوں سے مفید نہیں *

پہلي دلیل حضرت امیر کے اِس قول سے خود اُن کا جواب ظاهر هی اِس لیئے که حضرت نے یہه
فرمایا که بعد میرے کوئي شخص صدیق نه هوگا اور جو کوئي اُسکا دعوی کرے وہ جهوٹها هی اور یہه فرمانا
دلالت اِس پر کرتا هی که حضرت امیر کے پہلے کوئي صدیق گذرا هی اور وہ کون هی حضرت ابوبکر صدیق
هیں رضي الله تعالی عنه *

دوسري دلیل اگر کوئي شیعه یہه کہے که سوائے حضرت علي کے اُن سے پہلے بهي کوئي صدیق
نہیں هوا تو اِسکا جواب هم اُنهیں کي کتابوں سے دے سکتے هیں وہ یہه هی که عیون اخبارالرضا وغیرہ
کتب حدیث میں اُنکے موجود هی که (ابوذر صدیق هذه الامة) پس جب ابوذر کي نسبت لفظ صدیق
کا مذکور هی تو تخصیص مرتضوي باقي نرهي *

تیسري دلیل یہه امر قابل دیکهنے کے هی که آیا حضرت ابوبکر رضي الله تعالی عنه حضرت علي سے
پہلے یہ لقب صدیق کے بین الصحابه مشهور تهے یا نہیں اور لوگ حضرت امیر کے سامهنے بلکه پیغمبر خدا
کے رو برو اُن کو صدیق کہتے تهے یا نہیں چنانچه بلفظه اِسکا ثبوت خود شیعوں کي کتابوں سے هوتا هی چنانچه
ایک عالم شیعي منهج المقال میں فضیل سے روایت کرتا هی که قال سمعت اباداود یقول حدثني بریدة
الاسلمي قال سمعت رسول الله صلي الله علیه و آله وسلم یقول ان الجنة مشتاق الي ثلثة فجاء ابوبکر فقیل له یا
ابابکر انت الصدیق و انت ثاني اثنین اذ هما في الغار فلو سألت رسول الله من هولاء الثلثة که بریدہ اسلمي روایت
کرتے هیں که میں نے پیغمبر خدا صلي الله علیه و آله و سلم سے سنا که حضرت نے فرمایا که جنت تین
آدمیوں کي مشتاق هی که اِس میں ابوبکر آئے لوگوں نے اُن سے کہا که ای ابوبکر تم صدیق هو اور تم

پس معلوم شد که از معجزات امام و شواهد امامت آنست که حق تعالی محبت ایشان را در دل دوستان و مهابت ایشان را در دلہاے دشمنان می افگند پس جب که هشام ابن عبدالملک سے ظالم بادشاه کے موجود ہونے پر امام کا رعب دشمن پر ہو جاوے اور امام کے خوف سے اُن کے بدن پر لرزه آ جاوے تو تعجب ہی که پھر امام ایک سنی کے رعب میں آ جاویں اور ایک ادنیٰ آدمی سے ڈر جاویں *

میں ہرچند غور کرتا ہوں اور بہت سوچتا ہوں لیکن حضرات شیعه رحمهم الله کی باتیں میری سمجھه میں نہیں آتیں اور امامت کی حقیقت تو فرشتے اور انبیا بھی نہیں سمجھے وه تو میں کیا سمجھه سکتا ہوں لیکن اُس کے ظاہری شواهد بھی میرے ذہن میں نہیں آتی که کبھی تو حضرات شیعه اماموں کو ایسا شجاع اور ذی رعب بنا دیتے ہیں که بادشاہوں اور ظالموں کو بھی مجال گفتگو کی اُنکے سامھنے نه تھی اور عالموں اور فقیہوں کو بھی جرأت بات کرنیکی اُن سے نہوتی تھی سب کو برا بھلا کہتے تھے اور لوگ چپ چاپ سنا کرتے تھے اور سواے درست اور بجا کے امام کے سامھنے کسی کی زبان سے کوئی لفظ نه نکلتا تھا اور کبھی حضرات شیعه اماموں کو ایسا خوف‌زده اور جبان ونعوذ بالله منه بنا دیتے ہیں که وه ایک ادنیٰ آدمی سے ڈر جاتے تھے اور اگر اُن کے مجلس میں ایک سنی بھی آ جاتا تھا تو وه چپ ہو جاتے تھے اور اُسکا ایسا رعب اُن پر چھا جاتا تھا که ایک بات بھی ایسی که جو اُس سنی کے عقیدے کے خلاف ہوتی تھی نه فرماتے تھے *

حقیقت میں یہه سب تہمتیں شیعوں کے اماموں پر ہیں وه تو نبی‌زادے اور رسول کے جان و جگر تھے اُن کی رگ رگ میں اُن کے جد کی عادات اور اخلاق کا اثر تھا اُن کی بات بات میں اُنکے نانا کے کلام کا جلوه ظاہر ہوتا تھا جس طرح اُن کا ظاہری جمال نمونه پیغمبر صاحب کے حسن کا تھا اِسی طرح اُن کا باطنی کمال سے کمالات نبوی کا ظہور ہوتا تھا اُن کا دل اُن کی زبان حضرت پیغمبر خدا علیه التحیه والثنا کے مانند یکساں تھی نفاق اور جھوٹھه اور حیله اور تقیه اُن کے کمالات کے حق میں ایک سخت عیب تھا کیونکر خدا ایسے لوگوں کو جو سراسر نور کے پتلے تھے ایسی کثافتوں سے پاک نرکھتا اور کس لیئے اُن پاک اِماموں کو جو سراپا طہارت کی صورت تھے ایسی نجاستوں سے دور نه رکھتا ای حضرات شیعه جن کی شان میں آیه تطہیر نازل ہوئی ہو جنکی پاکی پر پاکی نے قسم کھائی ہو جنکی صداقت پر صدق کو ناز ہو جن کی صورت اور سیرت پیغمبر کیسی ہو جن کے گہوارہ جنبانی جبرئیل امین کے متعلق ہو جنکی زیارت کو ملائکه عرش برس آتے ہوں جنکے قول وفعل پر دین و مذہب کا مدار ہو اُنہیں پر تم ایسی تہمتیں کرو اور خوف اور جھوٹھه اور حیله کو اُن پاک اِماموں کی طرف نسبت کرو ای بھائیو کیا محبت کے یہی معنے ہیں جو تم رکھتے ہو اگر امامت کی یہی شان ہی تو مسلمانوں کا کیا ذکر ہی کفر وترسا بھی نفرت کرینگے اور ایسی باتوں کو بھی سنکر سب الاماں الاماں پکارینگے اگر تم کو یہه شبہه ہو که ہمارے علما اور محدثین نے ایسی روایتوں کو لکھا ہی اور ایک گروه نے فقہا کے اُسکو نقل کیا ہی تو یہه شبہه ذرا سی غور سے رفع ہو سکتا ہی یعنے تم اُن لوگوں کی حالات پر غور کرو جو راوی تمہارے یہاں کی روایتوں کے ہیں اور مدار تمہارے مذہب کے احادیث کا ہی که وه سب کے سب جھوٹھے تھے اور اِمام اُن پر لعنت کیا کرتے تھے بلکه اِس کو ہم تمہاری ہی کتابوں سے اپنے موقع

کے اُس سے مراد رسول خدا هیں اور جس نے تصدیق کي اُن کي اُس سے مراد ابوبکر هیں فقط ۔اور جس نے پیغمبر خدا کي سچے دل سے سب سے زیادہ تصدیق کي هو اُسي کا لقب صدیق هی پس بفضلہ تعالیٰ خدا کي کتاب سے بهي ابوبکر صدیق کا صدیق هونا ثابت هو گیا والحمدللہ علي ذلک *

اب بهي اگر حضرات شیعہ ابوبکر صدیق رضي‌اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق نہ جانیں اور باوجود موجود هونے ثبوت اُنکے صدیقیت کے خدا کي کتاب اور رسول کے کلام اور امام کے اقوال سے اُن کي صدیقیت کي تصدیق نہ کریں اور خدا کي کتاب اور رسول اور ائمہ کے اقوال سے روگرداني کریں تو اب سواے اِسکے کہ هم بهي اُن کي نسبت وهي کہیں جو اِمام نے فرمایا هی کیا چارہ هی اِس لیئے هم اول تو نہایت منت اور عاجزي سے حضرات شیعہ کي خدمت میں عرض کرتے هیں کہ اي بهائیو ابوبکر صدیق کو صدیق سمجهو اُن کو پیغمبر صاحب کا دوست اور ثاني اثنین اذ هما في‌الغار جانو اور جس لقب سے اُنکو ائمہ کرام علیهم‌السلام نے یاد کیا هی اُسي لقب سے تم بهي یاد کرو اگر اِسپر بهي وہ کچهہ نہ سنیں اور اُن کو صدیق نہ کہیں تو هم پهر اِمام کے وعید کو اُنهیں سنائے دیتے هیں اور اُن کو رسوائي دنیا و آخرت سے ڈرائے دیتے هیں کہ هزار برس پہلے سے اِمام فرما چکے هیں کہ (من لم یصدقہ فلا صدق اللہ قولہ في‌الدنیا والاخرۃ) *

نویں شہادت

بیان حضرت عمر کے نکاح کا ساتهہ جناب ام کلثومؓ کے

یہہ بات ازروے کتب معتبرۂ شیعہ اور اهل سنت کے ثابت هی کہ حضرت عمر کا نکاح ساتهہ حضرت ام کلثوم کے هوا جو کہ خاص بیٹي حضرت فاطمہ علیهاالسلام کي تهیں اِس امر کے ثبوت سے چند فائدے ظاهر هوتے هیں *

اول اِس نکاح سے یہہ امر ظاهر هوتا هی کہ باهم حضرت علي اور حضرت عمر فاروق کے کچهہ عداوت نہ تهي بلکہ نہایت هي دوستي تهي اگر دوستي نہ هوتي تو حضرت علي اپني بیٹي کا وہ بهي وہ بیٹي جو کہ خاص حضرت فاطمہ کے بطن سے تهیں نکاح حضرت عمر کے ساتهہ نکرتے اور دشمن کو اپنے خاندان میں نہ لیتے *

دوسرے اِس سے یہہ بهي ثابت هوتا هی کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تهے ورنہ حضرت علي مرتضیٰ شیر خدا غالب علیٰ کل غالب مطلوب کل طالب مظهرالعجائب والغرائب اپني ایسي پیاري بیٹي کا نکاح اُنکے ساتهہ نہ کرتے اور اگر اُن کے ایمان اور عبادت اور زهد اور پرهیزگاري پر اطمینان کامل حضرت امیر کو نہ هوتا تو وہ کبهي اُنکو اپنا داماد نہ بناتے *

تیسرے اِس سے یہہ بهي معلوم هوتا هی کہ حضرت عمر نے کبهي کسي قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیر کو یا حضرت فاطمہ علیهاالسلام کو نہیں دیا اور کبهي کسي قسم کي دشمني یا عداوت اُنکے ساتهہ نہیں رکهي ورنہ ممکن نہ تها کہ حضرت امیر ایسے شخص کے ساتهہ جسنے اُن کو یا حضرت فاطمہ کو رنج دیا هوتا اِس نکاح کا هونا جایز رکهتے *

ثاني اثنين اذ هما في الغار هو تم پوچھو حضرت سے کہ وہ تین کون ھیں فقط. پس یہہ روایت اِس امر کي ثبوت کے لیئے کافي ھی کہ پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے زمانے میں سب اصحاب حضرت ابوبکر رضي اللہ تعالی عنہ کو صدیق جانتے تھے اور اِسي خطاب سے اُنکو یاد کیا کرتے تھے گویا صدیق اور ثاني اثنین اذ هما في الغار اُنکا خطاب اور لقب ہو گیا تھا *

اگر کسي شیعہ کو ان روایات سے بھي سیري نہووے اور وہ اِس روایت کي تائید اِمام کے دوسرے قول سے چاھیں اور یہہ پوچھیں کہ سواے اِس روایت نعم الصدیق کے اور بھي کبھي کسي اِمام نے ابوبکر کو صدیق کہا ھی تو اُسکا بھي ھم ثبوت دے سکتے ھیں اور جب تک کہ اچھي طرح بر حضرات شیعہ کو اطمینان نہو جاوے ھم اُن کي تسکین اور تسلی کے واسطے روایت اُنھیں کي کتابوں سے لانے سے دار نہیں رھیے چنانچہ ھم اِسکا ثبوت دیتے ھیں کہ اِسي کتاب کشف الغمہ میں اِمام جعفر صادق علیہ السلام کي ایک دوسري حدیث موجود ھی جس میں حضرت ابوبکر صدیق کے نام کے ساتھہ اِمام نے صدیق کا لفظ فرمایا ھی اور وہ یہہ ھی کہ اِمام فرماتے ھیں (ولدني ابوبکر الصدیق مرتین) اور طرفہ یہہ ھی کہ قاضي نور اللہ شوستري نے اگرچہ پہلي حدیث کے موجود ہونے سے کشف الغمہ میں اِنکار کیا تھا لیکن اِس حدیث کے موجود ہونے پر سکوت ھي فرمایا اور کچھہ زبان مبارک سے نہ نکالا اور حقیقت میں کہانتک تکذیب کرتے اور آفتاب پر کہانتک خاک ڈالتے آخر اِنکار کرتے کرتے تھک گئے اور سکوت اختیار کیا *

اگر اِس روایت کے بعد بھي کچھہ تشنگي باقي رھے تو حضرات شیعہ کو لازم ھی کہ خود جناب امیر علیہ السلام کے اقوال پر نظر کریں اور اُنکي زبان سے حضرت ابوبکر کي نسبت خطاب صدیق کا سنیں احتجاج طبرسي میں علامہ طبرسی جو کہ معتمدین علماء شیعہ سے ھیں لکھتے ھیں کہ حضرت امیر فرماتے ھیں کہ کنا معہ اي مع النبي صلي اللہ علیہ و آلہ وسلم علي جبل حراء اذ تحرک الجبل فقال لہ قر فانہ لیس علیک الانبي و صدیق و شہید کہ ھم پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھہ جبل حراء پر تھے کہ یکایک پہاڑ نے حرکت کي تب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ قرار پکڑ کوئي نہیں ھی تجھپر سواے نبي اور صدیق اور شہید کے اور دیکھنے کتب شیعہ سے ظاہر ھی کہ اُس وقت پیغمبر خدا صلي اللہ علیہ و سلم کے ساتھہ ابوبکر صدیق اور علي مرتضی تھے پس حضرت نے اپني ذات کے لیئے نبي اور حضرت ابوبکر کي نسبت صدیق اور حضرت علي کے حق میں شہید فرمایا اگر کوئي متعصب شیعہ کہے کہ اِمام کے اقوال سے اگرچہ حضرت ابوبکر کي نسبت لفظ صدیق کا معلوم ہوتا ھی لیکن اُس میں خیالات استہزاء اور تقیہ وغیرہ کے ھیں اِس لیئے اُن سے خاطر خواہ اطمینان نہیں ہوتا اگر خدا کي کتاب سے اُن کي نسبت اِس خطاب کا ہونا ثابت کر دیا جاے تو پھر کچھہ شبہہ نہ رھے چنانچہ ھم ایسے متعصب سخت کي بھي خاطر شکني گوارا نہیں کرتے اور اُس کے (لیطمئن قلبي) کے کہنے پر اِسکا ثبوت خدا کي کتاب سے بہ تصدیق مفسرین شیعہ کے پیش کرتے ھیں واضح ہو کہ تفسیر مجمع البیان طبرسي میں جو بشہادت معتبرین تفسیر شیعہ سے لکھا ھی کہ قال اللہ تبارک و تعالی والذي جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون کہ جو شخص آیا ساتھہ صدق کے اور جس نے تصدیق کي اُس کي وے ھي متقي ھیں اِس کي تفسیر میں علامہ موصوف لکھتا ھی کہ قیل الذي جاء بالصدق رسول اللہ و صدق ابوبکر عن ابي العالیہ والکلیني کہ جو شخص آیا ساتھہ صدق

قول کي تکذیب کے لیئے پیش کرتے هیں واضح هو که سید صاحب موصوف نے دو کتابوں میں اِسکا ذکر کیا هی ایک کتاب شافي میں مفصلا دوسرے تنزیه الانبیاء والائمه میں مجملا چنانچه هم نزهه اثنا عشریه سے جو جواب تحفه کا هی اُنکے قول کو نقل کرتے هیں سید مرتضیٰ علم‌الهدیٰ درکتاب تنزیه الانبیاء میفرماید فاما انکاحه فقد ذکرنا في کتاب الشافي الجواب عن هذا الباب مشروحاً و بینا انه علیه‌السلام ما اجاب عمر الي نکاح ابنته اِلا بعد توعد و تهدد و مراجعة و منازعة و کلام طویل ماثور اشفق معه من سوء الحال و ظهور ما لا یزال یخفیه الخ یعنے نکاح عمر کا ساتهه ام کلثوم کے جس کو اهل سنت عمر کي فضیلت میں شمار کرتے هیں جواب همنے اپني کتاب شافي میں بتفصیل دیا هی اور وهاں هم نے بیان کیا هی که حضرت امیر نے عقد اپني بیٹي کا عمر کے ساتهه به طیب خاطر قبول نهیں فرمایا بلکه یهه عقد بعد اِسکے هوا هی که عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست کي اور نوبت منازعت اور تخویف و تهدید کي پهنچي جب حضرت امیر نے دیکها که کار دین و ملت فاش هوتا هی اور دامن تقیه هاتهه سے نکلا جاتا هی اور حضرت عباس نے بهي بخیال فتنه و فساد کے سمجهایا تب بلا رضاء اور بغیر اختیار کے جناب امیر نے یهه نکاح کر دیا فقط اِس تحریر کو سید مرتضیٰ کے کوئي شخص جناب قبله و کعبه کے تحریر سے ملاوے اور اِس فقرے کو که مثل جناب سید مرتضیٰ که قریب العهد از زمان ائمه معصومین بود اِنکار بلیغ ازاں نموده تنزیه‌الانبیا کي عبارت مذکوره سے مقابل کرکے جناب اجتهاد مآب کے صداقت کي داد دے *

اگر کوئي شخص اِس تحریر پر بهي مجتهد صاحب کي صداقت میں شبهه نکرے تو خود اُنکے والد ماجد کي زبان سے اُنکي تکذیب هم ثابت کرتے هیں جناب مولوي سید دلدار علي صاحب قبله مواعظ حسنیه میں فرماتے هیں که سید مرتضیٰ نے فرمایا هی که تزویج ام‌کلثوم حضرت امیر کے اختیار سے نهیں هوئي اور بهت سے احادیث اُنهوں نے اِس قول کے ثبوت میں بیان کیئے هیں اور جب که باختیار حضرت امیر کے نکاح کا هونا ثابت نهیں هوا تو پهر محل اشکال باقي نه رها چنانچه محصل کلام مواعظ حسنیه کا کما نقل في ازالة الغین یهه هی سید مرتضیٰ گفته است که تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نه شده و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کرده و هرگاه باختیار حضرت امیر واقع نه شده محل اشکال نیست پس ان تحریرات سے صاف ظاهر هی که بیچاره سید مرتضیٰ حضرت عمر کے نکاح کا منکر نهیں هی بلکه اُسکا هونا قطعي اور یقیني جانتا هی هاں اُسکا هونا بخوشي خاطر جناب امیر کے اور برضامندي اُنکے بیان نهیں کرتا اور یهه امر آخر هی اور اِنکار وقوع اصل واقعه سے دوسرا امر هی مگر قربان صداقت پر جناب قبله و کعبه کے که ایسے دعوي کے کرنے میں جسکا غلط هونا محتاج به بیان نهیں هی بایں تقدس و اجتهاد کچهه لحاظ و خیال نه فرمایا *

غرضکه یهه قول مجتهد صاحب کا که سید مرتضیٰ نے وقوع نکاح سے اِنکار کیا هی خود سید مرتضیٰ کي تحریر سے اور خود اُنکے والد ماجد کے تقریر سے غلط ٹههرا لیکن یهه قول اُن کا که سواے اُنکے اوروں نے بهي اِنکار کیا هی کسي قدر صحیح هی چنانچه منجمله منکرین اِس قصه کے اگلے علماء شیعه میں سے ایک قطب‌الاقطاب راوندي مولف خرائج و جرائح هیں که اُنهوں نے دعویٰ کیا هی که اِس نکاح کا هونا پایه ثبوت کو نهیں پهنچا چنانچه اُن کے قول کو جناب مجتهد صاحب قبله نے کتاب مواعظ حسنیه میں نقل کیا هی اور ترجمه اُس کا یهه هی جسکو هم ازالة الغین سے نقل کرتے هیں گفت عرض نمودم بخدمت

بہر حال یہہ امر اخلاص اور اتحاد اور محبت پر باہم جناب امیر اور حضرت عمر کے ایسا شاهد عادل هی کہ کسي طرح پر بعد ثبوت اِس امر کے شیعوں کي زبان پر عداوت کا نام نهیں آ سکتا اور باوجود هزار سعي باطل کے کوئي عذر و حیله اُن کا اِس معاملے میں پیش نهیں جاتا کسي معاملے میں ایسے دق اور زچ نهیں هوئے جیسے که اِس معامله میں هوئے هیں حقیقت میں یہہ بحث لائق غور سے دیکھنے کے هی که حضرات شیعه نے عبدالله ابن سبا کے زمانے سے لیکر جناب قبله و کعبه کے وقت تک اِس معامله میں کیا کیا رنگ بدلے هیں اور کیسي کیسي توجیهات لا طائل کي هیں کسي نے اِس نکاح کے هونے هي سے اِنکار کیا هی کوئي امکلثوم کے بنت مرتضوي هونے هي کا منکر هوا هی کسي نے نکاح پر غصب کا اطلاق فرمایا هی کوئي بعد نکاح کے همبستر هونے سے ساتهه حضرت عمر کے منکر هوا هی کوئي کهتا هی که جنیه به شکل حضرت امکلثوم کے حضرت عمر کے پاس آتي تهي اور وہ همخواب هوتي تهي کسي نے اِسکو جناب امیر کے اعلی درجه کے صبر کا نتیجه کها هی کسي نے اِسکو تقیه پر تالا هی بهر حال هر شخص کا جدا ترانه اور هر متنفس کا نیا فسانه هی جس کے سننے سے فقط ایک همیں محو حیرت نهیں هیں بلکه اُنکي نغمه سرائي اور ترانه سنجي کو سن سنکر ایک عالم اپنے قابو سے نکلا جاتا هی اور وجد میں آ آ کر مرحبا اور احسنت پڑهتا هی شعر

اک هم هي تیري چالسے پستے نهیں صنم　　پامال کبک بهي تو هوئے کوهسار میں

اب میں علماء شیعه کے اقوال مختلفه کو بیان کرتا هوں *

پهلا قول بعض متعصب شیعوں نے اِس نکاح کے هونے هي سے اِنکار کیا هی اور اِس روایت کو بے اصل محض کهکر اپنا دامن چهوڑایا هی جیسا که مجتهد صاحب قبله و کعبه اپنے ایک رساله میں لکهتے هیں و انتساب تزویج حضرت ام کلثوم با بن الخطاب به ثبوت نه رسیده و مثل سید مرتضی که قریب العهد از زمان ائمه معصومین بود و غیر ایشاں اِنکار بلیغ ازاں نموده اند لیکن یهه دعوی مجتهد صاحب کا چند دلایل سے غلط معلوم هوتا هی *

پهلي دلیل جناب قبله وکعبه کا یهه اِرشاد فرمانا که جناب سید مرتضی نے جو که ائمه کے زمانے سے قریب تهے نکاح کے هونے سے اِنکار کیا هی صحیح نهیں هی اِسلیئے که سید مرتضی دو هیں ایک ابوالقاسم ثمانیني برادر رضي دوسرا سید مرتضی رازي صاحب تبصرة العوام پهلے سید صاحب تو قدماي متکلمین اور فقهاء شیعه سے هیں اور موافق تحریر شهید ثالث کے جو مجالس المومنین میں کي هی سنه ۳۵۵ هجري میں پیدا هوئے اور دوسرے میر صاحب اُن سے بهت پیچهے هوئے هیں پس وہ سید مرتضی جنکي نسبت مجتهد صاحب فرماتے هیں که (قریب العهد از زمان ائمه معصومین بود) منکر روایت نکاح نهیں هیں اور اُن کي تالیفات مثل شافي اور تنزیه الانبیاء والائمه اِس پر شاهد هیں معلوم نهیں که اُنکي طرف اِنکار روایت نکاح کو مجتهد صاحب نے کیونکر منسوب فرمایا اور اگر دوسرے سید مرتضی مراد هیں اور شاید اُنهوں نے اِنکار کیا هو تو اُنکي نسبت مضمون اِس فقره کا که (قریب العهد از زمان معصومین بود) صحیح نهیں هوتا *

اب هم اُن سید مرتضی کي تالیفات کو جو که زمانه معصومین کے قریب تهے مجتهد صاحب کے

چھٹھواں ثبوت   قول سید مرتضیٰ کا جو شافي اور تنزیہ الانبیاء میں لکھا ھی اور جس کو کشمیري نے اپني کتاب نزھۃ میں بجواب تحفہ کے اور مجتہد صاحب نے مواعظ حسنیہ میں نقل کیا ھی اور جسکو ھم اوپر بیان کر چکے انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الي نکاح ابنتہ الابعد توعد وتہدد الخ *

ساتواں ثبوت   کتاب کافي میں ملا یعقوب کلیني لکھتے ھیں کہ کسي نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس نکاح کا حال پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ ھو اول فرج غصبت منا کہ یہہ پہلي شرمگاہ ھی جو ھم اھل بیت میں سے غصب کي گئي ھی *

آٹھواں ثبوت   مصایب النواصب میں لکھا ھی کہ محدثین کا اِقرار ھی کہ یہہ نکاح جبر اور اکراہ سے ھوا *

غرض کہ روایت نکاح حضرت ام کلثوم شیعہ کي کتب احادیث اور اخبار اور فقہ اور کلام میں اِس کثرت سے مذکور ھیں کہ کسي طرح پر اُس سے اِنکار نہیں ھو سکتا اور ایسي متواتر خبر کو کوئي جھٹھلا نہیں سکتا اھل اِنصاف اِس فرقے کے تعصب و عناد کو دیکھیں اور اُن کي کم مم بیاني کو ملاحظہ فرماویں کہ باوجودیکہ خود ھي ائمہ کرام علیہم السلام سے اِس روایت کي صحت کا اِقرار کریں اور اپني احادیث کي کتابوں میں سنداً اُسکو روایت کریں اور اپنے فقہي مسایل کا اُس سے استخراج فرماویں اور نہ ایک شخص بلکہ خلفاً عن سلف و اباً عن جد بطور میراث کے اِس روایت کي صحت بہ سند صحیح نقل کرتے آویں اور اُسکي توجیہات سے سیکڑوں ورق سیاہ کریں اور پھر بھي بعض حضرات غیرت اور اِنصاف کو چھوڑ کر بیساختہ اِس روایت کے غلط ھونیکا دعویٰ کریں اور اُصل واقعہ کے منکر ھو جاویں اور یہہ نہ خیال کریں کہ اگر ایک دن یا ایک ھفتہ یا ایک مہینہ حضرت ام کلثوم نکاح میں حضرت عمر کے رھتیں اور کسي کو خبر نہ ھوتي اور اُسکي شہرت بدرجہ تواتر نہ پہنچتي تو شاید کوئي موقع اِنکار یا تکذیب کا ھوتا لیکن جب سالہا سال حضرت ام کلثوم زینت افزاي خانہ فاروق ھوئي ھوں اور تا حیات اُنکے اُنکے نکاح میں رھي ھوں اور اُن سے اولاد بھي ھوئي ھو اور اُنکے بیٹے کا نام بھي زید بن عمر خطاب رکھا گیا ھو اور بعد حضرت عمر کے مرنیکے اُنکا نکاح جعفر طیار سے ھوا ھو تو ایسے متواتر اخبار کو کون چھپا سکتا ھی اور آفتاب روشن کو کفدست سے کون پوشیدہ کر سکتا ھی ھم نے یہہ جو کچھہ بیان کیا اِس میں نہ اپنے عالموں کے قول کو نقل کیا ھی نہ اپني کتابوں کي سند لائے ھیں جو کچھہ حضرات شیعہ نے فرمایا اور جو کچھہ اُنکے محدثین اور علماء نے تحریر کیا وھي ھم نے نقل کیا اور اُسي سے ثبوت نکاح کا دیا پس اگر باوجود اِس ثبوت کے بھي کوئي اِس نکاح سے اِنکار کرے تو وہ تواتر کا منکر ھی *

دوسرا قول   جب کہ علماء اعلام شیعہ نے دیکھا کہ اِنکار کرنا اِس روایت سے آفتاب پر خاک ڈالنا ھی اور اُسکو غلط اور جھوٹھہ کہنا مقولہ (دروغ گویم برروئیتو) پر عمل کرنا اِسلیئے اُسکي توجیہ پر توجہ فرمائي اور دوسرے طور سے اِس فضیلت کے ابطال پر کمر ھمت باندھي اگرچہ اُن بزرگوں نے نہایت ھي سعي و کوشش کي اور ھر طرح کي توجیہ اور تاویل فرمائي لیکن اُس سے بجاے فائدے کے نقصان ھي ھوتا گیا اور بعوض قایم رھنے اصول مذھب تشیع کے اُس میں خلل ھي بڑھتا گیا کاش وہ اِنکار ھي کرتے جاتے اور گو اُنکے محدثین و علماء جھوٹھے ھوتے بلا سے مگر کبھي اُسکي صحت کا اِقرار نہ فرماتے تو بہتر ھوتا اِسلیئے کہ جو توجیہات اِس نکاح کے معاملہ میں کي گئي ھیں اُن کے دیکھنے سے ھر شخص مذھب تشیع سے نفرت کرتا ھی اور اُنکے سننے سے ھر مسلمان کے دل میں ایک جوش غیرت کا پیدا ھوتا ھی اور طرفہ

حضرت صادق علیه السلام که مخالفین برما حجت مي آرند و میگویند که چرا علي دختر خود را بخلیفهٔ ثاني داد پس حضرت صلوات الله علیه که تکیه کرده نشسته بودند درست نشسته فرمودند که آیا چنیں حرفها مي گویند بدرستیکه قومے چنیں زعم میکنند لا یهتدوں سواءالسبیل لیکن یهه دعوی قطب الاقطاب صاحب کا سراسر باطل هی اور بروایات ائمه کرام نکاح کا هونا ثابت هی چنانچه هم اُس کو اُنکے کتب احادیث اور فقه اور کلام سے ثابت کرتے هیں *

ثبوت نکاح حضرت ام کُلثوم کا ساتهه حضرت عمر فاروق کے

پهلا ثبوت قاضي نورالله شوستري نے مجالس المومنین میں اِس نکاح کا اِقرار کیا هی اور اِن لفظوں سے اُسکي صحت کو اِظهار فرمایا هی اگر نبي دختر به عثمان داد ولي دختر به عمر فرستاد *

دوسرا ثبوت شرایع جو مشهور کتب فقهیه شیعه سے هی اُسکا شارح ابوالقاسم قمي شرح شرایع میں جس کا نام مسالک هی صاحب شرایع کے اِس قول کے نیچے که یجوز نکاح العربیة بالعجمي و الهاشمیة غیر الهاشمي و بالعکس فرماتا هی که زوج علي بنته ام کلثوم من عمر که نکاح کیا علي نے اپني بیتي ام کلثوم کا ساتهه عمر کے *

تیسرا ثبوت ابوالحسن علي بن اسماعیل شیعي اثنا عشري جس کي نسبت اِمام اعظم امامیه کے خلاصة الاقوال میں فرماتے هیں که وهي پهلا شخص هي جس نے موافق قاعدهٔ علماء کلام کے مذهب اهل بیت کے اثبات میں گفتگو کي هی وه بهي اِس نکاح کے هونے کا مقر هی چنانچه اُس کے اِس قول کو قاضي نورالله شوستري نے مجالس المومنین میں نقل کیا هی اور هم ازالة الغین سے اُسکو نقل کرتے هیں اورا از چند امر پرسیدند که از آنجمله مقدمه نکاح خلیفه ثاني است جواب داد که دادن دختر به عمر که جناب امیرالمومنین را اتفاق افتاد بایں جهت بود که اِظهار شهادتیں مي نمود و زبان اِقرار به فضیلت رسول مي کشود و دراں باب غلظت و فظاظت او نیز مسطور بود *

چوتها ثبوت مجالس المومنین میں لکها هی که بعد وفات حضرت عمر رضي الله تعالی عنه کے ام کلثوم کا دوسرا نکاح ساتهه محمد ابن جعفر طیار کے هوا وهذه عبارته محمد بن جعفرالطیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاهرت حضرت امیر المومنین مشرف گشته ام کلثوم را که از وي اکراه درحباله عمر بود تزویج نمود *

پانچواں ثبوت تهذیب میں جو نهایت معتبر کتاب حدیث کي مذهب امامیه میں هی لکها هی که حضرت عمر کي اولاد ام کلثوم کے بطن سے هوئي اور ایک بیتا پیدا هوا جس کا نام زید بن عمر تها اور یهه روایت به سند ائمه کرام کے اُس محدث نے بیان کي هی کما قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمي عن القداح جعفر عن ابیه علیهم السلام قال مات ام کلثوم بنت علي علیه السلام و ابنها زید بن عمر الخطاب في ساعة واحدة ولا یدري ایهما هلک قبل فلم تورث احدهما من الاخر وصلي علیهما جمیعا *

ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نه شد الی قوله بالفرض اگر باختیار هم باشد عقل اس را قبیح نمي داند که
نکاح با مخالفین جایز باشد بلکه عقل تجویز میکند که حضرت حق تعالی مباح سازد براے ما نکاح کردن را با
کفار چه قباحت نکاح با کفار عقلي نیست مثل قباحت ظلم و قتل و امثال آں و چه گونه عقلي باشد و حالانکه
معلوم است که پیغمبر خدا صلي الله علیه و آله و سلم دختر خود را با کفار تزویج کرده وهرگاه حقیقت حال
چنیں باشد پس چه قباحت است درینکه جناب امیر علیه السلام تزویج نمایند دختر خود را با کسیکه به
ظاهر مسلماں باشد *

تیسري سند قاضي نورالله شوستري مصایب النواصب میں لکھتے هیں که صاحب استغاثه فرماتے
هیں که ایک مخالف نے پوچھا که کیا سبب هی که امیرالمومنین علي علیه السلام نے اپني بیٹي کا نکاح
عمر بن خطاب سے کر دیا هم کہتے هیں که همکو خبر دي هی ایک جماعت نے همارے مشایخ ثقات سے جن
میں سے جعفر بن محمد بن ملک کوفي هیں اُنہوں نے احمد بن فضل سے اُنہوں نے محمد بن ابي عمیر
سے اُنہوں نے عبدالله بن سنان سے که میں نے سوال کیا امام جعفر سے بابت نکاح ام کلثوم اُنہوں نے
جواب دیا که (هو اول فرج غصبت منا) که یهه پہلي فرج شی حو هم سے غصب کي گئي هی اور یهه خبر
مطابق اُس خبر کے هی جسکو همارے مشایخ نے بابت نکاح ام کلثوم کے ساتهه عمر کے روایت کیا هی
اور وہ یهه هی که عمر نے عباس کو حضرت علي علیه السلام کے پاس بھیجا اور درخواست کي که نکاح
ام کلثوم کا اُنکے ساتهه کر دیا جاوے حضرت امیر نے اِنکار کیا جب حضرت عباس یهه خبر عمر کے پاس
لائے تب عمر نے کہا که اگر علي میرے ساتهه نکاح اپني بیٹي کا نه کر دینگے تو میں اُن کو قتل کرونگا
تب پھر حضرت عباس حضرت علي کے پاس آئے اُنہوں نے تب بھي اِنکار کیا یہاں تک که آخر حضرت
عباس نے حضرت علي سے کہا که اگر تم نکاح نہیں کرتے هو میں کیئے دیتا هوں اور تم کو قسم دیتا هوں
که میرے قول فعل کے خلاف نه کرنا اور یهه کہکر حضرت عباس عمر کے پاس گئے اور کہا که نکاح تمهارا
ام کلثوم کے ساتهه هوا جاتا هی پس عمر نے آدمیوں کو جمع کیا اور کہا که یهه عباس چچا علي کے هیں
اور علي نے اپني بیٹي ام کلثوم پر اُنکو اِختیار دیا هی اور اُن کے نکاح کر دینے کے ساتهه میرے اِجازت دي
هی پس حضرت عباس نے نکاح ام کلثوم کا ساتهه عمر کے کر دیا اور بعد تهوڑي مدت کے اُن کو عمر کے
گھر بهیج دیا فقط اِس روایت کو لکھکر قاضي صاحب اُسي کتاب میں فرماتے هیں که اصحاب حدیث
اِس روایت کو قبول نہیں کرتے لیکن اِس میں خلاف نہیں هي درمیان اُنکے که عباس نے ام کلثوم کا
نکاح ساتهه عمر کے کر دیا بعد بہت سے جھگڑے قصے کے پس میں کہتا هوں که جس کسي نے اِس حکایت
سے اِنکار کیا هی اُسکا مطلب یهه هی که حضرت عباس نے ام کلثوم کا نکاح ساتهه عمر کے نہیں کیا مگر به
سبب اُسکے که جسکو همارے مشایخ نے روایت کیا هی اور وہ مطابق اُس روایت کے هی جو که اِمام
صادق علیه السلام سے مروي هی که حضرت امام نے فرمایا (هو اول فرج غصبت منا) که یهه پہلي شرمگاه
هی حو هماري غصب کي گئي† *

† یهه ترجمه اُردو هی قاضي نورالله شوستري کے کلام کا اور ترجمه فارسي اُسکا علي ما هو مذکور في
ازالة الغین یهه هی وصاحب استغاثه گفته که قائلے از اهل خلاف گفته که علت چیست در تزویج امیرالمومنین

یہہ ھی کہ جتنی زیادہ توجیہات کرتے ھیں اور جس قدر زیادہ تاویلات بیان فرماتے ھیں اُن سے اُنھیں کے اصول و عقاید کی برائی کا اور ثبوت ہوتا جاتا ھی شعر

مرض عشق پر رحمت خدا کی — مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور زیادہ تر تعجب اِسپر ھی کہ باوجود اِسکے کہ خود اُنکے دلوں میں یقین اِسکا ھی کہ یہہ توجیہات باطل اور تاویلات لا طایل اُنکے دین کی برائی ثابت کرنیوالے اور لوگوں کو اُنکے مذھب سے نفرت دلانیوالے ھیں مگر باانھمہ علم و فضل اُس سے باز نہیں رھتے اور بایں تقدس و اجتھاد ھل من مزید ھل من مرید کہکر اوؔر بڑھاتے جاتے ھیں اور اپنے معائب کو ظاھر کرتے جاتے ھیں ھمکو اُنکے علما اور فضلاء کی تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر نہایت ھی حیرت ھوتی ھی کہ بارخدایا اُنکی عقل پر کیسا پردہ پڑ گیا اُنکے حیا و غیرت کو کون لیگیا کہ ایسے بے غیرتی کے کلمات زبان پر لانے سے شرم نہیں کرتے اور ایسی عار و ننگ کی باتوں کو ائمہ کی طرف منسوب کرنے سے لحاظ نہیں فرماتے دین محمدی کو تو خراب ھی کر چکے مذھب اِسلام کو بھی بگاڑ چکے اصحاب نبوی کو بھی کافر اور منافق کہہ چکے ایک اھل بیت رہ گئے تھے جنکے مزید محبت کا دعوی کرتے تھے جنکے فضایل کا اِقرار فرماتے تھے کہ اُسکو بھی در پردہ کھو دیا اُن کے فضائل کو بھی ایسی بے غیرتی کے کلمات کو اُنکی طرف منسوب کرکے معائب سے بدل دیا اور یہہ سب کچھہ تو کر چکے اور ھنوز اِیمان کے دعوی میں ثابت قدم ھیں معلوم نہیں کہ اِنکا اِیمان اور محبت کیا کیا نتیجے دکھلائیگی شعر

دل بردی و دین و جان شیرین — وین طرفہ کہ باز در کمینی

اب ھم اُس قول کو بیان کرتے ھیں جو حضرات شیعہ نے بعد قبول کرنے صحت نکاح کے اِرشاد فرمایا ھی اور اُسکو ائمہ کرام کی طرف (وحاشا جنابھم عن ذلک) منسوب کیا ھی وہ قول یہہ ھی کہ حضرات فرماتے ھیں کہ نکاح امکلثوم کا ساتھہ حضرت عمر کے جناب امیر کی رضا اور خوشی سے نہیں ھوا بلکہ عمر فاروق نے جناب امیر کو تنگ کیا اور اُن کو ڈرایا اور ھر قسم کا خوف دیا اور اُن پر نہایت درجہ تشدد کیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ نوبت خونریزی کی پہنچے تب حضرت عباس پیغمبر خدا علیہ التحیہ والثنا کے چچا نے حضرت امیر علیہ السلام کو دبا کر بخیال نہ ھونے فتنہ و فساد کے یہہ نکاح کر دیا پس اِس نکاح سے برائی عمر کی ثابت ھوتی ھی *

چنانچہ اِس قول کے ثبوت میں ھم چند سندیں علماء شیعہ کے بیان کرتے ھیں *

پہلی سند سید مرتضی علم الہدی کتاب تنزیہ الانبیا میں فرماتے ھیں فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ھذا الباب الخ یعنے حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح ساتھہ عمر کے منظور نہیں کیا مگر بعد اِسکے کہ عمر نے اُنکو دق کیا اور ڈرایا اور جھگڑا مچایا جب حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ فتنہ و فساد ھوا چاھتا ھی تب حضرت امیر سے اِس کام کو اپنے اختیار میں لے لیا اور ام کلثوم کا نکاح ساتھہ عمر کے کر دیا اور یہہ ھم بیان کر چکے ھیں کہ شرع میں ھرگز ممنوع نہیں ھی کہ بجبر و اکراہ لڑکی کا نکاح اُس شخص کے ساتھہ کر دیا جاوے جسکے ساتھہ حالت اِختیار میں جایز نہ ھوتا خصوصاً عمر جیسے آدمی کے ساتھہ کہ وہ اِسلام بھی ظاھر کرتا تھا اور تمام شریعت کا پابند تھا *

دوسری سند مواعظ حسنیہ میں مجتھد صاحب فرماتے ھیں کما نقل فی ازالۃ الغین کہ تزویج

حضرت عباس کا هی وهي فعل حضرت علي کا سمجهنا چاهيئے پس گو يهه نکاح حضرت عباس نے کر دیا هو مگر جب که وہ وکیل اور مختار جناب امیر کے هوئے تو یهه نکاح باجازت جناب امیر کي سمجهنا چاهيئے اور اگر حضرت علي نے حضرت عباس کو اجازت نهیں دي اور وکیل نهیں بنایا تو بلا اجازت اُنکے حضرت عباس کا وکیل و مختار هونا جابر نه ٹهہرا اور اِس سے سخت اِلزام حضرت عباس پر آتا هی اور غصب کرنے میں معین اور مددگار هونا اُن کا ثابت هوتا هی اور پهر نکاح کا هونا بلا اجازت ولي کے لازم آتا هی اور اُسکا عدم جواز شرعاً و عرفاً ظاهر هی اور اِس سے جو کچهه نتیجه حاصل هوتا هی وہ عقلا کو معلوم هی *

خدا حضرات شیعه کو ذرا عقل و اِنصاف عطا فرماوے اور تهوڑي سي غیرت اور شرم عنایت کرے که وہ اِن اقوال کے نتایج پر غور کریں اور جو جو خرابیاں اُن میں هیں اُن پر نظر فرماویں بار خدایا یهه کیسے درست اهل بیت کے هیں اور اُن کي فضیلت اور بزرگي کے کیسے قایل هیں که ایسي باتیں اُنکي طرف منسوب کرتے هیں اور محبت کے پردہ میں اُن کي برائیاں بیان کرتے هیں خدا کے لیئے کوئي اِنصاف کي آنکهه کهولکر دیکهے که وہ کیا کیا تهمتیں ائمه کے اُوپر کرتے هیں اور ذرا گوش هوش سے پنبهٔ غفلت نکالکر سنے که یهه حضرات کیسي برائیاں اهلبیت اطهار کي بیان کرتے هیں (نعوذ بالله من هفواتهم و من سوء عقیدتهم اللهم احفظنا من شرور انفسهم و من سیات اعمالهم) *

چوتهي دلیل اگر هم تسلیم کریں که حضرت علي دل سے راضي نه تهے که نکاح هووے لیکن حضرت عباس کے سمجهانے سے راضي هوئے اور وہ رضامندي بهي کچهه خوشي سے نه تهي بلکه مجبوري سے تو اِس سے بهي وهي اِلزام حضرت علي پر عاید هوتا هی جس کے بچانے کے لیئے یهه بناوٹ کي گئي هی یعنے خوف سے جان کے حضرت عباس کے کهنے کو به مجبوري قبول کر لیا اور جان بچانے کے لیئے عزت دینا گوارا فرمایا و نعوذ بالله من ذلک اور اگر خوف جان نه تها تو ایسے معاملے میں جس میں عزت و آبرو کي هتک هووے اور جس سے خاندان اهل بیت کو بٹه لگے کهنا حضرت عباس کا ماننا ضرور نه تها بلکه لازم تها که اپنے اِنکار پر اصرار فرماتے اور هزار عباس سمجهاتے ایک بات بهي اُن کي نه سنتے بلکه صاف کهتے که چچا تم کو بایں بزرگي کیا هوا هی جو ایسي سفارش کرتے هو اور همیشه کے لیئے اهل بیت اطهار میں داغ لگاتے هو عمر ایک کافر یا منافق یا مرتد یا غاصب یا خاین هی کیونکر مجهسے هو سکتا هی که اپني بیٹي وہ بهي فاطمه کے بطن سے جس کي اولاد کو پیغمبر خدا نے اپني اولاد فرمایا هی اور جسکے بیٹوں بیٹیوں کو سرور انبیاء نے اپنا بیٹا بیٹي کها هی ایک کافر یا منافق کو دے دوں اور پیغمبر خدا اور فاطمه زهرا کي روح کو ایذا دوں اور اگر عمر فاروق نه مانتے اور جبر کرنے هي پر آماده هوتے تو لازم تها که اسداللهي دکهلاتے ذوالفقار کو میان سے باهر نکالتے عرش سے اُتري هوئي تلوار کي جوهر دکهلاتے مرحب و انتر کي طرح غصب کرنیوالوں کے ایک ایک وار میں دو دو ٹکڑے کرتے آخر وہ تلوار جس نے جبریل امین کے پر کاٹے اور وہ ذوالفقار جس نے جعفر جني کے دو ٹکڑے کیئے کس دن کے لیئے تهي اور وہ شجاعت و مردانگي جو بدر و حنین میں کفار کو دکهلائي اور وہ قوت جو جنگ خیبر میں ظاهر فرمائي کس روز کے واسطے رکهه چهوڑي تهي براے خدا کوئي اِس عقل کے دشمن فرقے سے پوچهے که اِس سے زیادہ شیر خدا کے حق میں دوسري هتک اور بیحرمتي کي بات کیا هوگي که اُن کي بنات طیبات کو بجبر و اکراہ کافر فاسق لینے پر

الحاصل اِن روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علي نے اپني خوشي سے نکاح نہیں کیا بلکہ حضرت عباس نے بزبردستي نکاح کر دیا لیکن یہہ قول باطل ہی چند دلیلوں سے *

پہلي دلیل اگر ہم تسلیم کریں کہ حضرت علي نے خود نکاح نہیں کیا بلکہ حضرت عباس کو اختیار دے دیا اور اُنہوں نے نکاح کر دیا لیکن اِس سے اصل نکاح کے ہونے میں کچھہ شبہہ نہ رہا اگر حضرت امیر ام کلثوم کے باپ تھے تو حضرت عباس بھي ام کلثوم کے دادا ہوتے تھے اگر باپ نے نکاح کیا نہ سہي اُنکي اِجازت سے دادا نے نکاح کر دیا اصل مطلب جو ہم ثابت کرتے ہیں وہ ثابت ہو گیا *

دوسري دلیل حضرت عمر رضي الله تعالیٰ عنه لایق زوجیت ام کلثوم کے تھے یا نہ تھے اگر لایق زوجیت کے نہ تھے تو حضرت عباس پر جو کہ حضرت علي مرتضیٰ جناب سید الانبیاء کے چچا تھے اُن پر معاذ الله سخت اِلزام عاید ہوتا ہی کہ اُنہوں نے فاطمه کي بیٹي پیغمبر خدا کے پوتی کا نکاح ساتھہ ایسے شخص کے کر دیا جو کہ صلاحیت زوجیت کي نہیں رکھتا تھا اور جو اِیمان اور زہد و تقویٰ سے بھي بري تھا پس جو اِلزام حضرت علي کي ذات پر (و حاشا جنابه عن ذلک) موافق اصول شیعه کے ہوتا ہی وہي حضرت عباس اُنکے چچا پر ہوگا *

تیسري دلیل وکیل اور مُختار ہونا حضرت عباس کا طرف سے حضرت علي کے معامله تزویج میں اِن روایات سے بھي ثابت ہوتا ہي پس شرعاً و عرفاً فعل وکیل عین فعل موکل ہی اِسلیئے جو فعل

علیه‌السلام ابنه خود را بعمر ابن‌الخطاب و ما میگوئیم که خبر داده‌اند ما را جماعتی از مشایخ ثقات ما از یشان جعفر بن محمد بن ملک کوفي‌ست از احمد بن فضل از مُحمد ابن ابي عمیر از عبدالله بن سنان گفت سوال کردم جعفر بن محمد صادق را علیه‌السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجي است که غصب کرده شد از ما و این خبر مشاکل آن خبریست که روایت کرده اند آنرا مشایخ ما در تزویج عمر از ام کلثوم و آن اینست که در خبر است که عمر عباس را نزد علي فرستاد و سوال کرد که تزویج کند ام کلثوم باو پس آنحضرت امتناع کرد و چون عباس باز گشت و خبر امتناع علي علیه‌السلام بعمر رسانید پس عمر گفت اي عباس آیا تانف میکند علي از تزویج من والله اگر تزویج نکند اورا خواهم کشت پس عباس باز آمد بسوي علي و آن حضرت در مقام امتناع استاد پس خبر داد عباس عمر را او گفت ای عباس حاضر شو روز جمعه در مسجد و قریب به منبر باش و بشنو انچه مذکور خواهد شد پس خواهي دانست که من قادرم بر قتل او اگر اراده کنم پس حاضر شد عباس در مسجد چون عمر فارغ از خطبه شد گفت اي مردم درینجا مردمي از اصحاب رسول خدا صلي الله علیه و آله و سلم هست که زنا کرده و او محصن است و مطلع شده برآن امیرالمومنین تنها شما درینباب چه میگوئید پس مردم از هر جانب گفتند که هرگاه امیرالمومنین اطلاع یافته باشد چه حاجت است که مطلع شود برآن غیر او باید که امضا کند حکم خدا را درو چون از مسجد باز آمد بعباس گفت برو نزد علي و معلوم او کن انچه شنیدي پس والله اگر نکند من میکنم پس عباس نزد علي رفت و انچه شنیده بود بسمع آن حضرت رسانید علي فرمود من میدانم که این نزد او آسان است و من نیستم که بکنم انچه او التماس میکند پس عباس گفت اگر نمیکني من میکنم و قسم میدهم ترا که مخالفت قول و فعل ما نمائي پس عباس نزد عمر رفت و گفت که میکند انچه اراده کرده پس جمع کرد عمر مردم را و گفت این عباس عم علي ابن ابیطالب است و او امر ابنه خود امکلثوم را باو راجع کرده و امر کرده او را که تزویج کند از براي من پس تزویج نمود عباس و بعد از اندک مدتی نزد عمر فرستاد و اصحاب حدیث این روایت را قبول نکرده‌اند لیکن خلافی نیست میان ایشان درینکه عباس تزویج نموده امکلثوم را بعمر بعد از طول مطالبه و مدافعه پس میگوئیم کسے را که انکار کرده این حکایت را از فعل عمر آنکه تزویج عباس امکلثوم را نبود مگر از جهت چیزیکه روایت کرده‌اند از مشایخ ما چنانچه حکایت کردیم و این مشاکل روایتے ست که از صادق علیه‌السلام کرده‌اند که گفته که این اول فرجي است که از ما غصب کرده‌اند *

مولانا و بالفضل اولانا مولوي علي بخش خانصاحب اپنے ایک رسالے میں اُسکي نقل کرتے ھیں اُس سے ھم منتخب کر کے مشتاقین کو سناتے ھیں وھوھذہ ملا باقر مجلسي نے حیات القلوب میں لکھا ھی

که ابو جعفر طوسي به سند معتبر روایت کردہ از امام صادق که صهیله مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابوطالب و عبدالله ابناے عبدالمطلب بود عبدالمطلب با او مقاربت کرد که عباس ازاں بهم رسید زبیر با عبدالمطلب دعوی کرد و به پرخاش بر آمد که ایں کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است تو بے رخصت او با او مقاربت کردي و ایں فرزندے که بهم رسید یعنے عباس بندهٔ ماست پس عبدالمطلب اکابر قریش را به شفاعت نزد وے فرستاد که تا آنکه زبیر راضي شد که دست از عباس بردارد بشرطیکه نامه نوشته شود که عباس و فرزندانش در مجلسے که ما و فرزنداں ما نشسته باشند نه نشیند و در هیچ امرے باما شریک نه شود و حصه نه برد پس بایں مضمون نامه نوشته شد و اکابر قریش مهر کردند و ایں نامه نزد ائمه علیهم السلام بود *

پس اِس روایت سے صاف ثابت ھوا که حضرت عباس معاذ الله معاذ الله کنیزک زادے اور توبه توبه ولدالزنا تھے اور اُن کی کنیزک زادگي وغیرہ کي سند مهري دستخطي ائمه کے پاس موجود تھي شاید اِسي سبب سے حضرت عباس نے حضرت علي کو ایسا ذلیل کیا که اُن کي بیٹي ام کلثوم کا به جبر و اکراہ نکاح عمر کے ساتھه کر دیا *

اور جب که بروایت اهل تشیع حضرت عباس کي نسبت ولدالزنا ھونا (وحاشا جنابه عن ذلک) ثابت ھوا تو لامحاله اُن کا دشمن اھل بیت ھونا بھي لازم ھوا اِسلیئے که ھزارھا احادیث اور اقوال سے ثابت ھی که نه ولدالزنا کا کوئي عمل مقبول ھی نه وہ کبھي دوستي ساتھه اھل بیت کے رکھیگا که اِسکو ھم بحارالانوار اور علل‌الشرائع اور احتجاج طبرسي اور تالیفات قاضي نور الله شوستري سے آیندہ ثابت کرینگے انشاء الله تعالي لیکن یهه بات ایسي مشهور ھی که عوام و خواص مومنین اِس سے واقف ھیں اُنکے بچوں کي زبان پر بھي کلمه جاري ھی کما قال قائلهم *

محبت شه مرداں مجوز بے پدرے که دست غیر گرفته‌ست پاي مادر او

کوئي صاحب مومنین سے یهه شبهه نه کریں که بھي ایک روایت حضرت عباس کي نسبت ھوگي بلکه علاوہ اِسکے بهت سي احادیث و اخبار اُن کي شان میں موجود ھیں چنانچه ملا باقر مجلسي حیات‌القلوب میں به سند معتبر فرماتے ھیں که حضرت امام زین‌العابدین فرمود که در حق عبدالله ابن عباس و پدرش ایں آیه نازل شد من کان في هذه اعمي فهو في الآخرة اعمي پس اب تو صاف باپ بیٹے دونوں کا دنیا و عاقبت میں اندھا ھونا اُن کي کتابوں سے نکل آیا بلکه خدا کي شهادت سے اُن دونوں یعنے عباس اور اُن کے بیٹے عبدالله کا اعمي اور بے بصیرت ھونا ثابت ھو گیا استغفرالله استغفرالله تشیع بھي عجیب مذھب ھی جس کي تیر ملامت سے کوئي نهیں بچا اصحاب کو تو کافر اور منافق پہلے ھي بنا چکے اهلبیت رہ گئے تھے وہ بھي لعن و طعن سے نه بچے خدایا تشیع دین مذھب ھی یا الحاد و زندقه ھی جس کے باني نه رسول کا خیال کرتے ھیں نه اھل بیت کا لحاظ رکھتے ھیں نه اصحاب کو برا بھلا کهنے

مستعد هوں اور شیر خدا سرور اولیاء سندالاصفیاء سید اوصیاء اسداللہالغالب إمامالمشارق والمغارب امیرالمومنین علي بن ابیطالب کافروں کے قتل کرنیوالے خیبر کے فتح کرنیوالے دشمنوں کے ایک نگاہ میں ہلاک کرنیوالے ہزار جنوں کو ایک دو دستي میں زبر وزبر کرنیوالے حق کي ذات خدا کي قدرت کي نشاني جنکا وجود اللہ کے جلال و عظمت کا نمونہ جنکے نام سے کفار عجم لرزاں جنکي صورت سے شجاعان عرب ترساں کیسے علي خدا کے شیر رسول کے بھائي بتول کے شوهر نامدار حسنین کے پدربزرگوار

وصي نبي جفت پاک بتول فروزندۂ شمع دین رسول فشانندۂ جاں براہ خدا نمانندۂ کفر از دین جدا درآرندۂ عمرو مرحب زپاے برآرندۂ باب خیبر زجاے رہانندۂ موسیٰ از رود نیل دمانندۂ گل زنار خلیل بساحل رسانندۂ فلک نوح کشایندۂ با بہانے فتوح ہوا خواہ او جبرئیل امین بفرمان او آسمان و زمین

نہ کس جز نبي هم ترازوے او قوي دست قدرت زبازوے او

باینہمہ شجاعت و هیبت اور ایسی جلال و عظمت ایک عمر کے ڈرانے سے ڈر جاویں اور کچھ چوں و چرا نہ کریں اور عار و ننگ کو اپنے اوپر گوارا کر لیں اور بلا رضامندي اپنے اُسکے گھر اپني بیٹي لخت جگر نور نظر کو جانے دیں تف ایسے عقیدہ پر اور نفریں اسي تہمت پر

گر مسلماني همیں است کہ حافظ دارد وای گر از پس امروز بود فردائي

پانچویں دلیل دیکھنے سے کتب معتبرہ شیعہ کے ظاهر ہوتا هی کہ حضرت عباس رضي اللہ تعالی عنہ صلاحیت وکالت جناب امیر کي نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ حضرت علي کے نزدیک خوار و ذلیل تھے اگرچہ همارا یہہ لکھنا حضرات شیعہ کو ناگوار گذریگا اور ناواقفوں کو باعث حیرت و تعجب هوگا لیکن همارا قصور نہیں هی هم یا همارے علما معاذ اللہ اُن کي نسبت ایسا نہیں کہتے بلکہ حضرات شیعہ کے محدثین اور مجتہدین اُن کا حضرت علي کے نزدیک خوار و ذلیل هونا بیان کرتے هیں چنانچہ علامہ طبرسي علماء شیعہ سے اپني کتاب احتجاج میں حضرت علي مرتضی سے روایت کرتے هیں کہ ذهب من كنت اعتضد بهم علي دين الله من اهل بيتي و بقيت بين حقرين قريبي العهد بجاهلية عقيل و عباس کہ وہ لوگ میرے اهل بیت کے جاتے رہے جن کي قوت کا خدا کے دین میں مجھے بھروسہ تھا اور اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاهلیت کے رہ گئے هیں یعني عقیل اور عباس پس حضرت علي اُن کو خوار و ذلیل کہتے اور اُن کو جاهل سمجھتے تو کیونکر اُن کو اپنا وکیل ایسے اهم معاملے میں کرتے اور کس لیئے اُنکي بات ایسے بڑے معاملے میں سنتے اور کیوں اُن کے کہنے پر چلتے شاید حضرات شیعہ نے اِسي واسطے حضرت عباس کے اوپر بار نکاح کرا دینیکا رکھہ دیا هی کہ وے بقول مرتضوي خوار و ذلیل تھے اِسي واسطے ایسي ذلت کي باتیں کیا کرتے مگر تعجب هی حضرت امیر علیہ السلام سے کہ اُنہوں نے ایسي ذلیلوں کي بات کیوں سني اور کیوں اُنکے کہنے پر عمل فرمایا اور یہہ کوئي شیعہ خیال نہ کرے کہ فقط خوار و ذلیل کہہ دینے پر جناب امیر نے قناعت کي هی بلکہ اگر اُنکے کتب معتبرہ سے ڈھونڈھا جاوے تو معلوم هوتا هی کہ حضرت امیر نے اپنے اور پیغمبر کے چچا عباس کو صاف گالیاں سنائي هیں اور معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد جناب امیر نے حضرت عباس کو ولدالزنا بتایا هی اگر کسي کو شک هووے وہ روضہ کلیني اور حیوۃالقلوب کو ملاحظہ کرے *

بر گشت و دامان بیحیائی و وقاحت ترا ے غصب امامت و خلافت بر زد و قرآن را تحریف کرد و آتش در خانۂ وحي و رسالت زد و بدعتها در دین خدا پیدا کرد و ملت پیغمبر را تغیر داد و سنت آں حضرت را بدل کرد و نصاریٰ و مجوس را از خود راضي کرد و نور دیدۂ مصطفیٰ را بخشم آورد و تدبیر کشتن امیرالمومنین کرد و جور و ستم درمیانه مردم علانیه کرد وهرچه خدا حلال کرده بود حرام کرد و هرچه حرام کرده بود حلال کرد الي آخر هذیانات المجلسي *

غرض که اِس روایت سے صاف کفر حضرت عمر رضی‌الله تعالیٰ عنه کا (و نعوذ بالله من ذلک) ثابت هوا اور اُن کا کفر اصلي کا ظاهر کرنا اور مرتد هو جانا اور قرآن کا تحریف کرنا اور نصاریٰ اور مجوس کو راضي کرنا ثابت هوا تو اب وہ دعویٰ جو بعض مجتهدین نے کیا تها که وہ اِسلام کے دائرہ سے خارج نهیں هوئے باطل هوا *

روایت دوم ملا باقر مجلسي رساله رجعتیه میں لکهتے هیں که اِمام مهدي علیه‌السلام نے ایک سایل کے جواب میں فرمایا که ابوبکر و عمر بظاهر کلمه گو تهے اور به طمع دنیا اِسلام کے مُظهر هوئے تهے جب اُنهوں نے دیکها که پیغمبر خدا علیه‌التحیه والثنا نے اُن کو کوئي حکومت نه دي تب پیغمبر صاحب کے قتل و هلاک پر آماده هوئے وهوهذه عبارته بلفظه ایشاں (یعنے ابوبکر و عمر) از روے گفته بهود به ظاهر کلمتین گفتند از براي اینکه شاید ولایتے و حکومتے حضرت به ایشاں بدهد و در باطن کافر بودند چوں در آخر مایوس شدند با منافقاں بر بالاے عقبه رفتند و دهنهاے خود را بستند که کسے ایشاں را نشناسد و دبها انداختند که شتراں حضرت را رم دهند و حضرت را هلاک کنند پس خدا جبرئیل را فرستاد و پیغمبر خود را از شر ایشاں حفظ کرد پس اِس قول سے شیعوں کے اِمام مهدي کے ثابت هوا که شیخین پیغمبر کے سامهنے هي به سبب مایوسي کے درپے قتل رسول هو گئے تهے اور حضرت کے هلاک کرنے کي تدبیر کر چکے تهے تو جو شخص پیغمبر خدا کے قتل پر مستعد هووے اُس سے زیادہ کفر اَور کس کا هوگا اور جب یهه جرم حضرات شیخین پر اِمام مهدي فرضي کي زبان سے ثابت هو گیا تو اِمام کے قول کو کون رد کر سکیگا *

روایت سوم ملا باقر مجلسي نے بحارالانوار میں ایک حدیث کافي کي نقل کي هی جس سے صاف ظاهر هوتا هی که جو نص جلي امامت مرتضوي کا منکر هي وہ کافر هی اور واجب‌القتل هی چنانچه هم اُس حدیث کو استقصاء‌الافحام سے نقل کرتے هیں بیان قوله علیه‌السلام من ان یرتد واعن‌الاسلام ای عن ظاهره والتکلم بالشهادتین فابقاء هم علي ظاهرالاسلام کان صلاحا للامة لیکون لهم ا ولاولادهم طریق الي قبول الحق و الي الدخول في الایمان في کرو رالازمان وهذا لا ینا في ما مروسیاتي ان الناس ارتدوا الا ثلثه لان المراد فیها ارتدادهم عن‌الدین واقعا وهذا محمول علي بقاء هم علي صورة‌الاسلام و ظاهره و ان کانوا في اکثرالاحکام الواقعیة في حکم‌الکفار و خص هذا بمن لم یسمع‌النص علي امیرالمومنین علیه‌السلام و لم یبغضه ولم یعاده فان من فعل شیئاً من ذلک فقد انکر قول النبي صلي الله علیه و آله و سلم و کفر ظاهراً ایضاً ولم یبق له شئے من احکام الاسلام و وجب قتله انتهي بلفظه یعنے یهه فرمایا هی حضرت اِمام ابو جعفر علیه‌السلام نے که جناب امیر علیه‌السلام نے دعویٰ امامت کا

سے چھوڑتے ھیں نہ حضرت کے قریبیوں کو لعن و ملامت سے محفوظ رکھتے ھیں بس جو سامھنے آیا اُسي کو برا بھلا کہنا شروع کیا جس کا ذکر آیا اُسي پر تبرا کرنے لگے کسي کو صراحتاً کافر بنایا کسي کو اشارتاً منافق کہا کسیکو تقیتاً فاسق ٹھہرایا کسي کو ولدالزنا کسي کو اندھا فرمایا واہ کیا دین ھی اور کیا مذھب جس کے طعن و تشنیع سے کوئي نہ بچا تو ایسے با حیا فرقے کي شکایت ھم صرف اصحاب کے برا بھلا کہنے پر کیا کریں *

گھائل تیرے نظر کا بنوع دگر ھر ایک　　زخمي کچھہ ایک بندۂ درگاہ ھي نہیں

اگر کوئي مومن حضرت عباس کے اور فضائل اور کمالات کو اِس روایت کے معارضہ میں پیش کرے اور اِس زخم پر مرھم رکھے تو اُس کو چاھیئے کہ اِس خیال محال سے در گذرے اور ملا باقر مجلسي کے فیصلہ کو جو حیات‌القلوب میں اُنھوں نے کر دیا ھی دیکھہ لے کہ وہ فرماتے ھیں کہ بدانکہ در باب احوال عباس و مدح و ذم او احادیث متعارض است و اکثر علماء بخوبي او میل نمودہ اند وانچہ از احادیث ظاھر میشود آن‌ست کہ او در مرتبہ کمال ایمان نہ بودہ است پس ملا صاحب نے سب جھگڑا قصہ ھي طی کر دیا اور حضرت عباس کے ناقص‌الایمان ھونے پر فتویٰ دیدیا شاید اُن کے نقص ایمان کا سبب سب سے زیادہ یہي تصور کیا گیا ھو کہ اُنھوں نے ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے ساتھہ کرا دیا *

چھٹھویں دلیل اگرچہ حضرات شیعہ نے واسطے جواز نکاح کے اِسلام ظاھري سے حضرت عمر کے اِقرار کیا اور اُن کو متمسک بکمال شریعت قرار دیا لیکن (ولایصلح العطار ما افسدہ الدھر) جو رخنہ حضرت عمر کے ایمان میں اُن کے بزرگوں نے ڈالا ھی وہ اب اُن کے بند کرنے سے بند نہیں ھوتا اور بغیر ترک مذھب تشیع کے اور اِقرار فضیلت حضرت عمر کے اِس نکاح کا جواز موافق اصول مذھب شیعہ کے ثابت نہیں ھو سکتا اِس لیئے کہ حضرت عمر رضي‌اللہ تعالیٰ عنہ موافق عقائد شیعوں کے اِیمان اور اِسلام سے بے بہرہ تھے اور معاذاللہ منافق اور مرتد تھے اور وے دشمن اھل بیت کے اور ناصبیوں کے پیشوا تھے اور ناصبیوں کے ساتھہ نکاح مومنہ کا جایز ھي نہیں ھی پس نکاح حضرت عمر کا کہ جو کفر اور نفاق اور عداوت اھل بیت میں سب سے بڑھکر تھے ساتھہ ام کلثوم کے جو عزت اور بزرگي اور سیادت میں تمام جہان سے بہتر تھیں کیونکر جایز ھوتا چنانچہ اِن دونوں امروں کو ھم کتب شیعہ سے ثابت کرتے ھیں امر اول حضرت عمر کا مومن نہونا امر دوم ناصبي کے ساتھہ نکاح مومنہ کا جایز نہونا *

امر اول کہ حضرت عمر رضي اللہ تعالیٰ عنہ مطابق اصول شیعہ کے مومن نہ تھے کافر اور منافق اور دشمن اھل بیت کے تھے ایسا صاف کھلا ھوا ھی کہ حاجت سند اور دلیل اور شاھد کي نہیں ھی لیکن عبرتاً لناظرین دو ایک روایتیں اُنکے یہاں کي بیان کرتے ھیں *

روایت اول زادالمعاد میں ملا باقر مجلسي حذیفہ بن یمان سے نقل کرتے ھیں کہ جب میں نے فضایل روز قتل عمر کے حضرت پیغمبر خدا علیہ‌التحیہ والثنا کي زبان سے سني تب سے میں اُن کے کفر پر یقین رکھتا تھا چنانکہ عبارت اُس کتاب کي بلفظہ یہہ ھی حذیفہ گفت پس برخاستم و برخاست حضرت رسول خدا و بخانہ ام سلمہ رفت و من برگشتم و صاحب یقین بودم در کفر عمر تا آنکہ بعد از وفات حضرت رسول صلي‌اللہ علیہ و آلہ و سلم دیدم کہ او چہ فتنہا بر انگیخت و کفر اصلي خود را اِظہار کرد و از دین

امر دوم یعنے نه جائز هونا نکاح مومنه کا ساتهه ناصبي کے روی الکلیني عن الفضیل بن یسار قال

سألت ابا عبدالله عن نکاح الناصب فقال لا والله ما یحل قال فضیل ثم سألته مرة اخري فقلت جعلت فداک

ما تقول في نکاحهم قال والمرأة العارفة قال ان العارفة لا توضع الاعند عارف کلیني میں روایت هی که فضیل کہتے هیں که میں نے امام جعفر صادق علیه‌السلام سے پوچها که ناصبي کا نکاح جائز هی تو حضرت نے فرمایا که خدا کي قسم هرگز حلال نهیں هی پهر دوسرے مرتبه میں نے پوچها تو امام نے فرمایا که عورت عارفه هی یعنے مومنه هی میں نے کہا که هاں تب امام نے فرمایا که عارفه نهیں رهیگي مگر پاس عارف کے یعنے مومنه کا مومن کے نکاح میں هونا چاهیئے پس اِس روایت سے صاف ثابت هو گیا که حضرت امام کے ارشاد کے مطابق نکاح عارفه کا نهیں جائز هی مگر ساتهه عارف کے پس یا حضرت عمر کو مومن اور عارف کہیں یا حضرت ام کلثوم کو ایمان اور معرفت کے دائرہ سے خارج کریں و نعوذ بالله منه غرض که اب موافق قول امام کے سوائے اِن دو حالتوں کے تیسري حالت منتظرہ باقي نهیں رهي حقیقت یهه هی که اِس قول سے امام کے حضرت عمر کا عارف اور کامل‌الایمان هونا ثابت هوتا هی اِسلیئے که اگر وہ ایسے نه هوتے تو ام کلثوم کا نکاح حضرت امیر اُن کے ساتهه کسي حالت میں گو که اُسکو حضرات شیعه جبر و اکراہ سے تعبیر کریں نه هونے دیتے کیا جناب امیر اِس آیت کے مضمون سے واقف نه تهے (الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات) اور کیا حضرت علي اِس حدیث سے جو امام جعفر صادق نے فرمائي منکر تهے که (العارفة لا توضع الاعند عارف) پس باوجود هونے ایسي آیت اور قول امام کے کیونکر حضرت علي اُسکے خلاف کرتے *

جب که هم اِس امر کو ثابت کر چکے که یهه نکاح بجبر و اکراہ نهیں هوا تو هم کو ضرورت اُس قول ناپاک سے بحث کرنے کي نهیں رهي جس کو علماء شیعه نے امام کي طرف منسوب کیا هی که امام نے فرمایا که (هو اول فرج غصبت منا) که یهه پهلي شرمگاہ هی جو غصب کي گئي لیکن عبرتاً للسامعین اُسکو بهي بغیر بحث کے چهوڑنا مناسب نهیں سمجهتے *

پوشیدہ نه رهے که محدثین شیعه روایت کرتے هیں که امام صادق علیه‌السلام سے کسي نے اِس نکاح کي نسبت سوال کیا تو امام نے فرمایا که (هو اول فرج غصبت منا) صاحب تحفه قدس سرہ اِس بحث

میں لکهتے هیں سبحان الله چه کلمه است که از زبان ایشاں بر مي آید نزدیک است که آسمان فرو افتد و

زمین بشگافد اول در حق آں سیدہ پاک بضعة الرسول فلذة کبد البتول چه فحش وسوء ادب است وکدام

خصلت خبیثه را بدامن پاک آں طاهرہ مطهرہ مي بندند دیگر در حق حضرت امیر و حضرت حسنین چقدر

بے حفاظتي و بے ناموسي ثابت مي کنند و در حق حضرت صادق که این کلمه بر آنجناب تهمت مي نمایند

چقدر بے حمیتي و بے غیرتي اعتقاد دارند این لفظ را اول بزرگان بر زبان نمي آرند علي الخصوص ذکر این عضو

مستور الاسم والمسمی از اقارب بلکه بزرگان خود امریست که اراذل و اوباش نیز ازاں احتراز واجب میدانند

اِسکا جواب علامه کشمیري نے نزهه میں چند طرح پر دیا هی کما قال مردود است بچند وجه اول آنکه

اِس خوف سے نہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ اصحاب اُس کو نہ قبول کریں اور اِسلام چھوڑ دیں اور مرتد ہو جاویں اور مرتد ہو جانے سے غرض یہہ ہی کہ ظاہر اِسلام کو چھوڑ دیں اور کلمہ شہادت سے منکر ہو جاویں اِسلیئے اُن کا اِسلام ظاہري پر باقي رکہنا اُمت کے حق میں بہتر تھا تاکہ شاید وے یا اُن کي اولاد میں سے کوئي حق کو قبول کرے اور کسي آیندہ زمانے میں مومن ہو جاوے اور یہہ مخالف اِس روایت کي نہیں ہی کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے تھے مگر تین اِسلیئے کہ مراد اِس ارتداد سے ارتداد واقعي ہی اور ارتداد جسکا ذکر اِمام نے کیا نہ پھرنا اُن کا ظاہري اِسلام کي نظر سے ہی اگرچہ وے اکثر احکام واقعي میں حکم کفار میں داخل تھے لیکن یہہ اِسلام ظاہري بھي صرف اُنھیں لوگوں کي نسبت ہی جنھوں نے نص امامت امیرالمومنین علیہ السلام کو نہیں سنا اور اُن سے دشمني اور عداوت نہیں رکھي اور جس نے نص امامت سنکر اُس سے اِنکار کیا یا عداوت رکھي تو اُس نے پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ کے قول سے اِنکار کیا اور ظاہر میں بھي کافر ہو گیا اور کوئي حکم اِسلام کا اُس کے لیئے باقي نہیں رہا اور اُسکا قتل کرنا واجب ہو گیا فقط اور صاحب استقصاء الافحام اِس حدیث کے لکھنے کے بعد خود یہہ فرماتے ہیں

که اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات این معني است که صاحب بحار ثلثه و اتباع ایشان را کافر و مرتد مي داند پس البته این معني بسرو چشم مقبول است اصلا جاے استنکاف و اِنکار نیست *

پس بقول صاحب بحارالانوار اور صاحب استقصاء کے کافر ہونا خلفاء ثلثہ رضي اللہ تعالیٰ عنہم کا ثابت ہوا اور اُن کا اِسلام ظاہري بھي اُنکے قول سے جاتا رہا تو اب درمیان اِیمان و کفر کے کوئي واسطہ تیسرا جسکو اِسلام کے نام سے تعبیر کرتے ہیں باقي نرہا اور جب کافر ہونا اُن کا نعوذ باللہ ثابت ہوا تو نکاح ام کلثوم کا کافر کے ساتھہ لازم آیا تو اب کہاں رہا قول سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا جو اُنھوں نے شافي اور تنزیہ الانبیاء میں فرمایا ہی کہ حضرت عمر مُظہر اِسلام اور متمسک بہ تمام شریعت تھے اِس واسطے اُن کے ساتھہ نکاح کر دینے میں کچھہ خلل دیني نہ تھا اور باطل ہو گیا قول صاحب ردہ اثنا عشریہ کا جو اُنھوں نے جواب میں تحفہ کے فرمایا ہی کہ کسي امامیہ کا یہہ قول نہیں ہی کہ حضرات علیہم السلام نے اپني بیٹي کافر کو دي ہو بلکہ بدعتي اور مُظہر اِسلام اور منافق کو دي ہی اور ممنوع اور حرام نکاح کرنا ساتھہ مشرک کے ہی نہ کہ بدعتي اور منافق کے اِسلیئے کہ اُن کے اِمام قرصي کي زبان سے موافق روایت بحارالانوار کے صاف کفر خلفاء ثلثہ کا اور واجب القتل ہونا اُن کا ثابت ہوتا ہی عجب حال ہی علماء شیعہ کا کہ جب جیسا موقع ہوتا ہی ویسا ہي کہنے لگتے ہیں جیسي ضرورت ہوتي ہی ویسي ہي حدیثیں بنا لیتے ہیں کبھي تو حضرت عمر کو کافر اور منکر اِسلام اور واجب القتل کہتے ہیں کبھي اُنکو مُظہر اِسلام اور متمسک سائر الشریعت فرماتے ہیں *

جو کہ امر اول یعني کفر حضرت عمر کا و نعوذ باللہ منہ موافق روایات صحاح اہل تشیع کے ثابت ہو گیا اب ہم کو اِس امر کي ضرورت باقي نہیں رہي کہ ہم اِس مسئلہ کو ثابت کریں کہ نکاح مومنہ کا ساتھہ ناصبي کے گو وہ مُظہر اِسلام ہو جائز نہیں ہی لیکن تا کہ وے لوگ جو اِن روایات کو غلط سمجھیں اور کفر ظاہري کے قایل نہ ہوں اور اِسلام کا حکم حضرت عمر پر جاري رکھیں موافق اپنے اصول کے اِس نکاح کو جائز نہ سمجھیں ہم اِس مسئلہ کو بھي بیان کرتے ہیں *

وقت واقع شده و سبب وقوع آں باجبار و اکراه تعبیر ازاں بغصب فرموده‌اند و درینمعنی هیچگونه شناعتے نیست
و مع وضوح المرام لا عبرة بالالفاظ عند کاحیکه بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست خلاصه اِس توجیه
کا یهه هی که غصب بمعنی عدم رضا کے هي اور مطلب (اول فرج غصبت منا) جو اِمام نے فرمایا هی
یهه هی که یهه پهلا نکاح هی که خاندان اهل بیت اطهار سے بلا رضامندی ولي کے بجبر و اکراه هوا اور
لفظ غصبت مستلزم زنا نهیں هی لیکن یهه توجیه بجاے خود نهیں هی اِسلیئے که اگر یهه معنے حضرت
اِمام کے دل میں تهي تو چاهیئے تها که اُنهیں لفظوں میں ادا فرماتے نه که ایسا لفظ کرته (وحاشا جنابه
عن‌ذلک) زبان پر لاتے پس لفظ غصبت کا فرمانا اور عدم رضا مراد لینا بلا وجه الفاظ کو اُن کے حقیقي معنے
سے پهیرنا هی *

علاوه برین جو نکاح صحیح نه هو وه مستلزم زنا هی اور از روے کتب معتبره امامیه کے مثل غنیه
اور تبصره اور کنزالعرفان اور غایة المرام وغیره کے ثابت هی که نکاح مومنه کا ساتهه ناصبي کے درست نهیں
هی پس جب ایک عام مومنه کا نکاح ایک عام ناصبي کے ساتهه درست نهو تو کیونکر نکاح قدوهٔ مومنات
بنت بضعه سرور موجودات کا ایک کافر یا منافق کے ساتهه درست هوگا *

یهه فرمانا علامه کشمیري کا که (درینمعنی هیچگونه شناعتے نیست) اُنهیں کو زیبا هی بلاشک نزدیک
عبدالله بن سبا یهودي کے مقلدین کے جو که لباس محبت اهلبیت میں چاهتے هیں که اصول و فروع
شریعت مصطفوي کو برهم کریں اور بیخ اِسلام و دین محمدي کو اُکهیڑ دیں اور خوارج اور نواصب سے
بهي گوي سبقت لیجاویں اور زخارف دنیوي بپاداش مداهنة اور فرقت میں تحصیل کریں بے شک یهه
امر کب بعید معلوم هوگا که رسول کي پوتي فاطمه زهرا کي بیٹي حسن مجتبی کي بهن ایک رئیس
مرتدین اور سرگروه منافقین کے گهر میں غصب سے جاوے اور وه غاصب جو چاهے سو کرے اور پهربهي نه
شیر خدا نه حسن مجتبی نه شهید کربلا کچهه چوں و چرا کریں اور ایسے واقعه هوشربا کا تماشا دیکهتے رهیں
ورنه هم سے ناقص اِیمان والوںکے تو ایسے سانحے کے سننے سے هوش پراں هوتے هیں اور همارے ضعیف دل
زبان حال سے الاماں الاماں پکارتے هیں هم حضرات شیعه کیسي محبت کهاں سے لاویں که خود هي اِمام
کي زبان سے (اول فرج غصبت منا) کي روایت کریں اور پهر خود هي اُس کي نسبت هیچگونه شناعتے
نیست کا کلمه زبان پر لاویں اور ایسے الفاظ ناملایم اور نامناسب کو سن سنکر شادیانه خوشي اور فرحت
کے بجاویں اور اپنے دین و اِیمان کے دعوي میں ثابت قدم رهیں اورهرگز اِسکو خلاف شان ائمه کے نه
سمجهیں اوراِس سے اُنکي فضیلت و عزت میں کچهه خلل کا خیال بهي نکریں فقط *

بعد اِسکے علامه کشمیري فرماتے هیں که هرگاه جابرے شخصے را در طلاق دادن زوجه‌اش اجبار نماید در
عرف میگویند غصبت زوجته با وصف آں اگر جابر عقد نکاح با آں زن بکند نزد اِمام اعظم ابو حنیفه کوفي زنا
متحقق نمیشود و آں جابر زاني نیست معلوم نهیں که علامه کشمیري نے بایں علم و عقل اِس جملے کے
لکهنے سے جواب عبارت تحفه کا کیا تصور فرمایا هی اِسلیئے که اِلزام شاه صاحب قدس سره کا مطابق
اصول شیعه کے هی نه موافق اصول حنفیه کے پس اُن کو اپنے اصول پر جواب دینا چاهیئے اِمام
ابوحنفیه کے اصول پر نظر کرنے سے کیا حاصل اگر وه فقهي مسائل میں ابوحنفیه کے قول پر چلنا چاهتے

بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن آں انچه افاده فرموده تسویل و تحویلے بیش نیست اِس عبارت سے علامه کشمیري کے معلوم هوتا هی که اِس روایت کي صحت اُن کے نزدیک مسلم نهیں هی حالانکه بر تقدیر تسلیم صحت کهنا عوام کو دهوکهه دینا هی اِس لیئے که یهه حدیث چند طرح سے موافق اصول شیعه کے ثابت هی *

اول یهه حدیث کافي کلیني میں جسکو حضرات شیعه اصح الکتب کهتے هیں اِنهیں الفاظ سے امام صادق سے مروي هی *

دوسرے قاضي نور الله شوستري نے مصایب النواصب میں اِس حدیث کو چند جگهه نقل کیا هی چنانچه جهاں بحث فاروق و امکلثوم کي لکهي هی اُسکي بحث نجم میں چند جگهه اُس کا ذکر کیا هی اور کسي جگهه اُس سے اِنکار نهیں کیا چنانچه ترجمه فارسي اُس کا کما هو منقول فی ازالة الغین یهه هی واما خامساً براسطة آنکه قول امام صادق علیه السلام که این اول فرجے است که غصب کرده شده از ما مستلزم وقوع زمانیست اور پهر اِسي بحث میں قول صاحب استغاثه کو نقل کرکے اِس طرح فرماتے هیں و ترجمته في الفارسیة هکذا خبر داده‌اند ما را جماعتي از مشایخ ثقات ما از ایشان جعفر ابن محمد ابن ملک کوفیست از احمد ابن فضل از محمد ابن ابي عمیر از عبدالله ابن سنان گفت سوال کردم جعفر ابن محمد صادق را علیه السلام از تزویج عمر از امکلثوم پس گفت این اول فرجےاست که غصب کرده شده از ما اور بعد اِس کے پهر قاضي صاحب لکهتے هیں که مشاکل روایتےاست که از صادق علیه السلام کرده‌اند که گفته که این اول فرجےاست که از ما غصب کرده‌اند اور پهر جهاں جناب امیر علیه السلام کي صبر اور تحمل پر وصیت رسول کا ذکر کیا هی وهاں قاضي صاحب موصوف فرماتے هیں و ترجمته في الفارسیة هکذا چوں عمر خواستگاري امکلثوم نمود علي متفکر شد و گفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواهد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیروں روم از اطاعت رسول خدا صلي الله علیه آله و سلم پس تسلیم ابنه دریں حال اصلح بود از قتل او و بیروں رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دانسته بود که انچه عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کرده از اِنکار حق او و قعود بجاے رسول خدا و تغیر احکام آلهي و تبدیل فرایض خدا چنانچه گذشت اعظم است نزد حق تعالی وافظع و اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود اور علاوه اِسکے اَور طرق متکثره سے ثبوت اِن الفاظ کا هوتا هی پس علامه کشمیري کا بر تقدیر تسلیم صحت کهنا صرف دهوکهه دینا هی جو که شعار قدیم علماء متقدمین شیعه کا هی اگر یهه الفاظ اِمام نے نهیں فرمائے اور اُن کي کتابوں میں مذکور نه تهے تو چاهیئے تها که صاف اِنکار کرتے اور اگر مذکور تهے تو اُسکا اِقرار کرتے بر تقدیر تسلیم صحت کهنا کیا معنے *

غرض که اِس حدیث کي صحت میں کچهه شک و شبهه نرها اب هم توجیه اور تاویل علماء شیعه کي جو اِس لفظ کي نسبت هی بیان کرتے هیں علامة کشمیري نزهه میں لکهتے هیں که مراد ازیں کلام آنست که این نکاح اول نکاحیست که از خاندان عالیه بغیر طیب خاطر اولیا بطریق اجبار و اکراه بظاهر مصلحت

کتاب الهیات به تفصیل شروع است اقول و به تسلیم اگر مراد از کافر دو قول را گویند حضرات بنات و اخوات
خود را به کفره فجره میدادند مشرک است این قول کذب محض است چه هیچیک از امامیه قائل باین قول
نیست و اگر مراد ازان مبتدع است به این معنی که منجر به کفر صاحبش نه شود که او را کافر تاول گویند یا منافق
که مظهر اسلام و متمسک به سائر شریعت باشد مسلم و محذوری ندارد به فحوای ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الایه
ممنوع و محرم نکاح با مشرک است و بر حرمت مطلق نکاح مبتدع بدئی و تزویج با منافق دلیلی قائم نیست
و قیاس یکی بر دیگری مع الفارق چه منافق اگرچه جرمش در حقیقت عظیم تر است و فسادش در شریعت
شدید تر و به فحوای ان المنافقین فی الدرک الاسفل در عقبی به عقوبت الیم گرفتار است لیکن حکمت الهیه
داعی و مقتضی آن شد که احکام مشرکین و منافقین در دار دنیا از هم ممتاز باشند و ازینجاست که مشرکین را
به فحوای فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم معاقب و ماخوذ گردانیده منافقین را زین ورطه نجات بخشیده *

اِس تحریر پر علامہ کشمیری کی ہم اُن کا دل و جان سے شکر ادا کرتے ہیں اور اپنی ممنونی ظاہر کرتے ہیں کہ جو بات ہم کو لکھنی چاہیئے تھی وہ خود علامہ ممدوح نے لکھدی اور جو تکلیف ہم کو کرنی پڑتی وہ خود گوارا فرمائی اور اِن فقروں کو لکھکر کہ (منافق اگرچہ جرمش در حقیقت عظیم تر است و فسادش در شریعت شدید تر) ہماری طرف سے خود ہی جواب دیدیا لیکن ہم متحیر ہیں کہ علامہ ممدوح نے صاحب تحفہ قدس سرہ کے اعتراض کے جواب میں اِس تحریر سے کیا فائدہ خیال کیا اِسلیئے کہ اُن کا اعتراض اِس پر ہی کہ شیعوں کے نزدیک حضرات علیہم السلام نے اپنی بیٹیاں کافر کو دی ہیں علامہ اُسکے جواب میں فرماتے ہیں کہ نہیں کافروں کو نہیں دیں بلکہ منافقوں کو اِسپر ہمارا یہہ جواب ہوتا کہ نکاح مومنہ کا ساتھہ کافر کے حرام ہونے پر کوئی دلیل عقلی نہیں ہی بلکہ صرف قباحت شرعی ہی اور وہ قباحت منافق کے ساتھہ نکاح کرنے میں بھی موجود بلکہ کچھہ زیادہ ہی وہ خود حضرت نے فرما دیا پس اب اہل اِنصاف غور کریں کہ اعتراض صاحب تحفہ کا اِس سے اور مدلل ہو گیا یا اُنکا اعتراض اِس جواب سے اُتھہ گیا *

باقی رہا یہہ امر کہ احکام منافقین کی نسبت کافروں کے ظاہر شریعت میں سخت نہیں ہیں اُسکا جواب یہہ ہی کہ چونکہ منافق ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور احکام شریعت ظاہر پر جاری ہیں اِسلیئے وہ قتل وغیرہ سے محفوظ ہیں اور اِسکا سبب یہہ ہی کہ کوئی شخص سوائے خدا کے علم غیب نہیں رکھتا جو دل کا حال جانے پس شریعت نے نظر بر ظاہر اِسلام اُنکے قتل کا حکم نہیں دیا لیکن موافق اصول شیعہ کے ائمہ کرام کو علم ما کان و ما یکون حاصل ہوتا ہی اور امور پوشیدہ اُن پر روشن ہوتے ہیں اور حالات قلوب بنی آدم اُن پر ظاہر ہوتے ہیں پس اُن کو منافقوں سے احتراز کرنا اور اُن کو ذلت دینا اور اُن سے عداوت رکھنا اور اُن سے قرابت نہ کرنا بلکہ اگر وہ کسی دینی کام میں مدد کرنا چاہیں تو اُن سے اعانت نہ لینا اور اُنکو کسی دینی کام میں شریک نہ کرنا اور اگر وے مر جاویں تو اُن پر نماز جنازہ کی نہ پڑھنا اور اُنکے لیئے استغفار نکرنا واجب و لازم ہی چنانچہ جن منافقوں کا نفاق پیغمبر صاحب کے سامھنے کھل گیا تھا یا جن کے نفاق کی خبر خدائے جلشانہ نے حضرت کو دے دی

هیں اور سواے اِسکے دوسرا چارہ اِس بلاے جانکاہ سے نکلنے کا نہیں دیکھتے تو دل ماشاد حسّہ
فروع حنفیہ کو اختیار کریں اور اُسپر عمل فرماویں لیکن صرف فروع کو لہذا اور اصول و عقا
کار آمد نہیں هی پس ایک کلمہ کہکر حنفیہ کے شریک هو جاویں اور فضیلت فاروقی کا اقرا
بس نہ کچھہ جھگڑا رهے نہ قصہ نکاح کے هونے کو بهی تسلیم کر لیں اُسکے نسبت الطیبات للط
نکیں ورنہ جب کہ موافق مذهب امامیہ کے نکاح مومنہ کا ساتھہ نواصب کے جائز هي ن
بیچارے ابوحنفیہ کے قول سے اُن کو کیا فائدہ هوگا بلکہ اگر کوئي روایات حضرات شیعہ کو دیکھ
شناعت اِس فعل شنیع کی جس کو (هو اول فرج غصبت منا) سے تعبیر کیا هی معلوم هو
صدوق نے معاني الاخبار وغیرہ میں معاذ اللہ معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد حضرت عم
قرار دیا هی اور اِس کی سند اِمام تک پہنچتی هی کما قال في معاني الاخبار حدثنا علي بن احم
رضي اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابي عبداللہ الکوفي عن موسیٰ بن عمران النخعي عن عمه الحسين بن
عن علي بن ابي حمزة عن ابي بصیر قال سالته عما روي عن النبي صلي اللہ علیہ و آلہ و سلم قال ان ولد الزن
علیہ السلام عني به الاوسط انه شر ممن تقدمه و ممن تلاه یعني ابي بصیر روایت کرتا هی کہ میں نے اِما
سے پوچھا کہ یا حضرت اِس حدیث کے پیغمبر علیہ الصلوة والسلام کے کیا معنے هیں کہ (ولدا
کہ ولدالزنا تینوں میں سے بدتر هی اِمام نے فرمایا کہ مراد اِس سے عمر هی کہ وہ اپنے پہلے وا
اور اپنے پچھلے یعنے عثمان سے بهي بدتر هی اور تینوں سے زیادہ برا هی پس جب ایسے دایا
کے معتقدین ائمہ کی طرف ایسي تہمت کریں اور اُن کي زبان سے حضرت عمر رضي اللہ تعالیٰ
زنا سے هونا بیان کریں و نعوذ باللہ منہ تو اگر بنت فاطمہ کا ایسے شخص کے ساتھہ نکاح هونے
زبان سے بالفاظ (اول فرج غصبت منا) کے لفظوں سے ادا کرکے مصداق سواد الوجه في الدارين
کیا کریں *

لیکن اگر هم اِس امر کو بهي تسلیم کریں کہ موافق اصول شیعہ کے لفظ کفر کا اطلاق حق
نہیں هوتا اور اُن کا مُظہر اِسلام اور متمسک بہ تمام شریعت هونا ثابت هوتا هی اور اِس
فرض کر لیں کہ اُن کے مذهب میں نکاح کر دینا ساتھہ ناصبی کے مومنہ اور عارفہ کا بهي ح
حضرات شیعہ حضرت عمر رضي اللہ تعالیٰ عنہ کے بغاوت و بدعت سے کیونکر اِنکار کرینگے اور
اور مخلص اور تابع سنت هونے کو کیونکر قبول کرینگے اگر وہ یہہ قبول کر لیں کہ حضرت ع
بهی نہ بدعتی بلکہ سچے مومن اور پکے تابع سنت تہے فنعم الوفاق اگر اِسکو نہ مانیں تو سب
جو معاملہ نکاح ام کلثوم میں کی هیں عبث اور فضول اور بیکار هوئي جاتي هیں اِسلیئے کہ
نکاح میں ساتھہ کافر کے هی اُس سے بڑھکر قباحت نکاح میں ساتھہ مبتدع کے هی چنانچہ خ
ترجمہ اثنا عشریہ نے اِسکا اِقرار کیا هی اور اِس مضمون کو اِن لفظوں سے ادا فرمایا هی قال القاض
چہارم آنکہ گویند کہ حضرات ائمہ اخوات خود بہ کفرہ فجرہ بہ زني میدادند مثل حضرت
نکاح مصعب بن امیر بود و علي هذا القیاس دیگر فرزندان خود را در عقد کفرہ و نواصب در آورد

بعد اسکے علامہ کشمیري بجواب تحفه کے فرماتے هیں استبعاد ذکر فرج مستورالاسم والمسمي بر زبان اکابر در کمال استعجاب است ودر واقع رز خائیست که هیچ خرنه نماند چه در کلام آلهي که چند جا ذکر ابن عضو مستورالاسم والمسمي جاری شده و حضرت عایشه صدیقه در مجالس و محافل نام عضو مخصوص حضرت سرورعالم علیه‌السلام که مستورالاسم است بر زبان مي بردند الخ *

اِس تقریر سے مطلب علامہ کشمیري کا یہہ هی که شاہ صاحب کا یہہ فرمانا که لفظ فرج کا زبان پر اِمام کے آنا خلاف شان بزرگي کے هی موجب تعجب هی اِسلیئے که خدا کے کلام میں یہہ لفظ مذکور هوا هی حضرت عایشه رضی الله تعالیٰ عنها نے عضو مستورالاسم کا نام لیا هی تو پھر اِمام نے اگر لیا تو کیا گناہ کیا فقط جواب اِسکا یہہ هی که یہہ نافهمي اور ناداني حضرت علامہ کي هی اِسلیئے که آیات اور احادیث میں اگر نام اِس عضو کا هی تو مسایل شرعیه کے بیان میں با ستائش مومنین کے مقام پر هی نه که ایسے موقع و محل پر جو محل نزاع هی اور مسایل شرعیه کے بیان میں ایسے الفاظ کي ضرورت هوتي هی تو اُسکے بیان کا ایک سبب خاص هی هاں اگر شاہ صاحب اُن احادیث و اخبار امامیه پر طعن کرتے جن میں واسطے بنانے مسئله شرعي کے اِس عضو کا نام لیا گیا هی تو یہہ معارضه یا تمثیل صحیح هوتا حالانکه صدها احادیث امامیه میں ائمه کرام کي زبان سے اِس عضو کا نام مذکور هی اور شاہ صاحب نے کسي پر کچھہ اِعتراض نہیں کیا اور اِس محل خاص پر جو اِعتراض کیا اُسکا مطلب یہہ هی که ارازل عوام کو بھي اِسقدر غیرت اور حیا هوتي هی که اگر کوئي اُنکي جورو یا بیٹي کو لے جاوے تو وہ ایسا لفظ زبان پر نہیں لاتے اور اپني جورو یا بیٹي کي نسبت شرمگاہ کے غصب کر لینے کا لفظ زبان پر نہیں لاتے تو کیونکر ممکن هی که جناب اِمام نے ایسا لفظ زبان سے نکالا هو بلکه اگر في الواقع یہہ نکاح بجبر و اکراہ هوا تھا تو اِمام کو مناسب تھا که وہ سایل کے جواب میں فرما دیتے که به ضرورت یہہ نکاح هوا تھا اور بوجه مُظهر اِسلام اور متمسک به شریعت هونے عمر کے شرعاً ایسا نکاح کر دینا جایز تھا نه که اِس عبارت و الفاظ کو چھوڑ کر ایسا کرنه لفظ جسکے هزار معنے بنائے جاویں مگر سمجھنیوالے اور هي کچھہ سمجھتے هیں زبان پر لاتے اور اِس تقریر کا جواب خدا کي کلام میں اِس لفظ کے هونے یا حضرت عایشه کے بنظر ضرورت مسئله شرعي کے اُس لفظ کو زبان پر لانے سے نہیں هوتا این هذا من ذلک *

تیسرا قول بعض علماء شیعه نے یہہ خیال کرکے که نکاح کے هونے سے اِنکار کرنا اپني احادیث و اخبار کي کتابوں پر خط نسخ کھینچنا هی اور روایت (اول فرج غصبت منا) که جو خاص کلیني نے کافي میں اِمام صادق علیه‌السلام کي حدیث کرکے لکھي هي غیر صحیح کهنا اِمام کو جھٹلانا هی اور اُسکو بغیر توجیه و تاویل کے تسلیم کرنا عقل اور اِیمان اور عزت سے هاتھہ اُٹھانا هی اِسلیئے که اُسکے معنے بنانے اور الفاظ کو حقیقت سے مجاز کے طرف پھیرنے پر آمادہ هوئے جب اُسکو بھي بے سود دیکھا اور اُس سے بھي کچھہ مطلب حاصل نه هوا تب دوسري طرح کي تاویلات دور ازکار کے جانب توجه فرمائي اور صبر اور وصیت اور تقیه سے پناہ لي چنانچه هم هر ایک تاویل کو بتفصیل بیان کرتے هیں *

(پهلي تاویل صبر) بعض علماء شیعه نے فرمایا هی که جو معامله جناب امیر کو پیش آیا اکثر انبیاء اور اوصیا کو ایسے معاملے پیش آئے هیں اور اُنهوں نے صبر فرمایا هی اور اِس سے اُن کے درجات خدا نے

تھي اُن کے ساتھہ اِسی طرح پر برتاؤ کرنے کے لیئے آیات قرآني نازل ہوئیں اور اُنکے لیئے سخت احکام صادر ہوئے بلکہ جس طرح پر جہاد کرنے کا حکم اُوپر کفار کے ہوا اُسي طرح پر اُوپر منافقوں کے ہوا جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ھی کہ یاایہاالنبي جاھدالکفار والمنافقین واغلظ علیھم ومأویٰھم جہنم و بئس المصیر کہ اے پیغمبر جہاد کر اُوپر کافروں کے اور منافقوں کے اور نہایت سختي کر اُوپر اُن کے اور جگہہ اُن کي جہنم ھی *

غرض کہ جب اُن منافقوں کا جن کي نفاق کا حال معلوم ہو گیا حال مثل کفار کے ہو اور جہاد بھي اُن پر واجب ہو اور اُن پر غلظت اور شدت بھي مثل کفار کے کرنیکا حکم ہو تو پھر نکاح میں درمیان کفار کے اور اُن منافقوں کے کیا فرق رہا اب سواے اِسکے کہ یا حضرات شیعہ حضرت عمر کو منافق نہ کہیں اور اِس کلمہ کفر کے کہنے سے باز آویں تا کہ اِس نکاح کو حرام جانیں دوسرا کوئي علاج نہیں ھی *

اگرچہ علماء شیعہ نے اِس معاملے میں عوام کے فریب دینے کو اور جاہلوں کو سمجھانے کو بہت اللہ فریبي کي تقریر کي ھی اور حضرت عمر کو مُظہر اِسلام کہکر اِس نکاح کا جواز ثابت کیا ھی لیکن یہہ فریب ذرا سي بات میں کھلا جاتا ھی اور یہہ سب توطیہ اُن کا ایک ادني بات میں ہباءً منثورا ہوا جاتا ھی یعني ہم ایک اِستفتا کرتے ہیں اُسکا فتویٰ لکھہ دیں اور جو بات ہم پوچھتے ہیں اُسکے جواب میں صرف لا یا نعم فرماویں وھو ھذہ کیا فرماتے ہیں جناب قبلہ و کعبہ اِن دو مسئلوں میں جن میں سے پہلا یہہ ھی کہ ایک منافق جسنے خدا کي کتاب میں تحریف کي جسنے پیغمبر کي سنت کو بدلا جسنے حضرت فاطمہ علیہاالسّلام کا حق غصب کیا جسنے معصومہ کے جسم اطہر پر ایسا صدمہ جسماني پہنچایا کہ اُس سے معصوم بچہ شہید ہوا اور جس نے سیدۃالنساء کا حق نہ دیا اور اُن کو جھوٹھا جانا اور اُنکا دعوي ارث پدری کا نہ سنا اور جسنے امیرالمومنین علي علیہالسلام کا حق غصب کیا اور جسنے اُن پر جبر و ظلم کیا وہ ایک مومنہ عارفہ کے ساتھہ نکاح کرنا چاہتا ھی جایز ھی یا نہیں *

دوسرا مسئلہ ایک مومن نے جس کو خدا نے ذاتي شجاعت اور شرافت میں یکتای روزگار پیدا کیا ھی اور جسکے بازو کو قوت اور طاقت قلعہ شکني کي دي اور جسکو جرأت دس ہزار جنگي سوار کے ساتھہ لڑنے کي دي ھی اپني بیٹي مومنہ عارفہ کا نکاح ایک منافق مرتد غاصب خائن کے ساتھہ صرف اُسکي تہدید زباني پر کر دیا اُسکي نسبت کیا حکم شرعي ھی آیا وہ گنہگار ہوا یا نہیں *

اور اگر اسے استفتا پر فتویٰ دینے میں بھي چوں وچرا کو جناب قبلہ و کعبہ دخل دیں اور صاف جواب نہ دیں تو اُن سے ہم ایک صاف مسئلہ پوچھتے ہیں اُسیکو لکھدیں *

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح مومنہ کا ساتھہ سني ناصبي کے جایز ھی یا نہیں *

پس جو کچھہ جواب اِسکا لکھدیں وھي تمام اِس بحث کے طی کرنے کے لیئے کافي ھی پھر نہ کسي توجیہ کي حاجت ھی نہ کسي تاویل کي ضرورت ھی ایک دو حرفي فتویٰ پر مدار اِس تمام قصہ جھگڑے کے فیصلہ کا ھي پس اے حضرات شیعہ بنظر عنایت اِس سوال کا جواب لکھدو اور اِس جھگڑے قصے کو میٹو *

ادا سے دیکھہ لو جاتا رہے گلا دل کا — بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ھی فیصلا دل کا

کو نہیں گوارا کر سکتا سواے انبیا و اوصیاء کے کہ صبر و رضاي حضرات علیہم التحیۃ والبرکات بعطاي حضرت کبریا اُنہیں پر ختم ھی کہ باوصف عطاي قوت و معجزہ صبر و تحمل بھي ایسا ھي اُن کو عطا ھی کہ یہہ استعداد اور حوصلہ کسي اؤر بشر کو نہیں حاصل کہ نفس پر اتنا غلبہ ہو سکے کہ انتہاي مرتبہ اور غایت کمال ھی غالب کل غالب ھوئیگا *

اے مسلمانو ں کہاں ھو کس نیند میں سو رہے ھو ذرا چونکو ھوش میں آؤ اُٹھکر بیٹھو اِس بچہ نادان مولف سیف صارم اور اُسکے پیران نابالغ یعني مجتہدین و علماء کي عقل و حیا پر نوحہ کرو اُنکے اِیمان و اِنصاف کے جانے پر مرثیہ پڑھو اُنکے حال زار پر رحم کرو دیکھو کہ کیسي عقل و حیا اُنکي جاتي رہي ھی کہ عیب کو ھنر کرکے دکھلاتے ھیں اور پردہ میں محبت اھلبیت کي اُنکي شان میں کیا کچھہ بکتے ھیں جسکے سننے سے بدن پر رعشہ حس پر خیال کرنے سے دل کو لرزہ ھوتا ھی خیال کرو کہ بیغیرتي کو شجاعت کہتے ھیں بیحمیئي کو صبر سے تعبیر کرتے ھیں اے یارو یہہ کیسے دوست اھلبیت کے ھیں کہ اُن حضرات عالي درجات پر جنکي شان میں آیہ تطہیر نازل ھوئي جن کي عصمت و عفت پر پاکي نے قسم کھائي اُنکي نسبت کیا کیا کہتے ھیں اے بھائیو صبر اِسي کا نام ھی کہ ایک منافق بیٹي کو غصب کرلے اور بجبر و اکراہ نکاح ناجایز کرالے اور حضرات علیہم السلام بیٹھے بیٹھے دیکھا کریں اور سواے سکوت کے زبان سے بھي کچھہ نہ فرماویں اور باوصف عطاے قوت معجزہ و کرامات کے صبر و تحمل کو کام فرماویں خدا کي قسم ھی کہ میں تعصب کو دخل نہیں دیتا اپنے مذھب پر خیال نہیں کرتا بلکہ صرف عقل و حیا سے پوچھتا ھوں کہ جسکا نام حضرات شیعہ نے صبر رکھا ھی اور جس حالت کو صبر و تحمل سے تعبیر فرمایا ھی حقیقت میں وہ صبر و تحمل ھي ھی یا اُس کي اؤر کچھہ حقیقت ھی میري سمجھہ میں تو یہي آتا ھی کہ اُنھوں نے وقاحت اور بیغیرتي کا نام صبر و تحمل رکھا ھی اور محبت کے حیلہ سے اھلبیت اطہار کو ذلیل کیا ھی نعوذ باللہ نعوذ باللہ یہہ کیا خرافات ھی جو شیعہ لکھتے ھیں ابھي کسي ادنی عامي آدمي کے گھر جاکر کوئي شخص گو وہ شجاعت میں بینظیر اور قوت میں لاثاني اور مال و دولت میں لاجواب ھو اُس کي بیٹي سے بہ جبر و اکراہ نکاح کرنیکا قصد کرے پھر تماشہ دیکھے کہ وہ عامي چپ چاپ رھتا ھی یا اپني جان عزت پر قربان کرتا ھی معلوم نہیں کہ حضرات شیعہ نے امیرالمومنین یعسوب الدین صاحب ذوالفقار جد ائمہ اطہار کي عزت اور ھمت اور شجاعت کو ایک ادنی آدمي کے برابر بھي خیال نہیں کیا اور وقاحت کو نام صبر تحمل کے قرار دیا ھی اور طرفہ ماجرا یہہ ھی کہ ایسي وقاحت کي باتیں اُنکي طرف منسوب کرتے جاتے ھیں اور ایسے اِلزام اُن کو دیتے جاتے ھیں اور پھر بھي اُنکو غالب کل غالب مطلوب کل طالب امیرالبررۃ قاتل الکفرۃ والفجرۃ سید الابرار مخاطب بہ لافتی الا علي لا سیف الا ذوالفقار کہتے جاتے ھیں نہ خدا سے شرماتے ھیں نہ رسول کا لحاظ کرتے ھیں حقیقت میں دین و اِیمان کو حضرات شیعہ نے بگاڑا اور شریعت محمدي کو اُنھوں نے درھم و برھم کیا اور شیطان کا نام بدنام ھوا یہہ باتیں شیطان کے دادا کو بھي نہ سوجھي ھونگي جو اِن حضرات کو سوجھي ھیں *

کار زلف تست مشک افشاني اما عاشقاں ۔۔ مصلحت را تہمتے بر آھوي چیں بستہ اند

بڑھائے ہیں جیسا کہ حضرت لوط پر بھی ایسا ہی واقعہ گذرا ہے چنانچہ حضرت لوط کے پاس جب فرشتے آدمی کی صورت ہو کر آئے اور اُن کو کچھ شبہہ ہوا تو اُنہوں نے اپنی بیٹیاں اُنکے سامھنے کر دیں اور کہا کہ یاقوم ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم کہ یہہ میری بیٹیاں حاضر ہیں تمھارے واسطے اور یہہ اچھی ہیں تمھارے لیئے اور بلکہ صاف فرمایا کہ ھٰؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین کہ یہہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم کو کچھہ کرنا ہے کرو پس تعجب ہے کہ جب حضرت لوط پیغمبر خدا نے اپنی بیٹیاں سامھنے کر دیں اور ایسا کلمہ فحش زبان سے کہا کہ اگر کرنا ہے تو یہہ بیٹیاں حاضر ہیں اور اِسکا ثبوت آیات قرانی سے ہوتا ہے تو پھر ناصبیوں کا یہہ اعتراض کہ حضرت امیر نے کیوں اپنی بیٹی عمر کو دے دی تھی سراسر بیجا ہے جو جواب ناصبی حضرت لوط کے معاملہ کا دینگے وہی ہم مومنین کی طرف سے خیال کریں فقط چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے مصائب النواصب میں اور اور علماء شیعہ نے اپنی کتابوں میں اِسکو لکھا ہے اور علاوہ اِسکے حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ زن فرعون کی بھی مثالیں دی ہیں چنانچہ ہم اُن سب کو لکھکر اُسکا جواب دینگے بالفعل بہ نسبت عقد جناب امیر کے جو کچھہ حضرات نے فرمایا ہے اُس کو ہم ایک کتاب سیف صارم سے جو بعد ملاحظہ جناب مجتہد صاحب کے سنہ ۱ ہجری میں مطبع جعفریہ یعنے مطبع اثنا عشریہ میں چھپی ہے نقل کرتے ہیں گویا مولف نے اپنے تمام مجتہدین و علما کے اقوال کا خلاصہ اُس میں لکھا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُسکو غور سے دیکھیں اُس بیچارہ مولف کی اور اُن کے مجتہدین و علماء کی حیا و شرم کی داد دیں اور اُن کے حق میں احسنت و آفرین کہیں و ھو ھذہ بلفظہ ثواب کالشمس فی وسط النہار ظاہر و ہویدا ہے کہ ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مُطہر الاسلام اور مُظہر اور منفر کلام معصومہ سے قربت و وصلت کا بھی مفید نہیں صرف ظہور اخبار شیخ فانی تھا اور اذیت رسانی اور مضطر کرنا اور نہ ظاہر تھک پہنچا نفس رسول کو اور مُظہر اتمام حجت اور نوبت غلبہ غالب کل غالب تھا نفس پر کہ اگرچہ در حقیقت قربت معصومہ طاہرہ یعنے وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاہر میں علامت مناکحت ہے بموجب اقرار شیخ فانی اور ہم بسبب صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تھا اور باعتبار ظاہر کے بھی اور باعتبار باطن کے از روے علم باطنی کے بھی حضرت مولی پر ہویدا تھا اور مُظہر الاسلام بظاہر منکر رسالت و شرایع رسول انام سے قطع نظر اِسکے بھی مناکحت ممنوع شرعی نہیں تھی لیکن باعتبار ظاہر حال بنظر خواص و عوام البتہ کمال اہتمام حرمت ولی خدا ظاہر کہ ایک منکیتر بیٹی ایسی صغیرہ کا باوصف دامادی اور ابن عمی رسول اور ملقب ہونے ساتھہ نفس رسول کے اور خیر کبیر اور غالب کل غالب ہونیکے اور مخاطب بہ لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار ہونیکے ایک شیخ فانی سے نکاح کرنا اور باوجود درپیشی اِس قدر اختلال و تکرار کے ایسے سید عرب و عجم امیرالمومنین کہ اِس لقب کے خود صدیق و فاروق و صدیقہ نواصب تک گواہ ہیں لوگوں کی نظر میں ایک شیخ نومسلم ظاہری سے مغلوب دکھلائی دیں اور مجبور کہلاویں حتی کہ بیٹی حوالہ کر دیں کہ نفس سرکش کسی بشر کا ہرگز باوصف ظہور علت اباحت شرعی کے بھی اِس ہتک

ٹھہروگے جو کچھہ تاویل کروگے اُسي سے اہلسنت پر اِلزام دوگے اِس بحث کے اول سے آخر تک دیکھہ لو کہ جو کچھہ ہم کہتے ہیں وہ سچ ہی یا جھوٹھہ ہی اب لاف محبت اہلبیت نہ مارو اور صاف صاف اُنکي دشمني کا اِقرا کرو اور اپنے ہر عقیدہ اور ہر مسئلہ پر غور کرکے اِنصاف کرو کہ اُس سے محبت اہل بیت کي ظاہر ہوتي ہی یا عداوت اگر محبت اہلبیت ہوتي تو کیا اُنکے جناب پاک کي نسبت ایسي ایسي وقاحت کي باتیں منسوب کرتے اُن کي شان میں ایسي ایسي بیغیرتیاں بیان کرتے استغفرالله استغفرالله *

جامي چہ لاف میزني از پاک دامني بر خرقۂ تو این ہمہ داغ شراب چیست

جو کہ حضرت لوط کے قصے کا بھي جواب بخوبي ہو چکا اب میں حضرت ابراہیم علیہ‌السلام کے قصے کا کچھہ بیان کرتا ہوں *

بعض حضرات شیعہ نے فرمایا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ‌السلام کي بي بي سارہ کو بھي نمرود نے زبردستي چھین لیا تھا اور اُس وقت حضرت اِبراہیم سے سواے صبر اور دعا کے کچھہ نہ ہوا چنانچہ مولف سیف صارم اِس مضمون کو اِس عبارت سے بیان کرتا ہی و ہوہذہ بلفظہ علاوہ اِسکے تفسیر عربي سے ایک اور مختصر مضمون معلوم حاجب ہم لکھتے ہیں زیادہ تفصیل تفسیر مذکور میں وہ دیکھہ سکتے ہیں کہ اُنکے پھر عربي کي ہی بالمختصر کہ سارا بي بي حضرت اِبراہیم کي کہ بہت خوبصورت تھیں بسبب ظلم و جور اشقیا کے اپنے خاوند اِبراہیم کے ساتھہ سر بصحرا نکلیں جب مصر میں پہنچیں تو وہاں کا بادشاہ بہت جبار تھا اُس کي عادت تھي کہ جو عورت خوشرو ہوتي تھي اُسکے خاوند کو مار ڈالتا تھا اور بھائي بند ہوتا تو اُس سے چھین لیتا تھا غرض اِن پر بھي وہي نوبت پہنچي کہ پیادے ظالم کے حضرت پاس آئے اور پوچھا کہ یہہ عورت تمہاري کون ہی حضرت نے کہا کہ بہن ہی یعني مراد حضرت کے دل میں یہہ تھي کہ دیني بہن ہي اور اولاد آدم منصف فہم اِس جگہہ سے طریقہ تقیہ اور شعار انبیا ایسے مقام مجبوري و اِضطرار میں خیال کر سکتا ہی کہ اوصیا کو اُسوۃ و اِقتدا با انبیا ہوتي ہی اور مومنین کو اُسوۃ اُن سے تو ناصح صاحب کو اگر کچھہ بھي قوت منفعلہ ہو تو سوچیں اور شرم کریں کہ اِن کے پیر عربي خود کیا لکھتے ہیں غرض پیادگان شاہ مذکور نے اِبراہیم کو تو چھوڑ دیا اور حضرت سارہ خاتون کو زبردستي لے گئے حضرت اِبراہیم نے جب یہہ حال دیکھا تو نماز و دعا میں مشغول ہوئے اور حضرت سارہ جب اُس شقي کے پاس پہنچیں وہ شقي عاشق ہو گیا اور چاہا کہ بے ادبي کرے بالجملہ حضرت سارہ نے دعا کي کہ اُسکا حال یہہ ہوا کہ دونوں ہاتھہ خشک ہو گئے بدحال ہوا انجام کو حضرت سارا نے دعا کي اچھا ہو گیا پھر بدذاتي کي پھر وہي حال ہوا غرض تیسري دفعہ حضرت سارا کو رخصت کیا اور ہاجرہ حوالہ کیں *

ہم اِس تحریر پر بھي آفریں و مرحبا کہتے ہیں اور اِس قصے کے اِس موقع پر ذکر کرنے پر شاباش شاباش کہہ کر مولف کا دل بڑھاتے ہیں کہ اِس نے ایسے قصے کو چھیڑا جس سے ہمارا مطلب حاصل

اب میں قصۂ لوط کا بھي مختصر جواب لکھتا ھوں اور آیہ کریمہ کي تفسیر بیان کرتا ھوں پوشیدہ نہ رھے کہ آیۂ مذکورہ کي یہہ معني نہیں ھیں جو حضرات شیعہ نے تصور کیئے ھیں کہ حضرت لوط نے ویسے ھي بلا نکاح اپني بیٹیاں زنا کرنے کے لیئے کسي کے سامھنے کر دي ھوں بلکہ مراد حضرت لوط کي پیش کرنے سے یہہ تھي کہ تم اِن سے نکاح کر لو اور چونکہ اُس وقت نکاح کافر کے ساتھہ جائز تھا اِسلیئے اُس میں کوئي قباحت شرعي نہ تھي اِسي واسطے حضرت لوط کي طرف سے خدا نے یہہ الفاظ فرمائے ھیں کہ (ھن اطہر لکم) کہ حضرت لوط نے یہہ فرمایا کہ میري بیٹیاں تمھارے واسطے پاک و پاکیزہ ھیں اور طہارت بے نکاح کے نہیں ھوتي *

اگر کوئي شیعہ کہے کہ ھم اِس امر کو نہیں مانتے لفظ نکاح کا آیہ میں نہیں ھی یہ جواب اُسکے ھم کہینگے کہ وہ تفسیروں کو ملاحظہ کریں اور سنیوں کي تفسیرونکو نہ دیکھیں اپني ھي تفاسیر سے اِسکي سند لیں چنانچہ امین الدین طبرسي مجمع البیان میں جو کہ نہایت معتبر تفاسیر شیعہ سے ھی اور طہران دار السلطنت ایران میں چھپي ھی اِسي آیہ کے ذیل میں فرماتے ھیں قال یا قوم ھٰؤلاء بناتي ھن اطہر لکم ...ان یجوز في شرعہ تزویج المومنۃ من الکافر کہ حضرت لوط کي شریعت میں نکاح مومنہ کا ساتھہ کافر ...کے جائز تھا *

اگر کوئي دانشمند شیعہ یہہ کہے کہ گو اِس آیہ کے اِن الفاظ سے مطلب نکاح کا ھو لیکن دوسري آیہ ...تو صاف فعل کرنا مذکور ھی کہ (ھٰؤلاء بناتي ان کنتم فاعلین) کہ حضرت لوط نے کہا کہ یہہ میري ...یاں ھیں اگر تم کرنیوالے ھو تو کرو اِسکے جواب میں بھي ھم اُنھیں کي تفسیروں پر رجوع کرتے ھیں ...جو اِن آیات کا مطلب اُنھوں نے بیان کیا ھی اُس کو نقل کرتے ھیں چنانچہ تفسیر مجمع البیان ...میں علامۂ موصوف فرماتا ھی کہ قولہ ان کنتم فاعلین کنایۃ عن النکاح اي ان کنتم متزوجین کہ فعل ...سے مراد نکاح ھی یعنے اگر تم نکاح کیا چاھو تو یہہ میري بیٹیاں حاضر ھیں *

اگر حضرات شیعہ کو ایک تفسیر پر اطمینان نہ ھو تو دوسري تفسیر کي عبارت بھي سنیں کہ فاضل کاشاني علماء شیعہ سے خلاصۃ المنہج میں اُسي آیہ کي تفسیر میں لکھتے ھیں کہ گفت لوط اي گروہ من اینھا دختران من اند ایشاں را بخواھید کہ ایشاں پاکیزہ اند و شما را تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات بکفار جایز بود *

الحاصل قصۂ لوط سے اور واقعۂ نکاح ام کلثوم سے کیا مناسبت ھی دونوں میں بڑا فرق ھی حضرت لوط کي شریعت میں نکاح مومنہ کا ساتھہ کافر کے جائز تھا اور اُن کا کہنا زنا کے لیئے نہ تھا بلکہ نکاح کے واسطے تھا اور پیغمبر خدا کي شریعت میں اخیر کو نکاح ساتھہ کافر کے حرام ھو گیا تھا اور مطابق اصول شیعہ کے دشمن اھلبیت اور ناصبي کے ساتھہ بھي نکاح حرام تھا علاوہ بریں حضرت لوط کي بیٹیوں کو کوئي غصب کرکے لے نہیں گیا نہ اُن کي عفت و عصمت میں خلل آیا اور یہاں تو معاملہ برعکس ھی کہ حضرت عمر نے نکاح بھي بجبر کرا لیا جو کہ شرعاً جائز نہ تھا اور پھر ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے اور چند سال تک رکھا اور اُن سے اولاد پیدا ھوئي پس دونوں شخصوں میں زمین و آسمان کا فرق ھی *

ای حضرات شیعہ کہاں تک باتیں بناؤ گے کیا کیا تاویلیں کروگے جو کچھہ کہوگے اُس میں جھوٹھے

لیئے نکلا کرتے اور لوگوں کي خبر لیا کرتے تھے اگر کہیں حضرت امیر کو دعا کرتے سن لیتے تو شاید اُنکو تکلیف دیتے اور پھر وھي امر پیش آ جاتا جس کے لحاظ سے حضرت امیر ساکت ھو گئے تھے یعني خوف قتل مگر خیال اُسوقت کرنا ضرور تھا جبکہ دعا کے لیئے چلانا ضرور ھوتا حالانکہ جہر دعا کے لیئے ضرور نہیں ھی خدا دل کے دعا کو بھي ویسا ھي سن لیتا ھی جیسا کہ زبان سے چلانے کو سنتا ھی پس دل ھي سے دعا کرتے اور زبان سے کچھہ نہ فرماتے غرض تو مطلب حاصل ھونے سے تھي پس حضرت امیر کے مقابلہ نہ کرنیکا سبب تو ھم نے مانا کہ خوف جان کا تھا اور آواز سے دعا نہ کرنے کے لیئے بھي ھم نے معذور تصور کیا کہ اندیشہ عمر کے سن لینے کا تھا لیکن دل سے دعا نہ کرنیکا کوئي سبب سمجھہ میں نہیں آتا کاش کوئي شیعہ ھم کو یہہ بتا دے اور ھمارا شبہہ دور کر دے *

اگر کوئي دانشمند یہہ فرماوے کہ جب نکاح کر دیا تو پھر دعا مانگنے کي کیا ضرورت تھي معاذ اللہ معاذ اللہ عمر زاني اور فاسق نہ تھے جنکے ساتھہ اپني بیٹي کا نکاح کرنے سے حضرت علي کچھہ لحاظ فرماتے تو بس یہي قول ھمارا ھی پھر روایت (اول فرج غصبت منا) کو کیا کرینگے اور اُن صدھا اوراق کو جو اِس نکاح کي توجیہ کے لیئے علماء نے سیاہ کیئے ھیں کس آنکھہ کے پاني سے دھووینگے اگر نفس الامر یہي ھی کہ حضرت علي حضرت عمر سے راضي اور حضرت عمر حضرت علي سے خوش تھے اور دونوں ایمان اور اخلاص میں ایک دوسرے پر بھروسہ رکھتے تھے اِسلیئے اپني خوشي سے نکاح کر دیا تو بس جھگڑا طی ھوا لیکن مذھب تشیع کا بطلان کالشمس في نصف النہار ثابت ھوا *

اگر حقیقت میں یہہ بات جو ھم نے بیان کي حضرات شیعہ تسلیم کر لیں تو اُنکو سواے اپنے مذھب کے چھوڑنے کے دوسرا چارہ نہیں ھی اور اِسیواسطے اُن کے علما نے ھزاروں قسم کي تاویلات فرمائیں جنکي ضرورت نہ تھي لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے سے چشم پوشي کي کسي نے عذر خوف جان کا بیان کیا کسي نے اُسکو صبر و تحمل پر محمول کیا کسي نے اُسکے معارضہ میں حضرت لوط کے قصے کو پیش کیا کسي نے حضرت اِبراھیم کي بي بي سارہ کے پکڑے جانے پر بطور نظیر کے بیان کیا کسي نے حضرت امکلثوم کي شکل پر جنیہ کي شکل ھونے کا دعوی کیا بہر حال یہہ سب نظیریں اور مثالیں اور حکایتیں بیان کرنا اور اُس کے عذرات اور وجوھات پیش کرنا بلکہ اِس نکاح کو مثل مُردار کے کھانیکي جو ضرورتاً شرعاً حلال ھو جاتا ھی § سمجھنا کس لیئے ھی اِسي لیئے تاکہ یہہ ثابت نہو کہ حضرت عمر رضي اللہ تعالی عنہ لائق زوجیت حضرت امکلثوم کے تھے اور حضرت علي نے خوشي سے اُن کے ساتھہ نکاح کیا پس ایک حضرت عمر کي نضیلت سے اِنکار کے واسطے کیا کیا توجیہات کي ھیں اور کیسے کیسے اِلزام حضرات اھلبیت پر دیئے ھیں کہ کچھہ ھو خواہ اھلبیت بدنام ھوں خواہ اُن کي بذات طیبات مغصوبہ ٹھہریں خواہ اُنکے اولیا پر وقاحت کا اِلزام آوے سب کچھہ ملطور اور قبول ھی لیکن حضرت عمر کي نضیلت کا اِقرار نہ کیا نہ کرتے ھیں نہ کرینگے *

(دوسري تاویل وصیت) جو کہ ھم اُوپر صبر و تحمل کي تاویل سے جواب دے چکے اب دوسري تاویل کو بیان کرکے اُس کا رد کرتے ھیں *

جبکہ حضرات شیعہ نے خیال کیا کہ صبر کي تاویل درست نہیں ھی اور بغیر کسي وجہ خاص کے ایسے نازک معاملے میں تحمل کا عذر صحیح نہیں اِسلیئے اُسکي تائید دوسري طرح سے کي اور اُسکے لیئے ایک

§ جیسا کہ صاحب نزھہ نے لکھا ھی کہ تجویز تزویج در مقام ضرورت و اضطرار باب رخصت است چنانچہ تجویز تناول میتہ درحالت مخمصہ و اضطرار

هوتا هی اور هم کو ایک حجت اُن پر هوتي هی لیکن سخت حیرت اُن کي عقل اور سمجهه پر هی که اِس میں اُنهوں نے اپنا کیا فائده تصور کیا هی یعنے خلاصه اِس قصه کا یهي هی که حضرت اِبراهیم کي بي بي ساره کو نمرود کے آدمي پکڑ لے گئے اور جب اُس شقي نے بیحرمتي چاهي حضرت ابراهیم نے خدا سے دعا کي خدا نے نمرود کا هاتهه خشک کر دیا اور اُن کي بي بي کي عصمت کو بچا دیا بلکه ایسا معجزه دکهلایا که جسکے سبب سے اُس نے ایک لونڈي هاجره اُنکو نذر کي اب کوئي اِس قصے کو حضرت ام کلثوم کے حال سے ملاوے که مطابق هی یا مخالف اگر حضرت ام کلثوم کے ساتهه بهي ایسا هي معامله هوتا که جب حضرت عمر اُن کو اپنے گهر لے گئے تهے تب حضرت علي خدا سے دعا کرتے اور الله جلشانه حضرت اِبراهیم کي طرح اُن کي عصمت بچانے کے لیئے عمر کا هاتهه خشک کر دیتا اور اُن کو ڈرا دیتا اور وه معجزه دیکهکر صحیح و سالم ام کلثوم کو حضرت علي کے گهر بهیجدیتے بلکه اپني طرف سے ایک لونڈي نذر پیشکش کرتے اور تقصیر اپني معاف کراتے تو بیشک قصه اِبراهیم و ساره کا مطابق اُن کے حال کے هوتا حالانکه برخلاف اُس کے حضرت عمر نے زبردستي ام کلثوم کا نکاح کرا لیا اور اپنے گهر آٹهه دس برس تک اُن کو رکها اور ایک بیٹا اور ایک بیٹي بهي اُن سے پیدا هوئي اور اُن کے جیتے جي حضرت ام کلثوم اُنکے گهر رهیں اور بعد اُن کے وفات کے حضرت جعفر طیار کے بیٹے کے ساتهه اُن کا نکاح هوا پس تعجب هی که خدا نے حضرت ساره کي عصمت بچانے کے لیئے تو معجزات دکهلائے نمرود کا هاتهه بهي خشک کر دیا اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمه بنت رسول کے غصب کا جب ایک منافق مرتد نے اراده کیا تو نه خدا کے دریاء غیرت کو جوش هوا نه اُسکا قهر و جلال ظاهر هوا نه اُس نے کوئي معجزه دکهلایا نه اُس غاصب کا هاتهه خشک کیا نه کسي اور طرح پر اپنے رسول کي پوتي کو بچایا بس سوا اِسکے کیا کہا جاوے که شیعوں کا خدا بهي عمر سے ڈر گیا اور اُس نے بهي خوف کے مارے کچهه دم نه مارا یا انکے اپنے رسول کے وصي کي طرح اُس نے بهي صبر کیا اور تحمل فرمایا چونکه ادنیٰ آدمیوں کو ایسے معاملات میں بے صبري هو جاتي هی اور وه جان دینے پر آماده هو جاتے هیں مگر چونکه اِمام اور وصي کا رتبه اور درجه سب سے بڑا هوتا هی اِس لیئے اُنهوں نے ایسے معامله میں بهي صبر کیا (نعوذ بالله من هفواتهم و من سوء عقیدتهم *

اِس قصه میں ایک شبهه جاهلانه اور رها جاتا هی جس کا رفع کرنا بهي مناسب هی وه یهه هی که تواریخ و سیر سے ثابت هی که جب حضرت اِبراهیم کي بي بي کو نمرود شقي نے پکڑوا بلایا حضرت ابراهیم نے خدا سے دعا کي اُس دعا پر خدا نے مُعجزه دکهلایا اور نمرود کا هاتهه خشک کیا اور حضرت علي نے بعد جانے ام کلثوم کے دعا نهیں کي که خدا اُسکو قبول کرتا اور معجزه دکهلاتا فقط بیشک یهه سچ هی که حضرت علي نے دعا نهیں کي اور یهه بهي درست هی که جب خود حضرت امیر جنکي بیٹي غصب کي گئي خاموش هو گئے تو خدا کیا کرتا وه بغیر دعا و سوال کے کیوں اپنا قهر نازل کرتا لیکن حضرت امیر کو دعا کا مانع کون تها اُنهوں نے کیوں سکوت فرمایا اور دعا کے لیئے اُنهوں نے اپنے گهر میں رات کے وقت کیوں دروازه بند کرکے هاتهه نه اُٹهایا اگر مقابله کرنے میں خوف جان کا اور لڑنے میں اندیشه قتل کا تها تو خیر ایک مجبوري تهي جس کے باعث سے خاموش هو گئے لیکن گهر میں رات کے وقت کسکا ڈر تها جس کے سبب سے دعا تک نه مانگي شاید خیال حضرت عمر کا هوگا که وه اکثر رات کو بهي گشت کے

تقریر لطیف کو لکھنے لکھنے قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب میں اپنے حیا و شرم کی جوہر دکھلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دعویٰ کرنا خلافت کا جو عمر نے کیا اور بیٹھنا مسند رسول پر خدا کے نزدیک ہزار فرج کے غصب کرنے سے بھی زیادہ برا تھا چہ جائے فرج واحد کما ذکر ترجمتہ فی الفارسیۃ ان تلک الدعوی الباطلۃ کانت اعظم من غصب الف فرج فضلاً عن فرج واحد

رالقالغمن و آنچہ دعویٰ کرد از برائے خود از امامت از روی ظلم و جور و تعدی و خلاف بر خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و بدفع امامے کہ نصب کردہ او را خدا و رسول خدا و استیلای او بر امور مسلمانان پس حکم بہ خلاف خدا و رسول اعظم است نزد حق تعالیٰ از اغتصاب ہزار فرج از زنان مومنہ چہ جائے فرج واحد ای مومنین با حیا اور ای شیعیان با صفا تم کو اپنے حیا اور صفا کی قسم ہی کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس تقریر لطیف کی لطافت دیکھو اور اُس کے الفاظ اور مضامین کو سوچو کہ ائمہ اطہار اور بنات طیبات کی نسبت کیا کچھہ فرمایا ہی اور نکاح ام کلثوم کو کن لفظوں سے تعبیر کیا ہی سبحان اللہ جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کی محبت کا دعویٰ بھی کرنا اور اُن کی بنات طاہرات پر ایسی تہمت بھی کرنا اور ایسی بے ادبی کے الفاظ اُنکی شان میں زبان سے نکالنا قریب ہی کہ زمین شق ہووے آسمان سے بجلی پھر کی گرے کہ کس منہہ سے کس کی شان میں کیا کہتے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ ام کلثوم اُس معصومہ کی بیٹی ہیں جسکی صورت کسی نے نہیں دیکھی جسکی عفت کی عصمت نے قسم کھائی جب قیامت کے دن میدان محشر میں اُن کا گذر ہوگا تب منادی ندا کریگا کہ (غضوا ابصارکم) یعنی سب اپنی آنکھیں بند کر لو کہ رسول کی بیٹی عفیفہ معصومہ گذرتی ہی کسی کی اُسپر نظر نہ پڑے غرض کہ جسکے ماں کی عصمت کی خدا کے نزدیک یہہ قدر و منزلت ہووے اُس کے جگر گوشہ کی حضرات اِمامیہ ایسی فضیحت و رسوائی بیان کریں اور جو باتیں ایک عامی کی نسبت کسی کی زبان سے نہ نکلیں اُن کو ایسے جناب کے شان میں بیان کریں رہا عذر وصیت رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کا یہہ ایسا عذر ہی کہ نہ عقلاً لائق تسلیم ہی نہ نقلاً عقلاً اِسلیئے کہ پیغمبر خدا واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوئے تھے اُن کا کام تھا خود وہ کام کرنا جس میں لوگ گمراہی سے بچیں اور اوروں سے خصوصاً اپنے جانشینوں اور وصیوں سے وہ کام کرانا جس میں خلق خدا ضلالت سے محفوظ رہے پس کیونکر عقل قبول کرے کہ پیغمبر خدا نے یہہ وصیت حضرت امیر کو کی ہو کہ گو خلفاء ثلثہ خلافت غصب کریں اور تمہارا حق چھین لیں اور لوگوں کے مال پر متصرف ہووں اور خدا کی کتاب میں تحریف کریں اور میری سنت کو بدلیں اور تمہاری بیٹیوں کو چھین لے جاویں مگر دم نہ مارنا اور چپ رہنا اور یہہ سب جور و ستم اپنی نفس پر گوارا کرنا بھلا کسی کی سمجھہ میں یہہ بات آویگی کہ پیغمبر خدا نے ایسا فرمایا ہو نعوذ باللہ منہ اِس سے بڑھکر اور کیا تہمت پیغمبر خدا پر ہوگی رہا یہہ عذر کہ یہہ اِس واسطے پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ لوگ ظاہر اِسلام نہ چھوڑ دیں اور علانیہ کفر و شرک نہ کرنے لگیں تو یہہ امر بھی عقل کے خلاف ہی اِسلیئے کہ اگر وے لاکھوں آدمی جنہوں نے برسوں پیغمبر خدا کی صحبت پائی ہو اور جنہوں نے ابتدای اِسلام سے اُسکی ترقی کے وقت تک وقتاً فوقتاً اِیمان قبول کیا ہو اور جنہوں نے جہاد اور لڑائیوں میں اپنی جان دینے میں دریغ نہ کیا ہو اور جنہوں نے اپنی آنکھہ سے ہزارہا معجزات دیکھے ہوں اور جنکی شان میں خدا نے آیات فضیلت نازل کی ہوں وے سب

وجہ خاص پیدا کی یعنی وصیت کرنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حضرت سرور کائنات اپنے وصی اور امام اول کو وصیت فرما گئے تھے کہ وہ سواے صبر کے کچھہ نہ کریں اور جو جو ظلم و ستم خلفاء جور کریں اُن سب کی برداشت کریں اور جو جو وقعے پیش آنیوالے تھے سب حضرت صلی اللہ علیہ و سلم جناب امیر سے کہہ چکے تھے اور ہر ایک واقعہ پر صبر و تحمل کی وصیت کر گئے تھے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ وصی نبی کے حکم کے خلاف کرتے اور صبر کو چھوڑ دیتے چنانچہ اِس مضمون کو قاضی نور اللہ شوستری نے اپنے مصایب میں بیان کیا ہی جس کا ترجمہ فارسی ازالۃ الغین میں مذکور ہی کہ اُسکو ہم نقل کرتے ہیں وھو ھذہ و بعضے از جہال ایشاں گفتہ اند کہ چہ گنجایش دارد کہ علی تسلیم نکاح کند بنت خود را بر نفکہ شما وصف کردند و ما میگوئیم کہ این سخن جہل است نہ وجود تدبیر و بیان این آنست کہ چون رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم وصیت کرد علی را بانچہ محتاج بود در وقت وفات و معلوم گردانید جمیع انچہ جاری خواهد شد از امر مستقبلین و احداً بعد واحد پس علی گفت مرا بچہ امر میکنی آں حضرت فرمود صبر کن تا مردم رجوع کنند بسوی تو از روی طوع پس آں هنگام قتال کن با ناکثین و قاسطین و مارقین و با احدی از ثلثہ منازعت مکن تا خود را بدست خود در تہلکہ بیندازی و مردم از نفاق بشقاق بر گردند پس علی علیہ السلام حفظ وصیت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نمود بواسطۂ حفظ دین تا مردم بجاہلیت بر نہ گردند و چوں عمر خواستگاری ام کلثوم نمود علی متفکر شد و گفت کہ اگر مانع شوم او قصد قتل من خواهد کرد و اگر قصد قتل من کند و ممانعت کنم او را از نفس خود بیروں روم از اطاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و مخالف وصیت او میکنم و داخل میشود در دین انچہ مذکور میکرد ازاں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پس تسلیم ابنۂ دریں حال اصلح بود از قتل او و بیروں رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا و دانستہ بود کہ انچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان و ارتکاب کردہ از انکار حق او و قعود بجاے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و تغییر احکام الہی و تبدیل فرایض خدا چنانچہ گذشت اعظم است نزد حق تعالی و اقطع و اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم امر نمودہ بود خلاصہ اِسکا یہہ ہی کہ حضرت امیر کو پیغمبر خدا نے وصیت کی تہی کہ تم خلفاء ثلثہ کے عہد میں کچھہ نہ کہنا اور نہ کچھہ کرنا جو ظلم و ستم وہ چاہیں کریں سر نہ ہلانا جو کچھہ چاہیں وہ غصب کرلیں کچھہ نہ بولنا اِسی واسطے حضرت علی نے اصل معاملہ امامت و خلافت میں کچھہ دم نہ مارا اور سکوت کامل اختیار فرمایا حالانکہ عمر کے خلیفہ ہونے سے جو کچھہ خرابیاں ہوئیں وہ ظاہر ہیں پس خلافت کا غصب کرنا اور مسلمانوں کے مال پر متصرف ہونا اور جناب امیر کو الگ کرکے خود پیغمبر خدا کی جگہہ پر بیٹھنا خدا کے نزدیک بہت قبیح اور شنیع تھا بنسبت غصب کرنے فرج ام کلثوم کے پس جب اسے ترے قبیح اور شنیع معاملے میں یعنے غصب خلافت میں حضرت پیغمبر خدا کی وصیت کے سبب سے حضرت علی نے صبر کیا تو پھر ایک بیٹی کی شرمگاہ غصب کرنے پر صبر فرمایا تو کیا تعجب ہی اور اِس

تھہري مرزا دبير اور مير انيس کا مرثيه تھہرا که جو مضمون اُن کے ذهن ميں آيا اُسي وقت ايک روايت اپني طرف سے جهوتهي سچي بنا لي اور اپني شاعري دکہلا دي آخر اِس وصيت کا کچهه سبب کوئي وجه بهي هي يا نهيں اگر يهه وجه هو که نوبت خونريزي کي نه پہنچے تو جنگ معاويه ميں وه وجه موجود تهي که هزارها آدمي کے قتل کي نوبت آئي اور اگر يهه سبب که کوئي اصحاب ميں سے شريک نهوگا ناحق علي کي جان جاويگي تو اُسکا حال جنگ معاويه ميں کہل گيا که تمام مهاجرين اور انصار اور اهل حل و عقد اور بزرگان دين حضرت علي کے ساتهه تهے اور هزاروں اُنکي اعانت ميں شهيد هوئے تو کيا وے لوگ جنهوں نے حضرت علي کو پيچهے مدد دي پهلے مدد نه ديتے اور جسطرح معاويه کے ساتهه لڑے اُسطرح خلفاء کے ساتهه نه لڑتے پس صاف ظاهر هي که يهه وصيت کا مضمون صرف بنايا هوا هي اور ناحق تهمت رسول خدا عليه التحيه واثنا پر هي اگر شک هو تو هم اُسکو نقلا بهي ثابت کرتے هيں *

پوشيده نه رهے که قطع نظر دلائل عقلي کے جس سے بطلان اِس وصيت کا ثابت هوتا هي اگر هم احاديث و اخبار پر کتب شيعه کے غور کرتے هيں تو اُس سے بهي غلط هونا اِس کا معلوم هوتا هي اِس ليئے که ماحصل وصيت کا يهه هي که حضرت علي خلفاء ثلثه کے زمانے ميں صبر و تحمل کريں اور اُن کے کسي ظلم و ستم پر کچهه نه بوليں پس اگر حضرت علي اُنکے زمانے ميں صابر اور شاکر رهے هوں اور اُن کے ساتهه سختي اور درشتي کے ساتهه پيش نه آئے هوں اور اُنکا مقابله نه کيا هو تو بيشک هم بهي تسليم کر سکتے هيں که شايد ايسي وصيت هوئي هو ليکن اگر يهه امر ثابت هو جاوے که حضرت علي نے اپنے جلال و قهر کو کام فرمايا اور خلفاء ثلثه سے به سختي پيش آئے اور اُن سے مقابله کيا اور اُن کو هر طرح پر ڈرايا اور اُن کے قتل پر آماده هوئے تو کيونکر هم قبول کريں که پيغمبر خدا نے وصيت کي تهي اِسليئے که اگر وصيت کرتے تو ضرور حضرت علي اُسپر عمل کرتے اور کسي امر ميں چوں و چرا نه فرماتے ليکن چهوٹي چهوٹي باتوں ميں تو حضرت امير اُنکا مقابله کريں اور مرنے مارنے پر مستعد هو جاويں اور وصيت نبوي کو بهلا ديں اور ايسے بڑے معاملے ميں مثل غصب ام‌کلثوم کے صبر و تحمل کريں اور وصيت پر عمل فرماويں يهه امر هماري ناقص فهم کي سمجهه سے باهر هي اِس دقيق مضمون کو حضرات شيعه هي سمجهتے هونگے *

اب هم چند احاديث و اخبار کتب معتبره شيعه کي نقل کرتے هيں جس سے ثابت هوتا هي که حضرت علي ذرا ذرا سي بات پر مقابله خلفا کا کرتے اور اُنکے قتل پر مستعد هوتے تهے *

(پهلي روايت) کشف الغمه ميں محمد ابن خالد سے ايک روايت لکهي هي جسکا مضمون يهه هي که ايک روز حضرت عمر نے اثناء خطبه ميں لوگوں سے کہا که اگر ميں چاهوں که تم کو معلومات دينيه اور معتقدات يقينيه اور احکام شرعيه محمديه سے پهيروں اور يهه کهوں که اِسکو چهوڑکر اُن قاعدوں پر چلو جو جاهليت کے زمانے ميں تهے تو تم ميري اطاعت کرو يا نهيں کسي نے کچهه جواب نه ديا جب تين مرتبه اِسيطرح پر حضرت عمر نے پوچها تو حضرت علي نے فرمايا که اگر يهه حالت تمهاري هم ديکهيں اور تمکو خدا کے دين سے پهرا هوا پاويں تو دوسرا نائب هم طلب کريں اور اگر تم توبه کرو تو تمهاري توبه قبول کريں اگر توبه نکرو تو هم تمهاري گردن ماريں حضرت عمر نے يهه سنکر کہا که الحمدلله که همارے دين ميں ابهي ايسے آدمي هيں که اگر ميں منحرف هو جاؤں تو وه مجهے راه راست پر لا سکتے

کے سب الا قليلا منهم ايسے منافق اور ناقص الايمان هوں که وے صرف حضرت علي کے مقابله کرنے سے ساتهه خلفاء ثلثه کے ظاهری اِسلام کو بهي چهوڑ دیں اور اپنے کفر اصلي کو ظاهر کر دیں اور علانيه مشرک هو جاویں اور باوجوديکه حضرت امير حق پر هوں اور صرف مسلمانوں کي جانوں اور مالوں کو اُن کے دست تعدي سے محفوظ رکهنے اور خدا کے دين کو تغير و تبدل سے بچانے اور لوگوں کے گمراه نه هونے کے واسطے وه اُن کا مقابله اور اُن سے مقاتله کریں اور پهر بهي کوئي مسلمان اُن کا ساتهه نه دے بلکه ساتهه دينا کيسا اِسی تصور ميں حضرت علي کو چهوڑ دیں اور ظاهري اِسلام سے هاتهه اُٹها کر بت پرستي اِختيار کر ليں تو ايسي جماعت کے ايمان اور اِسلام سے کيا فائده تها اور بلکه اُن کا مسلمان رهنا اور کافر هو جانا برابر تها تو پهر پيغمبر خدا عليه التحيه والثنا کا وصيت فرمانا اور حضرت علي کو بخيال کافر نه هونے اُن لوگوں کے صبر پر تاکيد کرنا کيا ضرور تها اِس ليئے که جس امر کا انديشه تها که لوگ اِيمان و اِسلام سے نه پهر جاويں وه موجود هي تها اور وے سب کے سب اِيمان و اِسلام سے هاتهه اُٹهائے هوئے تهے ورنه خيال کرنا چاهيئے که اگر حضرت علي اِس بات پر که اُن کي خلافت خلفاء جور نے غصب کي اور لوگوں کے مالوں پر تصرف کيا اور سنت نبوي کو تغير ديا اور رسول کي بيٹي کو غصب کرلے گئے اُن خلفاء سے مقابله کرتے اور اصحاب رسول سے مدد چاهتے تو وه بجائے مدد دينے کے کلمه شهادت سے بهي منکر هو جاتے اور خدا کي توحيد اور رسول کي رسالت کا بهي اِنکار کرنے لگتے تو پهر اُنکے اِسلام کا لحاظ کيا ضرور تها اگر ايسے دلي کافر ظاهري مسلمان ظاهر ميں کلمه گو رهتے تو کيا اور بت پرست هو جاتے تو کيا صرف اُن کے ظاهري اِسلام کے لحاظ سے اِس قدر ظلم و ستم اُٹهانا اور خدا کے دين کو غارت هونے دينا اور بيٹيوں کو چهين لے جانے دينا کيا معني اور ايسے لوگوں کي خاطر وصيت کرنا پيغمبر خدا کا اور صبر و تحمل پر ثابت قدم رهنے کے اپنے وصي کو تاکيد کرنے سے کيا حاصل تها *

اے حضرات يهه معامله نکاح ام کلثوم کا ايسا آسان نهيں هے که (اول فرج غصبت منا) کهکر اُسکو ٹال دو اور اُس کو ايسي پوچ لچر باتوں ميں بهلا دو ذرا اِنصاف کرو که اگر کسي شخص کا غلام يا خدمتگار يا ملازم جس نے چند هي روز اپنے آقا کا نمک کهايا هو وه ديکهے که بعد مرنے اُس آقاء کے کوئي شخص اُس کے مال کو غصب کرتا هے يا اُسکے خاندان کي کسي لڑکي کي عزت ليتا هے بلکه غصب کرنا کس کا عزت لينا کيسا وه يهه سمجهے که ايسا اِراده بهي رکهتا هے تو اگر وه نمک حلال هوگا تو ضرور اپني جان دينے مستعد هوگا اور اپنے جيتے جي اپنے آقاء کي حرمت و عزت ميں داغ نه آنے ديگا پس کيا چار لاکهه اصحاب رسول ميں ايک بهي ايسا نه تها که وه حضرت علي کا شريک هوتا اور پيغمبر خدا کے خاندان کي عصمت و عفت بچاتا اصحاب رسول کو جانے دو اُن سب کو مرتد اور منافق سمجهو کيا بني هاشم ميں بهي کوئي شخص نه تها جو اپني بيٹيوں کي عزت بچاتا اور دست تعدي سے ايک منافق کے اُنکو محفوظ رکهتا شايد اِس کا جواب حضرات شيعه يهه ديںگے که پيغمبر خدا نے وصيت صبر کي کي تهي اور فرما ديا تها که گو کوئي شخص کتنا هي ظلم کرے اور گو تمهاري لڑکيوں کو غصب کرلے جاوے اور جو چاهے سو کرے مگر کوئي دم نه مارنا تب هم کهيںگے که وه وصيت جنگ شام اور صفين ميں کيوں بهلا دي گئي اور کس ليئے هزاروں آدمي کا خون کرايا تب شايد يهه فرماويں که اُس وصيت ميں يهه بهي تها که خلفاء ثلثه کے زمانه ميں کچهه نه کرنا مگر معاويه سے لڑنا تب هم کهيںگے که وصيت پيغمبر خدا کي کيا

کریں سوائے اپنے اور علی کے دروازہ کے بعد چند روز کے حضرت عباس نے عرض کی کہ میرے لیئے بھی
خدا سے عرض کیجیئے کہ میرا دروازہ کھول دیا جاوے آپ نے کہا ممکن نہیں تب حضرت عباس نے
کہا کہ ایک میزاب ہی کے لیئے دعا کیجیئے حضرت خاموش ہوئے اور خدا نے حضرت عباس کی
درخواست ثانی کو منظور کیا پس حضرت خود اٹھے اور [illegible] حضرت عباس کے سقف خانہ
پر پرنالہ نصب کیا چنانچہ وہ پرنالہ تین برس تک زمانہ خلافت عمر میں قائم تھا ایک روز اس پرنالہ کا
پانی بہتا تھا کہ عمر کے کپڑوں پر گرا انہوں نے حکم دیا کہ یہہ پرنالہ اکھاڑ دیا جاے چنانچہ وہ اکھاڑ دیا
گیا اور عمر نے غیظ و غضب میں آ کر کہا کہ اگر کوئی اسکو پھر لگائیگا تو میں اسکی گردن مارونگا حضرت
عباس اپنے لڑکوں پر تکیہ کرکے اسی شدت مرض میں حضرت امیر کے پاس فریاد کو آئے اور کہا کہ میں
دو آنکھیں رکھتا تھا ایک تو جاتی رہی یعنی پیغمبر خدا دوسری باقی ہی یعنی علی ابن ابیطالب میں
نہ جانتا تھا کہ تمہارے جیتے جی مجھپر یہہ مصیبت ہوگی حضرت امیر نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں
آرام سے بیٹھو دیکھو میں کیا کرتا ہوں ثم نادی یا قنبر علی بذی الفقار فتقلده ثم خرج الی المسجد والناس
حوله وقال یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانه فصعد قنبر فرده الی موضعه وقال علی وحق صاحب هذا القبر
والمنبر لئن قلعه قالع لاضربن عنقه وعنق الآمر له بذلک ولاصلبنهما فی الشمس حتی یتقددا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب
فنهض ودخل المسجد ونظر الی المیزاب وهو فی موضعه فقال لا یغضب احد ابا الحسن فیما فعله ونکفر عنه عن
الیمین فلما کان من الغداة مضی علی بن ابیطالب الی عمه العباس فقال له کیف اصبحت یا عم قال یا فضل النعم
ما دمت لی یا ابن اخی فقال له یا عم طب نفسک وقر عینا فوالله لو خاصمنی اهل الارض فی المیزاب لخصمتهم ثم
لقتلتهم بحول الله وقوته ولا ینالک ضیم ولا غم فقام العباس فقبل بین عینیه وقال یا ابن اخی ما خاب من انت ناصره
فکان هذا فعل عمر بالعباس عم رسول الله وقد قال فی غیر موطن وصیة منه فی عمه ان عمی العباس بقیة الآباء
والاجداد فاحفظونی فیه کل فی کنفی وانا فی کنف عمی العباس فمن آذاه فقد آذانی ومن عاداه فقد عادانی
فسلمه سلمی وحربه حربی وقد آذاه عمر فی ثلث مواطن ظاهرة غیر خفیة منها قصة المیزاب ولولا خوفه من علی
علیه السلام لم یترکه علی حاله انتهی بلفظه پس حضرت امیر نے قنبر کو آواز دی اور کہا کہ میری ذوالفقار
لا چنانچہ وہ ذوالفقار لایا اور حضرت علی نے اسکو حمائل کیا اور ہمراہ آدمیوں کے مسجد میں آئے اور
قنبر سے کہا کہ پرنالہ کو جہاں تھا وہاں لگا دے چنانچہ قنبر نے لگا دیا بعد اسکے حضرت امیر نے فرمایا کہ
قسم ہی مجھکو صاحب قبر و منبر کی کہ اگر کسی نے اس پرنالہ کو اکھیڑا تو میں اسکی گردن مارونگا یہہ
خبر عمر کو پہنچی تب وہ مسجد میں آئے اور پرنالے کو اپنی جگہہ پر دیکھا اور کہا کہ کوئی ابوالحسن یعنی
امیر کو غضب میں نہ لاوے وقت صبح کے حضرت امیر نے حضرت عباس سے پوچھا کہ کہئیے کیا ہوا
حضرت عباس نے کہا کہ جب تک تم زندہ ہو چین و آرام سے گذرتی ہی حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم
ہی خدا کی کہ اگر تمام اہل زمین مجھسے بخصومت پیش آویں میں سب کو قتل کر دوں فقط اس
روایت کو مطاعن حضرت عمر رضی الله تعالی عنہ میں لکھکر مجتہد صاحب فرماتے ہیں کہ اگر عمر کو
علی کا خوف نہ ہوتا تو کبھی پرنالہ کو اپنی جگہہ پر لگانے نہ دیتے *

هیں فقط پس جب حضرت علي حضرت عمر کے پوچھنے پر ایسا سخت جواب دیں اور اُنکے قتل کرنے
اور گردن مارنے پر اپنی مستعدي ظاهر کریں تو اگر حقیقت میں حضرت عمر دین سے پھر جاتے اور
کام شرعیه محمدیه کو بدل دیتے تو حضرت علي اپنے قول کو پورا کرتے اور ضرور اُنکو مارهي ڈالتے
یا حضرت علي سے مستعد کیونکر هوتے عمر کو اپنی بیٹي لے جانے دیتے اور کچھه چوں و چرا نکرتے
اب ترجمه بلفظه اُس حدیث کا یهه هی روایت است از محمد بن خالدالضبي که روزے عمر بن
خطاب در اثناء خطبه از حاضران سوال کرد که اگر من خواهم که شما را از معلومات دینیه و معتقدات
یقینیه و احکام شرعیه محمدیه صرف نمایم و گویم که از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد که در
جاهلیت بود شما با من چه خواهید کرد آیا تابع من درین خواهید شد یا مخالف من مردمان همه
خموش شدند و هیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار همین سخن را اعاده کرد از هیچکس جوابے نشنید
پس دیگر بار همین مقاله اعاده کرد شاه ولایت فرمود که هرگاه از تو این حالت مشاهده کردیم و ترا از دین
مصطفی منحرف یابیم بابت دیگر طلب کنیم و اگر توبه کني توبه ترا قبول کنیم و اگر نکني ترا گردن زنیم
عمر چوں این سخن از شاه اولیا شنید گفت که در دین ما مردان هستند که اگر منحرف شویم ما را بطریق
مستقیم مقیم و ثابت دارند انتهي بلفظه *

(دوسری روایت) ملا باقر مجلسي نے حیات‌القلوب میں ایک حدیث طویل نقل کي هی
جسکا خلاصه یهه هی که عمر فاروق کے دل میں اِسقدر خوف اور هیبت شاه مرداں کي تهي که بمجرد
دیکھنے کے لرزه آ جاتا تها چنانچه بعد لکھنے ایک قصه طول طویل کے اِس مضمون کو اِن لفظوں سے ادا
کیا هی علي ابن اِبراهیم از ابوذر نقله روایت کرده است که گفت روزے با عمر بن خطاب براهے میرفتم
ناگاه اضطرابے در راه دیدم و صدای از سینهٔ او شنیده شد مانند کسے که از ترس مدهوش شود گفتم چه مي
شود ترا اي عمر گفت مگر نه بیني شیر بیشه شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشنده طاغیاں و باغیاں
را و زننده شمشیر را و علمدار صاحب تدبیر را چوں نظر کردم علي بن ابیطالب را دیدم (الی قوله) تا این
ترس او از دل من بدر نرفته است و هرگاه که اورا مي بینم چنیں هراساں میشوم فقط پس اب
اِس حدیث سے زیاده اور کیا سند چاهیئے جس سے معلوم هوتا هی که حضرت عمر حضرت علي کي
صورت دیکھنے سے ڈر جاتے تهے اور اُن کے بدن پر هیبت سے لرزه هونے لگتا هی اور بهت دیر تک
هوش و حواس اُنکے درست نه هوتے تهے پس جب که حضرت علي کے دیکھنے سے یهه حال حضرت
عمر کا هوتا هو اور اُنکے هوش و حواس اُن کي صورت دیکھنے سے جاتے رهتے هوں تو کیونکر قیاس میں
آوے که پهر اُن کي بیٹي سے بجبر نکاح کر لیا هو شاید حضرات شیعه یهه فرماویں که اُسوقت حضرت
علي کا جلال جاتا رها تها بلکه معامله برعکس هو گیا تها *

(تیسری روایت) جناب مولوی سید دلدار علي صاحب قبله عمادالاسلام میں لکھتے هیں که کتب
امامیه میں لکها هوا هی که حق تعالی نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا که سب کے دروازه مسجد سے بند

چنانچہ اِسي مضمون کو بایں الفاظ صاحب ترجمہ اثنا عشریہ نے بہ جواب تحفہ کے ادا کیا ھی قائلین بہ تقیہ میگویند کہ شارع فعلي را کہ بطریق تقیہ واقع شود مقام ... قرار دادہ پس درینجا آوردن آن امتثال امر الٰہي است و این معني مقتضاء اجرت اور اسي ... سید مرتضیٰ ملقب بہ علم الہدیٰ اور ابن مطہر حلي نے بھي ... تقیہ اُس سے زیادہ نہیں ھی جو کہ ... امامت کے جناب امیر نے کیا اور ... کي ... عبارت بعینہ ترجمہ مصائب النواصب کے ... کا ھی غرض کہ اِن روایات سے ... ھی کہ جناب امیر نے تقیہ کے سبب ... کرا دی اور چونکہ حضرت امیر مامور بہ تقیہ تھے ... اِس نکاح میں مستحق اجر ھوئے لیکن تاویل تقیہ کي باطل ھی چند وجوہ سے *

وجہ اول تقیہ خود تہمت حضرات شیعہ کي ھی اھلبیت کرام پر اور کبھي کسي امام نے نہ تقیہ کیا نہ وہ مامور بہ تقیہ تھے کہ ... ھم بحث تقیہ میں ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ *

وجہ دوم تقیہ ... میں آتے ھیں یا خوف جان یا خوف عزت عزت تو اِس نکاح کے کر دینے ... رھي پس اُسکا خوف تو باقي ھي نہ رھا جسکے لیئے حاجت تقیہ کي ھوتي رھا خوف جان اُسکے ... سے جناب امیر مامور بہ تقیہ نہ تھے کہ اِسکو علماء شیعہ نے خود تسلیم کیا ھی جیسے ... المکائد میں علامہ کنتوري لکھتے ھیں کہ شیعیان ھرگز نمیگویند کہ حضرت امیرالمومنین بسبب خوف ھلاکت جان خود ترک قتل و قتال ابوبکر کردہ بود بلکہ میگویند کہ حضرت امیرالمومنین ھیچیک از فرایض و واجبات را ترک نکردہ و تقیہ بجہت خوف ھلاکت جان خود نہ بود بلکہ بہ جہت خوف ھتک عرض و ناموس بود *

وجہ سوم اگر ھم تسلیم کریں کہ حضرت علي کو خوف جان کا تھا تو خود حضرات شیعہ اِس کو قبول نہ کرینگے اِس لیئے کہ اُنکے مذھبي روایات سے ثابت ھوتا ھی کہ کئي دفعہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضي اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت امیر کے قتل کا اِرادہ کیا تھا لیکن وہ بہ سبب شجاعت حضرت امیر کے پورا نہوا جیسا کہ ملا باقر مجلسي حق الیقین میں لکھتے ھیں * کہ جب حضرت علي نے معاملہ فدک میں ابوبکر و عمر کو بہت سخت سست کہا اور اُنسے معارضہ کیا تب ابوبکر نے عمر کو بلایا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ آج علي نے کیا کیا اگر ایک دفعہ اور ایسا ھي وہ کرینگے تو ھمارے سب کام درھم و برھم ھو جاوینگے یہہ سنکر عمر نے کہا کہ میري صلاح یہہ ھی کہ علي قتل کر دیئے جاویں اور اِس خدمت پر خالد ابن الولید کو متعین کیا اور صبح کي نماز کا وقت اُنکے قتل کا مقرر ھوا چنانچہ جب صبح کي نماز کو حضرت علي مسجد میں آئے اور براہ تقیہ ابوبکر کے پیچھے نماز کو کھڑے ھوئے اور خالد تلوار باندھکر حضرت علي کے برابر کھڑے ھوئے مگر جب کہ ابوبکر تشہد کے لیئے بیٹھے تب اُن کو ندامت ھوئي اور فتنہ و فساد سے ڈرے اور شدت اور سطوت اور شجاعت حضرت امیر کي اُن کو معلوم تھي تب ایسا خوف ابوبکر پر غالب ھوا کہ نماز ختم نہ کر سکے بار بار تشہد پڑھیں اور خوف کے مارے سلام نہ پھیریں آخر خالد سے کہا کہ جو کچھہ میں نے تمسے کہا ھی وہ نہ کرنا چنانچہ بعد نماز کے حضرت علي نے خالد سے پوچھا کہ تم سے ابوبکر نے کیا کہا تھا اُنھوں نے کہا کہ تمھارے قتل

* اصل عبارت بحث تقیہ میں نقل ھوئي

غرض کہ جب ایک خفیف بات یعنی پرنالہ کے لگانے پر جناب امیر اِس قدر غیظ و غضب میں آ جاویں اور منبر سے ذوالفقار منگا کر مسجد میں آویں اور اپنے سامھنے کھڑے کھڑے پرنالہ نصب کراویں باوجودیکہ حضرت عمر کو تیرہ برس گذرچکے تھے اور اُن کی خلافت کا زمانہ شباب پر تھا اور پھر بھی ... سے نہ ڈریں اور اُنکے قتل کرنے پر مستعد ہو جاویں بلکہ تمام دنیا کے قتل کا بحالت مخالفت دعویٰ ... تو کیونکر ... وصیت پیغمبر خدا کے اُن ... عمر کی کیا ہوگی اگر واقعی حضرت وصیت نہ ہوئی ... تو اِس واقعہ میراب میں جناب امیر ... اُس کو بھول جاتے اور کسلیئے ذوالفقار ... باہر آتے اور اگر حضرت علی سے حضرت عمر ڈرتے نہ ہوتے تو کیوں وہ جب ہو جاتے اور کسلیئے اُن کے لگائے ہوئے میراب کو اُکھڑوا نہ دیتے عجب حال ہے حضرات شیعہ کا کہ کبھی تو حضرت علی کو ایسا شیر دلیر بنا دیتے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر ... جلال کے قصے بیان کرتے ہیں اور خفیف خفیف معاملات میں اُن کا قتل و قتال پر مستعد ہو جانا ... کرتے ہیں اور کبھی اُن کو ایسا خائف کمزور کر دیتے ہیں کہ بڑے بڑے معاملات میں اُن ... کہتے ہیں کیا حضرات شیعہ کے نزدیک حضرت ام کلثوم کا غصب ہونا حضرت عباس کے ... کے میراب کے برابر بھی نہ تھا کہ جسپر تو اِس قدر غیظ و غضب ہووے اور اُسپر صبر و سکوت کیا جاوے ... جناب امیر میراب کے معاملہ میں سکوت فرماتے اور حضرت ام کلثوم کے معاملہ میں اپنے جلال ... کو ظاہر کرتے اور منبر سے ذوالفقار لیکر باہر آتے اور عمر کے ... کرنے اور گردن مارنے پر مستعد ہوتے تو ... قہر و غضب بجاے خود ہوتا *

معلوم نہیں کہ حضرات شیعہ اِس نکاح کو قبل از واقعہ میراب کے روایت کرتے ہیں یا بعد اُسکے اگر نکاح قبل از واقعہ میراب تھا تو حضرت عباس کا جناب امیر کے پاس معاملہ میراب میں فریاد کو ... بعید از قیاس ہی اِس لیئے کہ حضرت عباس خوب جانتے تھے کہ حضرت عمر کے ڈرسے اُنھوں نے اپنی بیٹی کو دے دیا اور کچھہ نہ بولے تو کیونکر حضرت عباس پھر اپنے میراب کے معاملہ میں اُن کے پاس فریاد کو جاتے کیونکہ جب جناب امیر لڑکی کے معاملہ میں نہ بولے اور صبر کیا تو پھر ایسے خفیف ... معاملہ میں کیا بولنے اور اگر یہہ نکاح بعد از واقعۂ میراب ہوا تو جب حضرت عباس حضرت علی کو ... سمجھانے گئے تھے کہ عمر آمادۂ فساد ہی تم نکاح ہونے دو ورنہ وہ تم کو تکلیف دیگا تب اگر حضرت ... اِس قصہ کو بھول گئے تھے تو جناب امیر یاد دلاتے کہ چچا تم کو یاد نہیں ہی کہ تمھارے میراب معاملہ میں میں نے کیا کیا اور عمر کو کیسا ڈرا دیا پس کیونکر ایسے بڑے معاملہ میں میں اُس سے ڈر جاؤں اور اُسی وقت منبر سے تلوار منگا کر عمر کے پاس آتے اور اُن کو میراب کے معاملہ کی طرح ڈرا دیتے اگر ایسا کرتے تو پھر کیا مجال عمر کی تھی کہ وہ کچھہ بولتے غرض کہ اب تو حضرات شیعہ اِن روایات کو دیکھیں اور صبر یا وصیت کا نام زبان پر نہ لاویں اِسلیئے کہ اِن روایات سے اُن کا ابطال ایسا نہیں ہوا ہی کہ کسی کو کچھہ کہنے کی گنجایش رہی ہو *

(تیسری تاویل تقیہ) اگرچہ جو کچھہ ہم نے صبر اور وصیت کی تاویل میں بیان کیا اُسکا بھی بطلان بخوبی ہو گیا لیکن خاص اِس لفظ سے ہم کچھہ بحث کرتے ہیں *

بعض علماء شیعہ نے فرمایا ہی کہ حضرت امیر کو حکم تقیہ کرنیکا تھا اِس لیئے وہ معذور و مجبور تھے اور نکاح کر دینے میں وہ بجاآوری فرمان الہی کی کرتے تھے اور امتثال امر الہی مستقل اجر ہی

مجھے اِس مقام پر ایک حدیث اِمام محمد باقر علیہ السلام کي یاد آتي هی جو کہ کلیني نے بسند معتبر لکھي هی کہ اِمام کي دس نشانیاں هیں منجملہ اُن نشانیوں کے نشاني نہم میں وہ لکھتے هیں کہ جو فضلہ اِمام سے جدا ہوتا هی اُس سے مشک کي بو آتي هی اور زمین کو خدا نے موکل کر دیا هی کہ وہ اُس فضلہ کو نگل جاتي هی فقط بس نہایت تعجب هی حضرات شیعہ سے کہ باوجودیکہ اِمام کے فضلہ کي نسبت تو یہہ اِعتقاد کریں کہ اُسکو زمین نگل جاتي هی اور اُس میں بدبو نہیں هوتي بلکہ مشک کي بو اُس سے آتي هی اور پھر اسي اِمام کے جگر کے پارہ اور بدن کے ٹکڑے کي نسبت یہہ کہیں کہ اُسکو ایک غاصب نے غصب کر لیا اے حضرات شیعہ ذرا تو سوچو کہ فضلہ اِمام کا کسلیئے زمین کو سپرد هوا اور خدا نے کیوں اُس میں مشک کي خوشبو رکھي اِسیواسطے کہ فضلہ ایک نجس اور ناپاک چیز هی اگر وہ زمین پر رهیگا کتے پرندگے بدبو پھیلیگي لوگ دیکھکر نفرت کرینگے اور چونکہ اُسکو ایک تعلق اِمام سے هی گو وہ تعلق نہایت تعلقات بعیدہ سے هي اِسلیئے خدا نے اِمام کي فضیلت ظاهر کرنے کے لیئے فضلہ کو زمین کے سپرد کیا کہ وہ نگل جاوے تو کیا حضرت ام کلثوم جو حضرت سیدۃ النساء کي ایک جزو تھیں اور حضرت علي کي جسم کي ایک ٹکڑا تھیں خدا کے نزدیک ایسي بے قدر تھیں کہ خدا نے اُنکي کچھہ بھي حفاظت نہ کی اور اُن کو ایک غاصب کے پنجہ سے نہ بچایا کیا اُنکو کچھہ نسبت حضرت علي سے نہ تھي اور کیا اُن کو کچھہ تعلق سیدہ پاک سے نہ تھا اور کیا اُس عرتي سے کچھہ لوث داس پاک پر جناب امیر کے نہ آتا تھا اور کیا اُن کے غصب سے کوئي داغ ائمہ اطہار کي شان میں نہ لگتا تھا اے بھائیو ذرا سوچو اور شرماؤ اور اِنصاف کو دخل دو کہ سواے اسکے کہ تم اِقرار کرو کہ حضرت عمر صلاحیت زوجیت کي رکھتے تھے اور کسیطرح پر یہہ اِلزام رفع هو سکتا هي یا نہیں *

چوتھا قول جب کہ حضرات شیعہ نے دیکھا کہ نہ تاویل صبر کي درست هوتي هی نہ وصیت اور تقیہ کي توجیہ سے کچھہ مطلب حاصل هوتا هی اِسلیئے بعضوں نے اِن سب کو چھوڑ کر اور دعوی کیا اور صحت اور همبستري سے اِنکار کیا چنانچہ صاحب سیف صارم فرماتے هیں کہ اگرچہ در حقیقت قربت معصومہ طاهرہ یعني وقوع اتصال و مواصلت جو کہ ظاهر میں عادت مناکحت هی بموجب اِقرار شیخ فاني اور رهم بہ سبب صغیرہ هونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقیني تھا اور باعتبار ظاهر کے بھي اور باعتبار باطن کے از روے علم باطني کے بھي حضرت مولی پر هویدا تھا اور پھر بعد چند اوراق کے مولف مذکور لکھتے هیں کہ مواعظ حسنیہ جناب غفران مآب وغیرها کتب حقہ میں جو اهل اِیمان بنصرت دیکھا چاهیں تو وهاں رجوع کر سکتے هیں صاف واضح هوگا کہ وصلت و قربت زن و شوي هرگز نہیں وقوع میں آئي بلکہ بہ طریقۂ اهلبیت طاهرہ روایات صحیحہ مخبر هیں اِس بات کے کہ ظاهر میں یہہ رنج صعوبت بیشک مولاے مومنین نے اپنے سر لیا لیکن حقیقت میں قربت و مواصلت با معصومہ هرگز وقوع میں نہیں آئي بلکہ از راہ اعجاز بہ عنایت کریم کارساز ایک جنیہ مشکلہ بشکل جناب معصومہ حوالہ کي گئي اور جناب معصومہ تا حیات شیخ فاني نظر سے لوگوں کے غائب کي گئیں وربد التصریح في المبسوط

کو کہا تھا اور اگر وہ مجھے منع نہ کرتے تو ضرور میں تمکو مار ڈالتا کہ حضرت علی نے غصے میں آکر خالد
کو پکڑا اور زمین پر دے مارا جب عمر چلانے لگے اور لوگ جمع ہو گئے تب حضرت امیر نے خالد کو
چھوڑ دیا اور گریبان عمر کا پکڑا اور کہا کہ اگر وصیت رسول خدا کی اور تقدیر الٰہی نہونی تو تم اِس
وقت دیکھتے کہ کون ضعیف ہی ہم یا تم اور ایک روایت میں یہہ ہی کہ حضرت امیر نے خالد کو
ایک اُنگلی پر اُٹھا لیا اور ایسا دبایا کہ اُس کی جان نکلنے کے قریب ہو گئی اور خالد نے پاخانہ پھر دیا
اور پانوں میں رعشہ پڑ گیا اور بات زبان سے نہ نکل سکی اور جو کوئی نزدیک جاتا کہ خالد کو چھڑاوے
اُسکی طرف شیر خدا ایسے غضب کی نگاہ سے دیکھتے کہ وہ ڈر کے مارے لوٹ جاتا کہ آخر حضرت عباس
بیچ پڑے اُنھوں نے قسم دیکر خالد کو چھڑایا فقط *

اے حضرات شیعہ اِس روایت کو دیکھو اور شیر خدا وصی رسول کی شجاعت اور مردانگی پر
نظر کرو اور پھر معاملہ نکاح ام کلثوم پر نظر کرو اور سوچو کہ اگر نکاح بجبر و اکراہ ہوتا اور حضرت امیر
کو منظور نہ ہوتا تو عمر کی یا کسی شخص کی مجال تھی کہ وہ جناب امیر کو ڈرا کر اُنکی بیٹی لے لیتا
اور حضرت علی قتل کے خوف سے کچھہ نہ کہتے اگر حضرت امیر کو حضرت عمر نے خوف دیا تھا اور
اُن کے مارنے کی دھمکی دی تھی تو کیوں حضرت علی خاموش ہو گئے اور کس لیئے عمر کو ایک اُنگلی
پر اُٹھا کر زمین پر نہ دے مارا اور اگر کوئی اُنکا حامی ہوا تھا تو کیوں اُس کی طرف غضب کی نگاہ سے
نہ دیکھا هم اگر اِس روایت کو ملا باقر مجلسی کے قبول کریں تو پھر کبھی ہماری ذہن میں یہہ بات
نہیں آ سکتی کہ حضرت علی ام کلثوم کے نکاح میں ایسے خوف زدہ اور مضطر ہو جاویں کہ کچھہ نہ
کہہ سکیں اور اپنی معصومہ بیٹی کا غصب ہونا پسند کریں اگر اِس روایت پر بھی خاطر جمع نہ ہو تو ہم
دوسری سند شجاعت علی مرتضیٰ شیر خدا کی بیان کرتے ہیں کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین میں لکھتے
ہیں کہ بعد از غصب فدک حضرت امیرالمومنین بہ ابوبکر نامہ نوشت در نہایت شدت و حدت و تہدید
و وعید بسیار دراں درج نمود چوں ابوبکر نامہ را خواند بسیار ترسید و خواست کہ فدک را و خلافت را ہر دو رد کند
پس اِس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ حضرت علی کی ایک خفگی کے خط سے حضرت ابوبکر صدیق ایسا
ڈر گئے کہ فدک اور خلافت چھوڑنے پر مستعد ہوئے تو حضرت علی کو کون مانع تھا کہ حضرت ام کلثوم
کے معاملہ میں بھی حضرت عمر کو ایک نامہ لکھتے اور اپنی شجاعت اور مردانگی کی یاد دلاتے اور جو
زور اور سطوت پہلے حضرت نے ظاہر کی تھی اُسکا ذکر کرکے ڈراتے حالانکہ یہہ بھی کسی روایت سے
شیعوں کے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علی نے کوئی خط لکھا ہو یا حضرت عمر کو ڈرایا ہو اگر اَور کچھہ نہ
ہوتا تو حجت تو تمام ہو جاتی لیکن جناب امیر کے سکوت اور خاموشی کا سبب ایسے نازک معاملہ
میں ہماری سمجھہ میں نہیں آتا اور تقیہ کرنے کی کوئی وجہ ایسے بڑے عظیم امر میں ہم کو معلوم
نہیں ہوتی شاید اِس معاملہ میں کوئی سر اسرار امامت سے ایسا ہوگا جو ہماری سمجھہ میں نہیں آ سکتا
اِسلیئے کہ اسرار امامت کو سوائے ملک مقرب اور پیغمبر مرسل کے اور مومن کامل کے دوسرا سمجھہ ہی
نہیں سکتا ہی جیسا کہ ملا باقر مجلسی حق الیقین میں لکھتے ہیں کہ غرائب احوال و خفایای اسرار
ایشاں را خلق نمیدانند و تاب شنیدن آنہا ندارد مگر ملک مقربی یا پیغمبر مرسلے یا مومن کاملی کہ حقتعالیٰ
دل او را امتحان کردہ باشد و بنور ایمان منور گردانیدہ باشد *

انتهي بلفظه جو كه مولف سيف صارم نے بعد اِس عبارت كے بري بري كتابوں پر حواله ديا هى اِس سے مشتاقين كو اِشتياق اُن كے ديكهنے كا بهي پيدا هوگا تا كه معلوم هووے كه آپكے بزرگوں نے كيا نكات و اسرار لكهے هيں اِسليئے ميں آپكے علماء اعلام كے قول كو بهي نقل كرتا هوں اور سامعين كے ليئے حالت منتظره باقي نهيں ركهنا هوں واضح هو كه قطب‌الاقطاب راوندي مولف خرائج جرائح نے يهه دعوى كيا هى اور جناب مولوي دلدار علي صاحب قبله نے مواعظ حسنيه ميں اُسكو اِن لفظوں سے بيان فرمايا هى گفت

عرض نمودم بخدمت حضرت صادق عليه‌السلام كه مخالفين برما حجت مي آرند و ميگويند كه چرا علي دختر خود را بخليفهٔ ثاني داد پس حضرت صلوات الله عليه كه تكيه كرده نشسته بودند درست نشسته فرمودند كه آيا چنين حرفها ميگويند بدرستيكه قوميكه چنين زعم ميكنند لا يهتدون سواء‌السبيل سبحان الله حضرت امير را اين قدر قدرت نبود [illegible] خليفه [illegible] دختر خود دروغ ميگويند كه هرگز چنين نبود بدرستيكه چون خليفهٔ ثاني پيغام عقد [illegible] حضرت امير [illegible] حضرت اِنكار نمودند پس خليفهٔ ثاني بعباس گفت كه اگر دختر علي را بمن [illegible] ندادند و زمزم [illegible] تو ميگيرم پس عباس بخدمت حضرت امير آمده [illegible] گفت [illegible] اِنكار نمودند [illegible] ابراز الحاح نمود حضرت امير باعجاز خود جنيه را از اهل نجران طلبيدند و [illegible] بصورت ام كلثوم متمثل گرديد و حضرت امير ام كلثوم را باعجاز خود از نظرها مستور [illegible] مدت دراز جنيه پيش او ماند تا آنكه يك روز ببعضي از قرائن دريافت نمود كه زن او ام كلثوم نيست بلكه از بني آدم هم نيست گفت ندانم ساحر تر از بني هاشم كسے را و چون خواست كه اين امر را اِظهار نمايد خود كشته شد پس جنيه بخانه خود رفت و ام كلثوم ظاهر گرديد انتهي اى حضرات شيعه اپنے قطب‌الاقطاب اور اپنے قبله و كعبه كے علم و عقل و فهم كي داد دو اور شكر آپكے اِحسان كا ادا كرو كه ايك نكته ميں سب مشكليں حل كر ديں اور سنيوں ناصبيوں كے اعتراض كو ايك لطيفه ميں دور كر ديا اور معصومه كي عصمت و عفت بچانے كے ليئے آپكي مقارنت سے ساتهه حضرت عمر كے اِنكار كيا اور حضرت امير كي قدرت اور معجزه دكهلانيكے واسطے ايك جنيه كا به شكل ام كلثوم كے متشكل كر دينيكا دعوى كيا حقيقت ميں اِس تقرير سے تمام اِعتراض ناصبيوں كے باطل هو گئے اب نه كوئي معصومه كي عصمت پر حرف ركهه سكتا هى نه كوئي حضرت امير كو عاجر كهه سكتا هى نه كوئي خليفهٔ دوم كي فضيلت بيان كر سكتا هى نه اهلبيت كے ننگ و ناموس پر كوئي انگشت اُٹها [illegible] لیکن اِس جواب ميں يهه امر لايق عرض كرنيكے هى كه اگر جنيه بشكل ام كلثوم كے بنا كر خليفهٔ دوم كے پاس بهيج دي گئي تهي تو اولاد بهي اُس سے پيدا هوئي تهي يا كه وه ام كلثوم سے اور زيد بن خطاب جو بالغ هو كر مرا ماں اُس كي وهي جنيه تهي يا ام كلثوم *